تاج المحدثین عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری مجددی رحمتہ اللہ علیہ

کی نوک قلم سے نکلنے والا تقریباً ایک صدی کے بعد شائع ہونے والا پاکستان میں پہلی بار

منظر عام پر آنے والا نادر و نایاب

حصہ اوّل

فتاویٰ ارشادیہ

تالیف حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالغفار خان نقشبندی رام پوری

تقدیم مفتی محمد اطہر نعیمی چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

ترتیب نو: ابو الطاہر غلام عباس باروی مجددی

زیر اہتمام

ابو الساجد محمد اقبال باروی

ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

دار العلوم طاہر آباد ... ضلع ...

جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ

کالونی لانڈھی کراچی

3218

Marfat.com

3218

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
صلی اللہ علی النبی الامی و علیٰ الہ و اصحابہ وسلم تسلیما

فتاویٰ ارشادیہ

موبائل فون 0320-4028452
مخدوم عباس

○ .... ناشر .... ○

غلام عباس بارودی مجددی ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مرکزی دفتر
[illegible]سوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد موضع نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ
خط و کتابت کے لئے: جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ کالونی گلی نمبر ۴ لانڈھی کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : فتاویٰ ارشادیہ
86355
مصنف : تاج المحدثین مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوریؒ
مرتب : حضرت علامہ عبدالغفار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
ترتیب نو : غلام عباس باروی نقشبندی
اہتمام : علامہ محمد اقبال باروی
اشاعت : ایک ہزار
طابع : محمد ابراہیم عباس
پاکستان میں بار اول : یکم اپریل ۲۰۰۰ء

o .... ملنے کا پتہ .... o

قاری دلشاد احمد نقشبندی مدرسہ بیت النور لانڈھی نمبر ۶، کراچی۔

فون: 5046057

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔ فون: 429946

مولانا ... اع علی رضوی سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی

فیصل آباد۔ فون: 628319

سید محمد احمد یوسف نعیمی جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

(نوٹ)..... فتاویٰ ارشادیہ کو بغیر ردوبدل کے شائع کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

3218

کتاب کیسے چھپی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا بے حد شکر واحسان اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود وسلام جن کے فیضان رحمت سے خالق کائنات رؤف رحیم کی توفیق خاص ہوئی کہ نادر ونایاب کتب کو شائع کرنے کا موقع ملا۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ کچھ نایاب کتابیں شائع کی جائیں اس سلسلے پاکستان کے اکثر مدارس میں علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں تو اس سلسلہ میں جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی حاضر ہوا تو شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ کوئی نایاب کتاب ہو تو عطا فرمائیں تاکہ اس کو شائع کیا جائے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ علامہ رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم ھذا سے ملاقات کریں تو ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا فرمانے لگے فتاویٰ ارشادیہ شائع کرائیں تو آپ نے فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول ودوم کی فوٹو اسٹیٹ عطا فرمائی۔ علامہ رضاء النبی صاحب نے فرمایا کہ اس کی اصل کاپی استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کے پاس ہے تو میں جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا تو مفتی علامہ محمد اطہر نعیمی اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ چیئرمین ہلال کمیٹی پاکستان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کتاب کے لئے عرض کیا تو آپ نے اصل کتاب عطا فرمائی پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے ایسا کام ضرور کرو اور انہوں نے بہت دعائیں دیں اور آپ کی (علامہ ارشاد حسین مجددی احمدی زندگی کے بارے میں حالات لکھنے کے لئے تیار ہو گئے اور پیر طریقت سید مقصود علی شاہ

Marfat.com

قادری ، حضرت علامہ مولانا جان محمد نعیمی صاحب ، حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب ، حضرت علامہ مولانا منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ شیخ الحدیث التفسیر حضرت خالد محمود بانی جامعہ معارف القرآن کراچی۔ کتاب چھاپنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

علامہ ارشاد حسین احمدی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کے لئے میں نے اکثر علمائے سے رابطے کئے تو علامہ بشیر القادری صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مبارکباد دی کہ آپ کو میں تحفہ دوں گا۔ میں نے بے چینی میں پوچھا حضور کیا تحفہ ہے تو انہوں نے جواب دیا جو آپ کا کام تھا حل ہو گیا یعنی علامہ ارشاد حسین احمدی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر کتاب مل گئی۔ انہوں نے مجھے عطا کی گویا دنیا کی ہر چیز مل گئی جس وقت سے کتاب میرے پاس آئی تو بہت زیادہ سکون محسوس ہوا ہوتا بھی کیوں نہ جس شخصیت کے لئے پیارے آقا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مرشد کامل کو فرمائیں ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو تاکہ دین کی خدمت کریں ان کی کتاب پڑھ کر سکون ہی سکون ہے۔

پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو کتاب دکھائی تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا فرمانے لگے اگر کوئی مجھے کوئی کثیر رقم دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس کتاب کو دیکھ کر ہوئی ہے گویا مفتی اعظم حضرت علامہ ارشاد حسین احمدی مجددی رحمتہ اللہ علیہ براہ راست فیض عطا فرما رہے ہوں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دار العلوم جامعہ بانی مکتبہ فخریہ کراچی اور الحافظ الحاجی خلیل احمد نورانی کا تہہ دل متشکر جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اور کراچی میں مرکز کے لئے حاجی محمد نواز بلوچ، محمد نثار، محمد عنصر علی جو کہ بسم اللہ جامع مسجد شیرپاؤ لانڈھی کراچی کے ٹرسٹی ہیں انہوں نے فرمایا ایک اللہ کا نیک بندہ ہماری مسجد کو بنوا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں ، عمل میں اضافہ فرمائے تو یہاں پر نایاب کتابیں چھاپنے کے لئے مرکز بنائیں۔

Marfat.com

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے مگر اپنے پیرومرشد ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ کی نگاہ کرم استاذالعلماء الحاج قاری محمد دین نعیمی مصنف الخطیب فیصل آباد کی تربیت والد مکرم صوفی فتح شیر قادری کی شفقت سے ناچیز اس قابل ہوا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعہ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور شریف آنڈیا کی کتاب حیات خدمات نظریات حضرت علامہ مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ صفحات فتاویٰ ارشادیہ سے قبل دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آخر میں ان دوستوں کا متشکر ہوں جنہوں نے کتاب کے سلسلے میں ہر موقع پر سرپرستی فرمائی خصوصاً حضرت علامہ مولانا باغ رضوی مہتمم جامع شیخ الحدیث فیصل آباد علامہ مولانا محمد اقبال باروی، محمد مرسلین دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے علامہ موصوف ودیگر علمائے اہلسنت کی نایاب کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ooo

غلام عباس باروی مجددی دارالعلوم عباسیہ بارویہ
طاہر آباد لیہ
جنرل سکریٹری ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمتہ اللہ علیہ
۸/اپریل ۲۰۰۰

Marfat.com

فہرست فتاویٰ ارشادیہ جلد ۱

تقریظات ۱۱
حیات علامہ مولانا ارشاد حسین مجددی رحمتہ اللہ علیہ ۱۷
نذرانہ عقیدت اہل علم ودانش ۲۸
بیان عقیدہ جو مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا چاہیئے ۳۸
دو سوال کلمہ طیبہ کلام ربانی ہے۔ نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۴۷
کو قبل کلمہ کن کے پیدا کیا یا بعد کو۔
جو مولوی عبدالعزیز امروہوی نے کلمہ طیبہ میں ایک سو پانچ ۴۹
احتمال گڑھے تھے سوال میں اور جواب میں چھ کو قابل تصدیق
قرار دیا تھا اس کی تردید کی کہ یہ غلط ہے
دو سوال ایک حدیث من رآنی الحق سے دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۶۱
نے حق تعالیٰ کو شب معراج چشم ظاہر سے دیکھا یا چشم باطن سے۔
بیان اس امر کا کہ جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ ۶۲
سوال حدیث لولاک لما خلقت الافلاک۔ ۶۳
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے پیدا کیا یا اپنی قدسیہ سے۔ ۶۴
حدیث احیاء ابوین شریفین موضوع ہے یا نہیں ۶۵
سماع موتیٰ ثابت ہے یا نہیں۔
زید کہتا ہے کہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گئی ہے۔ دوسرا کہتا ۶۵
ہے قیامت کے دن تجدید اذن شفاعت ضروری ہے کس کا قول صحیح ہے۔
حدیث صحابی کالنجوم صحیح یا یا موضوع۔ ۶۶
لڑکپن میں خمیر الوریٰ کہتے تھے الخزمان اشعا ہیں منقبت شان نہیں ہے۔ ۶۶
امام حسین رضی اللہ عنہ کو جو خطبہ چھوڑ کر اٹھا لیا تھا

Marfat.com

اس کو بہت بری حرکت کہنا کفر ہے یا نہیں۔ ۶۹
انبیا علیہم السلام کی نسبت کلمات گستاخانہ کہا۔ ۷۰
صدور معجزات بعد ممات اور رفع یدین نماز میں اور زنا سے عدم ثبوت نسب۔ ۷۲
مولود میں قیام بدعت اور حرام ہے یا نہیں اور تارکین پر ملامت ۷۵
اور ابتدا اس کی کب سے۔
قیام کرنا وقت ذکر ولادت اور تعین روز اور جمع کرنا لوگوں کا ۷۷
اور شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں۔
مسجد میں ذکر ولادت جائز ہے یا نہیں۔ ۷۸
قیام پر دلیل حل حرمین اور مانعین کے دلیل نہ کرنا متقدین کا۔ ۷۹
خلیفہ رابع کی خلافت پر جو اجماع ہے اس پر شکوک کا جواب۔ ۸۰
جو فعل حضور سے ثابت نہوا بعد کو مروج ہوا جائز ہے یا نہیں۔ ۸۲
ارواح مومنین کی بعد مرنے کے جنت میں رہتی ہیں یا اور ۸۳
مقام پر کلام نفسی اور لفظی کی تحقیق۔
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن کیوں کہتے ہیں۔ ۸۵
مسائل شتے دس مسئلے سماع موتیٰ کا ذکر ہے۔ ۸۶
ابن الہمام مجتہد تھے یا نہیں۔ ۹۲
تین سوال قوم احنبہ سے نبی کا ہونا بین الخصبتین دعا کرنا ۹۲
قوم ہنود سے خدمت لینا۔
جو شخص یہ کہے کہ میں حدیث نہیں مانتا۔ ۹۳
مسئلہ امکان کذب۔ ۹۴
ایک شخص کہتا ہے خلف وعید ممکن ہے دوسرا ممتنع بالذات۔ ۹۵
شیطان پر لعنت مہادیو اور کنہیا کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ ۹۶
یزید پر لعنت جائز ہے یا نہیں۔ ۹۷

Marfat.com

مجموعہ دس سوال یا شیخ عبد القادرؒ جیلانی صدکا عورات کو زیارت قبور فاتحہ سیوم وغیرہ کفر روافض سب شیخین سماع بامزامیر من لشتہ بقوم عبادات میں وغیرہ۔ ۹۸

آٹھ سوال ایصال کیا منحصرا موت پر ہے ہلدی گوبر میں جوش دی ہوئی بلاشہود برضامندی مجامعت کرے احتیاطی ظہر سیکھنا زبان انگریزی مسجد میں خیمہ معتکف وغیرہ۔ ۱۰۰

کلام اللہ کی ہر مضمون کی آیات علیحدہ جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۱۰۱

سننا راگ کا نمبر امیر۔ ۱۰۲

مصافحہ بعد فجر یا عصر۔ ۱۰۵

معانقہ عیدین۔ ۱۰۶

سات سوال ہنود کے میلو نہیں مسلمانوں کی فسق وفجور کے میلو نہیں جانا ناپاک پانی کا سنگھاڑا سانڈ جو ہنود چھوڑتے ہیں لڑکیوں کا سر منڈانا انگر کہلا پہنا وغیرہ۔ ۱۰۷

ستائیس سوال معہ جوبہ۔ ۱۱۰

اطفال مومنین معصوم ہیں یا نہیں۔ ۱۱۱

سلطان روم خلیفہ ہیں یا نہیں۔ ۱۱۲

ٹیکا لگانا واسطے چیچک کے جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۱۳

خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔ ۱۱۴

قرآن شریف کا ترجمہ بلانقل نظم قرآن جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۱۵

سنت تمام کرکے جماعت کی شرکت بعد نماز درود پڑھنا وغیرہ۔ ۱۱۶

محفل مولود کی شرکت سے انکار کرنے والا فاسد العقیدہ ہے۔ ۱۱۷

اطاعت والدین اور شوہر کس کی اطاعت مقدم ہے دس سوال۔ ۱۱۷

انگریزی پڑھنا پڑھوانا جائز ہے یا ناجائز۔ ۱۲۱

Marfat.com

متعدد قسموں کا ایک کفارہ ہو سکتا ہے۔ ۱۲۵

سوال احتساب سے۔ ۱۲۵

معاویہ رضی اللہ مجتہد تھے۔ ۱۲۶

مولوی شبلی صاحب کو دو مسئلوں عقود الجماعتین تردد اس کا حل ۱۲۸

کھانا نیاز عباس رضی اللہ عنہ کا جائز یا ناجائز۔ ۱۳۰

سوال زیور بجنے والے سے۔ ۱۳۱

طبیب کو مریض جو کچھ بطیب خاطر دیوے اس کا لینا۔ ۱۳۲

روافض جو خلیفہ بلا فصل اذان میں کہتے ہیں تبرا ہے۔ ۱۳۲

یا شیخ عبد القادرؒ جیلانی شیاللہ کا پڑھنے والا کافر ہے یا مسلم۔ ۱۳۳

بیان گز شرعی۔ ۱۳۳

بیان لباس وقار۔ ۱۳۳

اگر کوئی عالم کو کافر کہے وہ بنظر دفع شر کہے ہم کافر تمہاری بلا سے۔ ۱۳۴

اگر کوئی واسطے کار خیر کے مال جمع کرنے کا حیلہ ۱۳۶

حصہ معین کرنا معاونین کا جائز یا ناجائز۔

عبد النبی وغیرہ نام رکھنا جائز یا ناجائز۔ ۱۳۷

اگر جاہل کو سائر قوم شرفا وامرا قائم مقام سلطان کریں یہ ہو سکتا ہے۔ ۱۳۸

استعمال تمباکو، درود تاج، مجبوراً شراب پینا، کشتہ کھانے سے جماع کیا۔ ۱۳۹

سرکہ جس میں بوئے شراب ہو تسمیہ و دیگر الفاظ سے ذبح۔ ۱۴۱

بدھیا کی قربانی، فاتحہ بعد دفن میت، نماز میں انگشت شہادت ۱۴۲

اٹھانا، خالق مخلوق کے پیمان۔

سود کی شکلیں، فرضیت موئے ریش، تعلیم انگلش، حقوق رب، بزرگی یوم جمعہ۔ ۱۴۳

نقض توبہ کے احکام۔ ۱۴۵

جواز اخذ ربا بتوکیل دار الحرب سے۔ ۱۴۸

Marfat.com

بیان حیوان جو غیر اللہ کے واسطے ذبح ہو۔	۱۵۱
جو قسم طعام وغیرہ بتوں یا مندروں کا چڑھاوا۔	۱۵۲
جو جانور بتوں کے نام تشہیر کیا اللہ اکبر کہہ کر ذبح ہوا۔	۱۵۲
کھانا جو بنام شیخ سدو کیا جاوے۔	۱۵۳
بیان سانڈ جو ہنود بتو کے نام پر چھوڑتے ہیں۔	۱۵۴
جو جانور تقرب غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں۔	۱۵۶
جو بسکٹ تاڑی مسکر ڈال کر بناتے ہیں۔	۱۵۶
حکم سوئے کا۔	۱۵۷
حکم زعفران کا۔	۱۵۸
برائے شکار مینڈک وغیرہ جو زندہ کانٹے میں لگاتے ہیں۔	۱۶۰
موئے لب منڈواتا یا کترواتا سنت ہے۔	۱۶۰
نوکری چنگی کی جائز یا ناجائز۔	۱۶۲
بیان حقے اور تمباکو کا۔	۱۶۲
جو زوجہ وغیرہ پابند احکام شرعی ہوں ان کے ساتھ معاشرت کا بیان۔	۱۶۳
حکم اس راب اور گڑھ کا جس کے کولو وغیرہ کو کتے چاٹتے ہیں۔	۱۶۵

Marfat.com

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ابن مفتی محمد جان نعیمی
دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفہ اجل حضرت شیخ محی السنتہ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے عظیم عبقری تھے۔

جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ فضائل و کمالات کے ایسے جامع تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ مختلف مقامات سے فتاویٰ ارشادیہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ صاحب کتاب اپنے وقت کے امام ابن ہمام تھے۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

میں فاضل نوجواں حضرت مولانا غلام عباس نقشبندی زید مجدھم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک نادر و نایاب کتاب کو شائع کرایا۔ یقیناً یہ اہل علم پر احسان ہے اللہ رب العالمین اس کاوش سعید کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

الفقیر الی غفور بہ الکریم

عبدہ محمد جان نعیمی عفی عنہ

۲۴ ذوالحج ۱۴۲۰ھ

Marfat.com

تقدیم

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مطلب برآری کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے مثبت اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے ان کی قدر دانی ضروری ہو جاتی ہے۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ گزشتہ دنوں ایک صاحب تشریف لائے انتہائی خلوص و محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے تعارف چاہا تو پتہ چلا کہ موصوف کا نام مولوی غلام عباس باروی ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں معروفیت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ کچھ دن کے بعد پھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا میرے علم میں آیا ہے کہ آپ کے پاس فتاویٰ ارشادیہ (اس کے بارے میں موصوف نے عرض ناشر میں لکھ بھی دیا ہے) میں نے بتایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کے فتاویٰ کی پہلی جلد اور حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ جو مفقود الخبر کے سلسلہ میں ہے موجود ہیں لیکن فتاویٰ ارشادیہ کی دوسری جلد کی فوٹو کاپی عزیزم جناب لطافت یار خان سے ملی ہے جو جناب مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کے فرزند نسبتی ہیں۔ مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کا تعلق اسی خانوادہ سے ہے جن کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے اور ملت مسلمہ کے ارباب علم کے استفادہ کے لئے یہ مجموعہ فتاویٰ شائع کیا جا رہا ہے۔ گو ضخامت کے اعتبار سے یہ مجموعہ فتاویٰ مختصر ہے لیکن بقول شیخ سعدی علیہ الرحمتہ "بقامت کہتر بقیمت بہتر" یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مجموعہ فتاویٰ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کا مجھ پر حق بھی ہے کیونکہ میرا تعلق مراد آباد سے ہے صاحب فتاویٰ حضرت مولانا ارشاد حسین رحمتہ اللہ علیہ صاحب مصطفیٰ آباد مشہور بہ رامپور سے متعلق اور ان دو جگہوں کا فاصلہ تقریباً اٹھارہ انیس

Marfat.com

میل اور آج کل (وقت تحریر سطور ہذا) یہ آبادیاں تقریباً متصل ہو رہی ہیں اگر آبادی کی یہی حالت رہی تو مراد آباد اور رامپور میں کوئی فصل نہ رہے گا کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن جب مولانا غلام عباس نے مجھے مولانا شاہد علی صاحب رضوی کی وہ کتاب دکھائی جو موصوف نے حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اس کتاب کے کچھ حصہ کو شامل مجموعہ فتاویٰ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی فقہاہت کے ساتھ ان کی عملی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں یہاں میں اس امر کا اظہار بھی کر دوں کہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر خیر میں اپنے استاذ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور اپنے والد محترم تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ سے سنتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب رامپوری مرحوم کا مرتب کردہ مطبوعہ رسالہ (بزبان فارسی) مقامات ارشادیہ جو عزیزم لطافت یار خان صاحب ہی سے ملا ہے اس کا بھی جستہ جستہ مطالعہ کرتا رہا ہوں اس کے مطالعہ سے بھی مولانا رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو نظر آیا کہ حضرت مولانا اپنے دور کے شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھے جن کی مثال مشکل سے ملے گی۔ میں مولانا شاہد علی صاحب کی اس قلمی کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مستقبل کے ارباب علم کو راستہ دکھا دیا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے بارے میں مزید تحقیق فرمائیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم اس مجموعہ فتاویٰ سے ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے جس حیثیت سے بھی حصہ لیا ان کی خدمات کو قبولیت کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد اطہر نعیمی

[illegible] جامع مسجد آرام باغ کراچی

حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان

سچے لفظ

فقیہ العصر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، واقف نکات اصلیہ حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس سرہ کی عظیم المرتبت شخصیت کہ جنہیں امام اہلسنت مجدد مائتہ رفتہ مولانا احمد رضا خانؒ کفل الفقیہ میں **من کبار علماء الهند** اور فاضل کامل لکھیں...... مولانا شیخ ابو الخیر مکی ہدیہ احمدیہ میں جنہیں فاضل ومحقق کامل لکھیں ...... حافظ محمد حسین مراد آبادی انوار العارفین میں جنہیں مفسر، محدث، مدرس فقہ واصول، فہمندۂ دقائق معقول لکھیں...... مولانا عبدالاول جونپوری مفید المفتی میں جنہیں جامع العلوم کہیں...... مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری انوار ساطعہ میں جنہیں **القمقام والنحر الهمهام الادیب المصقع المتکلم النبیه** لکھیں ...... مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی جنہیں **قدوہ اہل التحقیق والتدقیق وفصیح مقبول** قرار دیں...... مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی تعلیق المحلی میں جنہیں محدث نبیہ اور فقیہ وجیہ لکھیں...... صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی جن کی تعریف وتحسین میں رطب اللسان ہوں .... مولانا نور الحسین فاروقی طرب الکرام میں جنہیں شیخ فخام، قدوۃ الانام امام الھمام تحریر کریں ...... بقیتہ النحاۃ مولانا سید شاہ حسین گردیزی جن علوم صوری ومعنوی کے کمالات کا بکثرت ذکر کرتے ہوئے جنہیں متبحر فقیہ کہیں......برادر محترم خواجہ رضی حیدر جن کا تذکرہ، تذکرہ محدث سورتی میں کرتے ہوں...... ایسی نابغہ ویگانہ روزگار شخصیت کہ جن کی تعریف وتوصیف اور تحسین میں اکابر جبال العلم کے کلک قلم سے مرصع تہنیتی وتبجیری کلمات وجود پا رہے ہوں اور اصحاب علم وفضل جن کے گن گاتے ہوں وہاں میرے توصیفی لفظوں، حرفوں کی کیا حیثیت ہوگی، من آنم کہ من دانم، چہ نسبت ذرہ

ریگ را با صحرائے علم .... مجھے اپنی علمی بے بضاعتی و کم مائیگی کا اعتراف ہے، مگر فاضل عزیز مولانا غلام عباس مجددی کے حسن ظن کی پاسداری کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ بریلی، لکھنو، کان پور، حیدرآباد دکن، دہلی، پیلی بھیت، جمشید پور کے نامور علمی قلعہ ہائے معلیٰ کی موجودگی میں یکدم نمودار ہونا اور اپنے علم وفضل کو منوانا مولانا ارشاد حسین کے کمال علمیت کی روشن دلیل ہے جبکہ فتاویٰ ارشادیہ حضرت مولانا ارشاد حسین کی علمی فقاہت وثقاہت کی اظہر من الشمس تصدیق ہے، میرے نزدیک یہ فتاویٰ ارشادیہ مسلمانوں کے معتقدات کی اعلیٰ توضیح وتشریح ہے اور اس میں بعض ایسے ادق مسائل کی عمدہ تفسیر ہے جو ہر عہد میں اہم اور نشابر رہے ہیں جیسے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کلمہ کن سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟ (۲) احیاء ابوین شریفین (یعنی حضور علیہ السلام کے والدین گرامی کا زندہ کیا جانا اور کلمہ پڑھوانا) یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ دنیا میں ہی دوبار حیات کا تصور ابھرتا ہے؟ کیونکہ انسان عدم سے وجود میں آیا تو اس کی اولین حیات دنیائے بطن مادر کی ہے پھر عالم شکم سے انتقال اور دنیا میں آمد یہ دوسری دنیاوی حیات ہے پھر دنیا سے انتقال اور عالم برزخ میں جانا یہ تیسری برزخی حیات ہے پھر قیامت کے بعد چوتھی اور ابدی حیات ہے، جس طرح برزخی حیات سے ابدی حیات کے درمیان موت کا وقفہ ہے یا نہیں ایک لا ینحل معمہ ہے اسی طرح دنیا سے برزخ کی طرف انتقال اور پھر برزخ سے واپسی اسی دنیا میں دوسری حیات اور پھر دوسری موت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مولانا ارشاد حسین رامپوری نے بڑی جرأت مندانہ اور دقیق فقیہانہ گفتگو فرمائی ہے (۳) بعد انتقال انبیائے کرام سے معجزات کا صدور (۴) کلام نفسی اور کلام لفظی کی تحقیق (۵) حیات کی جنس سے کسی نبی کا ہونا (۶) سماع بامزامیر (۷) ماضی کی متعدد قسموں۔ حال کی قسم اور مستقبل کے لئے کھائی گئی قسموں کا کفارہ (۸) بعد نماز عیدین معانقہ اور بعد نماز عصر ومغرب مصافحہ (۹) مولانا شبلی نعمانی کے دو اہم سوالوں کے جواب (۱۰) شرعی گز کی لمبائی کا بیان (۱۱) حیدرآباد دکن کے ڈپٹی کمشنر کا سوال دربارۂ احتساب کی شرعی وتاریخی

Marfat.com

توضیح (۱۲) جاہل کو قائم مقام سلطان بنانا (۱۳) سود کی مختلف اقسام وشکلیں (۱۴) وکیل کے توسط سے اخذ ربا (۱۵) بتوں کے نام منسوب ومعنون جانوروں کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا (۱۶) حقے اور تمبا کو کا استعمال وغیرہ۔

غرض کہ فتاویٰ ارشادیہ کے حصہ اول میں دو سو کے قریب اس طرح کے اہم ترین مسائل شامل ہیں جن سے حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کا تبحر علمی آشکارا ہوتا ہے اور آپ کی فقاہت پر سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے نیز آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رام پور ریاست کے والی نواب کلب علی خاں آپ کی علمی جلالت سے ہی متاثر ہو کر عقائد امامیہ ترک کر کے سنی حنفی مجددی ہوئے تھے اور جب اسی نواب کلب علی خاں نے سنن ابو داؤد شریف کا انتہائی خوشنما مطلیٰ ومذہب نسخہ لکھوایا تو اس کی تصحیح مولانا ارشاد حسین اور محدث وقت مولانا سید حسن شاہ سے کروائی تھی چنانچہ محدث عصر سید حسن شاہ صاحب آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر آپ کے دولت کدہ پر روزانہ تشریف لاتے اور دونوں حضرات مل کر ابو داؤد شریف کے نسخے کی تصحیح فرماتے تھے۔

عزیزم محترم فاضل مکرم مولانا غلام عباس مجددی نے فتاویٰ ارشادیہ کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور علماؤ عوام اہلسنت کو اس فتاویٰ سے مستفید ومستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اعظم سعیدی بقلم خود

چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان

سرپرست سرائیکی ادبی سنگت پاکستان کراچی

فون : 8117740

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاج الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالم دین اور محدث کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترک وطن کرکے بریلی شریف آگئے[1] کافی عرصے کے بعد والیٔ رام پور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیاء حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رام پور لائے ــ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک دعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جدامجد جناب غلام محی الدین مجددی رام پور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے محلات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رام پور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کرکے محلہ پیلا تالاب پر اپنے میکے میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔[2]

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملان رام پور ص ۳۰

[2] بروایت مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ، نبیرۂ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

Marfat.com

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۲۴؍ صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ میاں تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور - یو - پی (انڈیا) میں ہوئی - آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا — اور علماء اہل سنت و جماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [1]

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد میانہ درمیانی، سر پُرشکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سُرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا و کشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سر پر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح و عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ [2]

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش و کرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت و عنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہل شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

---

[1] (الف) حکیم عبدالحی لکھنوی - نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹ (ب) شیخ ابوالخیر مکی - ہدیہ احمدیہ از ص ۸۶ تا ۹۴

[2] مولانا محمد علی نعمانی نقشبندی مجددی - معارف عنایتیہ ص ۱۱۷

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[۵۱] اور شیخ دابد علی[۵۲] سے پڑھیں ۔ یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو و صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی ۔ اس کے بعد علمائے لکھنؤ سے علوم نقلیہ کی تکمیل کی ۔ پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتب معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا ۔

تاثیر صحبت : اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے ۔ لہٰذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلس استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی ۔

نواب کلب علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیٔ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے ۔ وہ مجتہد جس قدر عقاید امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرا دیتے تھے ۔ اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی ۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبت کیمیا اثر سے محروم کر دیئے گئے ۔[۵۳] مگر آپ کے فیضِ صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

[۵۱] حافظ احمد علی خاں شوق ۔ تذکرۂ کاملانِ رام پور ص ۳۰

[۵۲] مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی ۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۵

[۵۳] (الف) مولانا حامد علی خاں ۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق تذکرۂ کاملانِ رام پور ص ۳۰

Marfat.com

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کلب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنّی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے — اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستورِ سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرتِ عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پا کر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پا کر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔[1]

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکّہ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخِ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادمِ خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔[2] حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیرِ سایۂ روضۂ مبارک

---

[1] معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

[2] ملا خلاصہ علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۱۳

Marfat.com

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ کو خواب میں حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو!! لے

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزار پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجعِ خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرارِ بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی پڑھو، ایک قطبِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔ ۲ے

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخِ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف ملّا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآنِ کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران نو ۹ ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کٹے بازخاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ ۳ے

لے مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

۲ے ایضاً ص ۲۰

۳ے ایضاً ص ۱۱۱

Marfat.com

صبر و توکل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وردِ زبان رہتا تھا اور وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا لہ (الآیہ) دل نشیں تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خان کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہُ دعا کرتے ہیں!!"

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"اب بے شک میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں!!

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے"!

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلافِ شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔ لہ

لہ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورہ ہود پ۱۲، آیت ۶ (کنز الایمان)

86355

Marfat.com

تصانیف:

(۱) انتصار الحق[۱] صفحات ۱۳۱۲ھ - مطبوعہ

(۲) ترجمہ کتاب الحیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۳۶ غیر مطبوعہ

(۳) فتاوی ارشادیہ جلد اوّل - صفحات ۱۴۰ مطبوعہ

(۴) فتاوی ارشادیہ جلد دوم[۲] صفحات ۱۰۴ امطبوعہ

(۵) ارشاد الصرف[۳] صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دارالارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہوکر جاتے تھے۔[۱]

۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سیّد خواجہ احمد قادری رامپوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور دراز مقامات سے تشنگانِ علوم دینیہ رام پور آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوعِ آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختمِ حضرتِ امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہوکر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہوکر مغرب تک کتبِ تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوباتِ امامِ ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاوی لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے اِن دو دِنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔[۲]

افتاء: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاوی تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاوی لکھے۔ دور و دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

Marfat.com

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباب نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو فتاوی دستیاب ہو سکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کر کے مولانا مفتی عبدالغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی، آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہوئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیتِ فساد — شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔"

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سمجھے بوجھے رنجیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلۂ مذکورہ کا ذکر کر کے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے۔"

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں۔"

اتنا فرمایا اور فوراً اٹھ کر چل دیے اور دولت خانے پر آتے ہی شاہجہانپور کے ارادے سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا امداد حسین مجددی

Marfat.com

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہانپور آئیں"۔

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیٔ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارا کینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طالب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار۔۔ آیندہ احکام شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا"۔

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی مسجد خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سر نو منضبط ہو گیا اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران اپیلِ خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور رعایا کے فائدہ کے پیشِ نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔ لـه

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالتِ مرض میں تمام امانتیں واپس

Marfat.com

کیں اور باوجود شدتِ تپ کے اوقاتِ نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کرکے جماعت سے پڑھتے تھے اور اوراد و وظائف اور دس پارے قرآن کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخیِ سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ وقتِ وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں تیس سال تعلیم و ارشاد میں گزارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نمازِ جنازہ کے لیے امنڈ آیا۔ عیدگاہ کے میدان میں نمازِ جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانبِ مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولادِ امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معوان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)، مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں۔[۱]

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابوالمکارم ذکاء الاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین مجددی محلہ کھاری کنوال، رام پور میں بقیدِ حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

- مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔[۵]
- مولانا سعید ارشاد علی رام پوری۔
- مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں نقشبندی مجددی۔[۵۴]

مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی

مولانا حامد حسن رامپوری مدرس منظر اسلام بریلی۔ استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری۔ ۶ھ

امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری ۷ھ

مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن آکاشا پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ

ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ ۸ھ

مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔ ۹ھ

مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری گوجرانالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) ۱ھ

مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری قاضی القضاۃ۔ ۲ھ

مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ ۳ھ

مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن

حزب الاحناف لاہور (پاکستان) ۴ھ

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری۔ ۵ھ

مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ ۶ھ

سراج الفقہاء مولانا مفتی ابو الفضل سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی

مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ ۷ھ

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی ۸ھ

مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ ۹ھ

مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ ۱۰ھ

مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاویٰ ارشادیہ

جلد اوّل و دوم۔ ۶ھ

مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔ ۷ھ

مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ ۸ھ

مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔ ۹ھ

Marfat.com

مولانا شیخ ابوالخیر مکّی مؤلف ہدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے" ۔ ۵۱

امام اہل سنّت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مدّاح تھے" ۔ ۵۲

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"واقضی علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ" ۵۳

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاس ادب شیخ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور آنکھوں سے مہجوری

---

۵۱ مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳، ۹۴

۵۲ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہل سنت ص ۲۵

۵۳ مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۶۱

Marfat.com

کیسے گوارہ کرسکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر و شکر ہو کر رہو"۔ ۵۱

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف تذکرۂ کاملانِ رام پور

"مولانا ارشاد حسین مجددی ـــ حافظ کلامِ ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو"۔ ۵۲

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا اور اک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ـــ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی و کوہ استقامت و متخلق باخلاقِ نبویہ تھے"۔ ۵۳

حافظ محمد حسین مراد آبادی ۔ مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ـــ حافظ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ و اصول، فہمندۂ دقائقِ معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت"۔ ۵۴

---

۵۱ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۵۲ حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

۵۳ مولانا محمد حسن نقشبندی۔ مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۸

۵۴ حافظ محمد حسین مراد آبادی ۔ انوار العارفین ص ۵۰۹

Marfat.com

خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے!" [۱]

مولانا عبدالاول جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم!" [۲]

مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری مصنف "انوار ساطعہ"

حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم صوری و معنوی اور کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "انوار ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

"القمقام والنحریر الھمام، تاج المحدثین، سراج المتفقھین، الأدیب المصقع، المتکلم النبیہ، العارف المحدث المفتی جامع الشریعۃ والطریقۃ، مجمع البحرین مولانا ارشاد حسین صانہ عن کل شین۔" [۳]

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ و سجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ـــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں کامیاب ہستی ہیں۔

---

[۱] خواجہ رضی حیدر۔ تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

[۲] مولانا عبدالاول جونپوری۔ مفید المفتی ص ۱۴۴

[۳] مولانا عبدالسمیع بیدل۔ انوار ساطعہ ص ۲۷۱

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا کے علومِ صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے" [1]

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے ایک فتوے کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

"مولینا المجیب؛ قد ورد اھل التحقیق والتدقیق، فصیح مقبول" [2]

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانیِ مدرسہ "مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت

حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر و بیشتر رام پور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے ــ دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب کبھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے. محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے. چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح "التعلیق المجلی" کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"وھٰھنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیہ والفقیہ الوجیہ سندنا العلامۃ و مستند الفھامۃ سیدنا مولینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری" [3]

---

[1] مولانا حامد علی خاں - معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۷ بحوالہ مقامات سعیدیہ

[2] مولانا ارشاد حسین - فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

[3] خواجہ رضی حیدر - تذکرہ محدث سورتی ص ...

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین مسلم مشائخِ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ملک العلماء بحرالعلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ" ۵۱

مولانا محمد نواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے" ۵۲

مولانا نورالحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الہمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہٗ و افاض اللہ علینا من برکاتہٖ فی الدارین ۵۳

---

۵۱ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

۵۲ مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مقاماتِ ارشادیہ (اردو) ص ۱۲۶

۵۳ مولانا نورالحسین فاروقی۔ طرب الکرام ص ۶۔ ۷

Marfat.com

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری ـــ رام پور کے مشہور عالم، حافظِ کلامِ ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے! بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہلِ شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ لہ

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری ـــ اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملا نواب بن سعد اللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ لہ

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف" اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعتِ نظر، اصابت

لہ مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرستِ مخطوطات اردو جلد اص ۱۲۸

لہ۲ مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علماءِ اعظم گڑھ ص ۱۰۳

لہ۳ مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیاتِ شبلی ص ۷۹ - ۸۰

Marfat.com

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر برسبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم وادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ـــــ مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار حق کے جواب میں "انتصار الحق" ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالبًا یہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔ بہرحال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقہ درس میں بیٹھ کر فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی۔ ۵ا

ب۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اوّل اوّل ان کو مولانا عبد الحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامہ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروقی کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے زانوئے ادب تہ کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اُٹھ گئے اور رام پور کا رُخ کیا۔ یہاں اس وقت دو باکمال اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبد الحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقۂ درس میں بار یاب نہ ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

۵ا۔ مولانا سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۸۷، ۹۰

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ، ملازمان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جدوجہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاوی ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے چند فتاوی مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفۃ یا ابا الخطاب، ما تقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواما ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولدا فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھما ام الذی انکر الولد۔

مجھے اس میں شبہہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے، اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہوسکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کردے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتوی یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:۔
اس خط کا جواب فتاوی ارشادیہ جلد اول کے ص ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر ہے، طوالت کے خوف سے یہاں شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔

Marfat.com

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین ۳ چار ۴ آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا، اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہو، ورنہ میرا حرج ہوگا۔[1]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی، سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیه إرشاد حسین بن احمد حسین بن محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن زین بن یحیی بن احمد العمری السرهندی ثم الرامفوری احد العلماء المشهورین فی الهند، کان من نسل الشیخ احمد بن عبد الاحد السرهندی امام الطریقة المجددیة۔

ولد ونشأ ببلدة رامفور، وقرأ علی ملا نواب بن سعد الله الافغانی المهاجر الی مکة المبارکة والزمه مدة طویلة حتی برع وفاق أقرانه فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دهلی ولازم الشیخ احمد بن سعید بن ابی سعید المجددی الدهلوی وأخذ الطریقة عنه وأسند الحدیث، ثم راجع الی رامفور وعکف علی الدرس والافادة والارشاد والتلقین، وانتهت الیه الفتیا وریاسة المذهب الحنفی برامفور، وحصل له القبول العظیم والمنزلة الجسیمة عند صاحبها کلب علی خان الرامفوری کان یحترمه

---

[1] مولانا محمد ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۹۳

ويتانی اشاراته بالقبول، وله مصنفات عديدة، منها انتصار الحق فی الرد علی معيار الحق للمحدث الدهلوی،

مات يوم الاثنين منتصف جمادی الاخرة سنة احدی عشر وثلاث مائة الف برامفور[1]

---

[1] مولوی عبدالحی رائے بریلوی - نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۱۰۹ تا ۱۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد کمترین بندہ گنہگار راجی رحمۃ رب الغفار محمد عبد الغفار ساکن شہر مصطفےٰ آباد عرف رامپور افغانان کہ فتوی حضرت قیوم زماں غوث دوراں مجدد مائۃ رابع نائب حضرت خیر البشر مولانا سید الثقلین حضرت محمد ارشاد حسین مجددی روحی وقلبی فداہ نے اپنی مدت عمر میں فتوے کثیر التعداد لکھے باہر سے سوال آتے تھے بوجہ عجلت روانہ کردیئے جاتے تھے نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے قریب ڈھائی سو دستیاب ہوئے لیکن وہ بھی اقل درنقل ہونے کی وجہ سے بہت غلط تھے روایات وعبارات کی غلطی علیحدہ رہی حتی کہ کتابوں کے نام بھی فتووں میں نہ تھے اور غیر مرتب تھے اس بندہ عاجز نے عرصہ دو سال میں تصحیح کی اور مرتب کرکے طبع کرائے پہلی جلد جو طبع ہوئی ہے اسمیں قریب سو فتووں کے ہیں بعض فتووں میں متعدد سوال ہیں عدد سوالوں کا دو سو سے زائد ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس عقیدہ زید کے جو مذکور ہوتا ہے حق ہے یا باطل کہ ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت محض عنایت اپنی اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا۔ اُن کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتے و ابرائے ابرص واکمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ اس طرح کہ وہ محض اعلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اسے بظاہر بھی اضافت نہ کر سکیں بلکہ جیسے ہمیں ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی ہے اور اسمیں قوت باصرہ رکھی بعد ارتفاع موانع واجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی اور منظور خاص تھا اُس پر اپنی ذات اور تمام صفات کا پورا پورا پرتو ڈالا ما کان وما یکون سے اسے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں زیادات خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کی موجودات و مستقبل کو اس کے پیش نظر کردیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی سمع کو

Marfat.com

وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اُسے اپنا آئینۂ کمال بنانے کے لئے صیقل رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانۂ قدرت میں تھا اُس پر ختم کردیا یہانتک کہ اُسے اپنی کل مملکت کا دولہا بنایا اولین وآخرین کو اُس کے تجمل اور اظہار شوکت کے لئے اُس کا براتی ٹھیرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہیہ اُسکا محتاج تھا کہ وہ نہوتا تو کوئی خلعت وجود نپاتا تو نہایت مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اُسی کا دست نگر رہے لہٰذا کنجیاں کاروبار عالم کی اُس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ اور اپنی نیابت مطلقہ عطا کی تصرف اُس کا عالم علوی وسفلی میں جاری کیا نظم ونسق جہان اُس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان و اُسکے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں - جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان وزمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگین تمام ذرات کون ومکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ اُن کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم تقضائے الٰہی اُن کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اُسے نائب وماذون سمجھکر اُس کے حضور میں دست تمنا دراز کریں تو اُنہوں نے اُس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت بادشاہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اُس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست نگر کرنا نچاہتا اُسے نائب وماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جس کے ادنے وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ ہی بادشاہ عرش پائیگاہ ہیں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکے دربار دُربار میں تو اس وقت ارباب ہے جنکے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جنکے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جنکے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دوجہان کی بیکس پناہی ہے جن کا تابع حکم ماہ تا ماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں ادنے انگاہ سے زمین کو آسمان بنادیں تو عریض جان طبیب وہ جان مسیحا تو فقیر بے نوا وہ کان جود وعطا مانگنے والا چاہئے پھر بخدا نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد وایمان امور مذکورہ پر درست کر اور انکا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور دل زار وحزیں عرض کر - اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم - آپ حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر وتصرف واختیار کاروبار عالم پہلے سے اکمل داوفر ہیں کہ کمالات والا لوگا فیوتا

ترقی پر ہیں قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ عالم غیب سے روزی د
جاتے ہیں اور بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں
وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم
ونسق عالم انہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے
روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں
اور اعتقاد کرے کہ میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے
ہیں بلکہ علامہ عاشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس سرہ العزیز
وافاض علینا برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اسکی حسنات اور خطرات سے
آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اسپر مطلع فقط اور یہ عبارت مواہب شریف کی ہے
یا نہیں اس کی صداقت چاہتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نام عبد النبی یا عبد المصطفےٰ رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورۃ مسئولہ میں عقیدہ زید کا درست ہے اور ثابت ہے آیات واحادیث اور اقوال علماء
معتبرین سے اور ایسا ہی عقیدہ مؤمنین مخلصین کو رکھنا چاہیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے یہ جو کہا کہ
ایک فرقہ کو بلا سابقۂ خدمت بہ محض عنایت اولیا اور محبوب قرار دیا دلیل اسکی یہ ہے قال فی المواہب
وعن وہب ابن منبہ قال اوحی اللہ تعالےٰ الی شعیاء انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما و
قلوبا غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبہ وملکہ بالشام عبدی المتوکل المصطفےٰ المرفوع
الحبیب المتحبب المختار لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ویغفر رحیما بالمؤمنین یبکی للبہیمۃ
المثقلۃ ولليتیم فی حجر الارملۃ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا متزین بالفحش ولا قوال
الخنا لو یمر الی جنب السراج لم یطفئہ من سکینتہ ولو یمشی علی القصب الرعراع لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ
مبشرا ونذیرا الی ان قال واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر و
توحیدا لی وایمانا لی واخلاصا لی وتصدیقا لما جاءت بہ رسلی وہم رعاۃ الشمس والقمر طوبےٰ
لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی اخلصت الہمہم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فی مساجدہم ومجالسہم
ومضاجعہم ومتقلبہم ومثواہم ویصفون فی مساجدہم کما تصف الملائکۃ حول عرشی ہم اولیائی

والنصاری انتم بهم اعدائی عبدالاوثان یعبدون لی قیاماً وقعوداً ورکوعاً وسجوداً ویخرجون من دیارہم واموالہم ابتغاء مرضاتی الوفا ویقاتلون فی سبیلی صفوفاً اختم بکتابہم الکتب وبشریعتہم الشرائع وبدینہم الادیان فمن ادرکہم فلم یؤمن بکتابہم ویدخل فی دینہم ومنہاجہم وشریعتہم فلیس منی وہو منی بری واجعلہم افضل الامم واجعلہم امۃ وسطاً شہداء علی الناس اذا غضبوا ہللونی واذا تنازعوا سبحونی یطہرون الوجوہ والاطراف ویشدون الثیاب الی الانصاف ویہللون فی التلال والاشراف قربانہم دماءہم واناجیلہم فی صدورہم رہبانا باللیل لیوثاً بالنہار طوبیٰ لمن کان معہم وعلی دینہم ومنہاجہم وشریعتہم وذلک فضلی اوتیہ من اشاء وانا ذوالفضل العظیم رواہ ابونعیم انتہٰے اور یہی حدیث قیراط اسپر دال ہے اور یہ کہنا کہ اُن کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُسکے حضور آئینہ تصویر ہیں ثابت ہے اس دلیل سے قال فی روح البیان قول النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ہذہ جلیاً جلاہ اللہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین قبل دلالۃ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ مجلی ومکشوف کشفاً تاماً للانبیاء علیہم السلام والحدیث مسطور فی معجم الطبرانی والفردوس انتہی بقدر الحاجۃ اور یہی حدیث زید ابن حارث رضی اللہ تعالےٰ عنہ انظر الی عرش ربی بارزاً نص صریح ہے اور یہ قول کرنا کہ قدرت کو وہ ترقی بخشی احیاء موتیٰ وابراء ابرص واکمہ کرتے ہیں ثابت ہے اس برہان سے قال اللہ تعالیٰ وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ وقال فی المواہب روی البیہقی فی الدلائل انہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم دعا رجلاً الی الاسلام فقال لا اؤمن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک وروی الطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نزل الحجون کئیباً حزیناً فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسروراً قال سالت ربی عزوجل فاحیی لی امی فامنت بی ثم ردہا وکذا روی من حدیث عائشۃ ایضاً احیاء ابویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتے آمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فی السابق واللاحق وعن ابی سعید عن اخیہ قتادہ ابن النعمان قال اصیب عینای یوم احد فسقطتا علی وجنتی فاتیت بہما النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاعادہما مکانہما وبصق فیہما فعادتا انتہی وقال فی موضع آخر وکان عیسیٰ علیہ السلام یحیی الموتیٰ وکذلک نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیی اللہ تعالیٰ علی یدہ جماعۃ من الموتیٰ انتہی اور یہ کہنا کہ حرا مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں الی قولہ انہیں ادراک مغیبات کے لیے

عطا کیا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ آلہ نورِ الٰہی ہے کہ مومنین کاملین کو ملتا ہے جس کا بیان حدیث اتقوا الخ میں موجود ہے قال فی روح البیان قال الجنید قدس سرہ قعد عندی غلام نصرانی متنکرا وقال ایہا الشیخ ما معنی قولہ علیہ السلام اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ قال فاطرقت راسی ورفعت فقلت اسلم فقد حان وقت اسلامک فاسلم الغلام فہذا اما بطریق الفراسۃ او بغیرہا من انواع الکشف انتہی آٹھواں یہ اعتقاد کہ اُن سب میں ایک ذاتِ پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا حجۃ اس کی یہ ہے روی الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وفی حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا عند البخاری انا سید الناس یوم القیامۃ وروی البیہقی انہ ظہر علی ابن ابی طالب من البعد فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہذا سید العرب فقالت عائشۃ الست بسید العرب فقال انا سید العالمین وہو سید العرب انتہی مواہب اللدنیہ وفی حدیث سلیمان عن ابن عساکر قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی مواہب لدنیہ نواں یہ عقیدہ کہ حبیب کہ مقصود اصلی ومنظور خاص تہا الیٰ قولہ قیامت کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی برہان اس کی یہ ہے قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالٰی ولسوف یعطیک ربک فترضٰی قال بعض العارفین الحقیقۃ المحمدیۃ اصل مادۃ کل حقیقۃ ظہرت ومظہرہا واصل مادۃ کل حقیقۃ تکونت والیہ یرجع الامر کلہ قال تعالٰی ولسوف یعطیک ربک فترضٰی ولا یکون رضاہ الا بعود بالفرق منہ الیہ فاہل الجمال یجتمعون عند جمالہ واہل الجلال یجتمعون عند جلالہ وفی التاویلات النجمیۃ ای یظہر علیک بالفعل ما فی قوۃ استعدادک من انواع الکمالات الذاتیۃ واصناف الکرامات الصفاتیۃ والاسمائیۃ انتہی وفی موضع آخر فی تفسیر قولہ تعالٰی ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وفی التاویلات النجمیۃ ما انت بنعمۃ ربک بمستور عما کان من الازل وما سیکون الی الابد لان الجن ہو الستر بل انت عالم بما کان خبیر بما سیکون ویدل علی احاطۃ علمہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما کان وما سیکون انتہی قال فی المواہب وعن مجاہد فی قولہ تعالٰی الذی یراک

Marfat.com

حين تقوم وتقلبك في الساجدين قال الحرالي وهذه الآية قد جلبها الله تعالیٰ واله ملی ما في حقيقة امره
في الاطلاع الباطن لسعة علمه لما عرف به بسيمة بنفسه اطلعه الله علی ما بين يديه مما تقدم من امر الله وعلی
ما وراء الوقت مما تاخر من امر الله انتهی وفي موضع آخر منه اخرج الطبراني عن ابن عمر قال قال رسول
الله صلی الله تعالیٰ عليه وآله وسلم ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والی ما هو كائن
فيها الی يوم القيمة كانما انظر الی كفي هذه وعن حذيفة قال قام فينا رسول الله صلی الله تعالیٰ
عليه وآله وسلم مقاما فما ترك شيئا في مقامه ذلك الی يوم قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه
ونسيه من نسيه قد علمه اصحابي هؤلاء وانه ليكون منه الشيء قد نسيته فاراه فاعرفه فاذكره كما يذكر
الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راه عرفه رواه ابو داؤد ونحو من هذا الخبر وغيره مما اتی
من الاخبار ويفهم من خواطر الابرار الاخيار انه صلی الله تعالیٰ عليه وآله وسلم عرفهم بما يقع في حياته
وبعد موته وما قد يحتم ووقعه كلا سبيل الی فوقه وقال ابو ذر لقد تركنا رسول الله صلی الله تعالیٰ
عليه وآله وسلم وما يحرك طائر جناحه في السماء الا ذكرنا منه علما ولا شك ان الله تعالیٰ قد اطلعه علی
ازيد من ذلك والقی عليه علم الاولين والآخرين انتهی وفي المشكوٰة عن عمرو بن اخطب الانصاري
قال صلی بنا رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وآله وسلم يوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا
حتی حضرت الظهر فنزل فصلی الظهر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس
فاخبرنا بما هو كائن الی يوم القيامة قال فاعلمنا احفظنا رواه مسلم وايضا فيه عن ابي هريرة فقال
الذئب اعجب من هذا رجل يخبركم بما مضی وما هو كائن بعدكم رواه في شرح السنة انتهی لعبد الحاجة
اور یہ قول کہ سمع کو وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور بیان کی آواز دونوں یکساں
ہیں نص اس کی یہ ہے قال في المواهب اللدنيه واما سمعه فحسبك انه قال صلی الله تعالیٰ عليه
وآله وسلم اني اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لها ان تئط ليس فيها موضع
اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجدا لله تعالیٰ رواه الترمذي من رواية ابي ذر وما
رواه ابو نعيم من حكيم ابن حزام بينما رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وآله وسلم في اصحابه
اذ قال لهم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شيء قال اني لاسمع اطيط السماء وما تلام ان تئط وما
فيها موضع شبر الا وعليه ملك ساجد او قائم انتهی اور یہ بیان کہ بالجملہ اوسی اپنا آئینہ بنانے
کیلئے الی قولہ اولین وآخرین کو اس کی تجلی واظہار شوکت کیلئے برابی ٹھرایا دلیل اس کی
اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں وفی المواهب روی البیهقی ان آدم وجميع المخلوقات خلقوا لاجله

انتہی اور یہہ اعتقاد کہ جس طرح عالم اپنی ابتدا میں باراد ۂ الٰہی اس کی محتاج تھا ایسے قول
یہہ وہما جاہتی ہیں جو خدا چاہتا ہے برہان اوس کی یہ ہی قال فی المواہب اعلم انہ لما تعلقت
ارادۃ الحق تعالٰے بایجاد خلقہ وتقدیر رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ
ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا وسفلہا علےٰ صورۃ حکمہ کما سبق فی سابق ارادتہ وعلمہ ثم اعلمہ تعالٰے
بنبوتہ وبشرہ برسالتہ ہذا وآدم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم انبجست منہ صلی اللّٰہ تعالٰی
علیہ وآلہ وسلم عیون الارواح فظہر بالملا الاعلی وہو بالمنظر الاجلی فکان لہم المورد الاحلیٰ
فہو صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم الجنس العالی علےٰ جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع
الموجودات والناس ولما انتہی الزمان بالاسم الباطن فی حقہ صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم
الی وجود جسمہ وارتباط الروح بہ انتقل حکم الزمان الی الاسم الظاہر فظہر محمد صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہ
وسلم بکلیتہ جسما وروحا فہو صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزانۃ
السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیر الا عنہ قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالٰے
وتعزروہ وتوقروہ وجوز بعض اہل التفسیر ان یکون ضمیر تعزروہ وتوقروہ للرسول
علیہ السلام فمعنی تعظیم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم وتوقیرہ حقیقۃ اتباع
سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہو المحبوب الازلی وما ارا
تبع لہ ولذا ارسلہ تعالٰے شاہدا فانہ لما کان اول مخلوق خلقہ اللّٰہ کان شاہدا
بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس
والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک
والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لشاہدہ عنہ ما یکن للمخلوق درکہ من اسرار افعال
وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکہ غیرہ ولذا قال علیہ السلام علمت ما کان وما یکون لانہ شاہد
الکل وما غاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت
مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحد منہا فشاہد خلقہ و
ما جرے علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ لسبب المخالفۃ وما تاب اللّٰہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق
ابلیس وما جری علیہ من امتناع السجود لادم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ووفور علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل
لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیبزوا دلہ نورہ علے
نور فوجود کل موجود من وجودہ وعلوم کل نبی وولی من علومہ حتی صحف آدم وابراہیم

وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتاب الآلہیۃ وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقۃ من روح النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی الرقیب العتید علیہ فاعراضہ عنہا بعدم اقبالہ علیہا سبب لاتہامہ کہ انتہی
سود الیغافیہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم فید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمنع
غیرہ کید السلطان مع ما سواہ والحاصل ان اللہ تعالیٰ جعل نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مظہر الکمالاتہ ومرآۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رآنی فقد رأی الحق ولما فنی علیہ السلام عن
ذاتہ وصفاتہ وافعالہ کان نائبا عن الحق فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ انتہی اور یہ قول کرنا کہ اوپر
پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا الی قولہ اسألک
الشفاعۃ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے حاجت اقامت برہان نہیں اور یہ عقیدہ
کہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر واختیار کار بار عالم
سے پہلے سے اکمل واوفر ہیں الی قولہ بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں دلیل
اس کی یہ ہے قال فی المواہب ومنہا انہ حی فی قبرہ ویصلی فیہ باذان واقامۃ وکذالک الانبیاء
وقد حکی ابن زبالۃ وابن النجار ان الاذان ترک فی ایام الحرۃ ثلاثۃ ایام وخرج الناس وسعید ابن المسیب
فی المسجد قال سعید فاستوحشت فدنوت الی القبر فلما حضرت الظہر سمعت الاذان فی القبر فصلیت
الظہر ثم مضی ذالک الاذان والاقامۃ فی القبر بکل صلوۃ حتی مضت ثلاث لیال ورجع الناس وعاد
المؤذنون فسمعت اذانہم کما سمعت الاذان فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہی وقد ثبت
ان الانبیاء یحجون ویلبون وہم اموات فی الدار الآخرۃ ولیست دار عمل فالجواب انہم کالشہداء بل
افضل منہم والشہداء احیاء عند ربہم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا ونقول ان البرزخ
ینسحب علیہ حکم الدنیا فی استکثارہم من الاعمال وزیادۃ الاجور وان المنقطع فی الآخرۃ انما ہو التکلیف
وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بہا ولہذا ورد انہم یسبحون ویقرءون القرآن فان
قلت القرآن ناطق بموتہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اللہ تعالیٰ انک میت وانہم میتون وقال علیہ السلام
انی امرؤ مقبوض وقال الصدیق فان محمدا قد مات واجمع المسلمون علی اطلاق ذلک فاجاب
الشیخ تقی الدین السبکی بان ذالک الموت غیر مستمر وانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احیی
بعد الموت فالحیات الثانیہ حیات اخرویۃ ولاشک انہا اعلیٰ واکمل من حیات الشہداء
وہی ثابتۃ للروح بلا اشکال وقد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی وعود الروح الی الجسد
ثابت لسائر الموتی فضلا عن الشہداء فضلا عن الانبیاء وانما النظر فی استمرارہا فی البدن

Marfat.com

وفی ان الجسد ان یصیر حیا کحالته فی الدنیا او حیا بدونها وهی مشیئة الله تعالى فان ملازمة الروح
للحیاة امر عادی لا عقلی فهذا مما یجوزه العقل فان صح به السمع اتبع وقد ذکره جماعة من العلماء ویشهد له صلوة
موسى علیه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدا حیا وکذلک الصفات المذکورة فی الانبیاء لیلة
الاسراء کلها صفات الاجسام ولا یلزم من کونها حیاة حقیقیة ان تکون الابدان معها کما کانت فی الدنیا
من الاحتیاج الى الطعام والشراب وغیر ذلک من صفات الاجسام التی تشاهدها بل یکون لها حکم آخر
فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاة الحقیقیة لهم واما الادراکات کالعلم والسمع فلا شک ان ذلک ثابت
لهم بل ولسائر الموتى حکاه الشیخ زین الدین المراغی وقال انه مما یعز وجوده وفی مثله تنافس المتنافسون
انتهى قال فی روح البیان فی تفسیر قوله تعالى وللآخرة خیر لک من الاولى لانها باقیة صافیة
من الشوائب على الاطلاق والاولى ای الدنیا لانها خلقت قبل الآخرة فانیة مشوبة فی المضار فالمراد بالآخرة
والاولى اواخر الحال واوائلها فی التاویلات النجمیة یعنی احوال نهایتک افضل واکمل من احوال بدایتک کما اخبر بقوله
الیوم اکملت لکم دینکم الآیة صلى الله تعالى علیه وآله وسلم لا یزال یطیر بجناحی الشریعة والطریقة فی جو السماء
السیر ویترقى فی مقامات القرب والکرامة وهکذا حاله ورتبته انتهى اور یہ قول کہ روضہ اقدس سے جہاں چاہتے
ہیں تشریف لیجاتے ہیں مستند وہ ما قال فی المواهب وقد ذکر عن السلف والخلف الى هلم جرا عن جماعة کا
نوا یصدقون بهذا الحدیث یعنی من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة انهم رأوه صلى الله تعالى علیه وآله وسلم
فی النوم فرأوه فی الیقظة وسألوه عن اشیاء کانوا منها متشوشین فاخبرهم بتفریجها ونص لهم على الوجوه
التی بها یکون فرجها فجاء الامر کذلک بلا زیادة ولا نقص ورأیت فی کتاب المنح الالهیة فی مناقب السادات
الوفائیة عن سیدی علی ابن سیدی محمد وفا انه قال فی بعض مشاهده کنت وانا ابن خمس
سنین اقرأ القرآن على رجل یقال له الشیخ یعقوب فاتیته یوما فرأیت انسانا یقرء علیه سورة والضحى
وصحبه فسیق له وهو یلوی شدقه بالامالة والترقیق فضحک اعجابا فرأیت النبی صلى الله تعالى علیه
وآله وسلم یقظة لا مناما وعلیه قمیص ابیض قطن فقال اقرأ فقرأت علیه سورة والضحى والم نشرح
ثم غاب عنی فلما بلغت احدى وعشرین سنة احرمت لصلاة الصبح بالقرافة فرأیت النبی صلى الله علیه
وسلم قبالة وجهی فعانقنی فقال لی واما بنعمة ربک فحدث فاوتیت لسانه من ذلک الوقت انتهى اور
یہ قول کہ نظم ونسق عالم اونہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام اونکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں
اس کی دلیل اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں اور یہ کہنا کہ روزنامچہ روزانہ حضور میں پیش ہوتے
ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں دلیل اوسکی ما قال فی المواهب تعرض

وتعرض اعمال امته عليه ويستغفر لهم روى ابن المبارك عن سعيد ابن المسيب ليس من يوم الا وتعرض
على النبى صلى الله تعالى عليه وآله وسلم اعمال امته غدوة وعشيا فيعرفهم بسيماهم واعمالهم انتهى اور یہ
قول کہ اور اعتقاد کرے کہ میں اوس جناب کے پیش نظر ہوں آپ حال میرا دیکھ رہے ہیں اور
گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ قسطلانی مواہب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اس کی نیات اور
خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اوس پر مطلع اور وہ عبارت مواہب کی یہ ہے
قال فى المواهب وينبغى ان يقف عند محاذاة اربعة اذرع ويلازم الادب والخشوع والتواضع
غاض البصر فى مقام الهيبة كما كان يفعل بين يديه فى حياته ويستحضر علمه بوقوفه بين يديه وسماعه لسلامه كما
هو فى حال حياته اذ لا فرق بين موته وحياته فى مشاهدته للامة ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم
وذلك عنده جلى لا خفاء به فان قلت هذه الصفات مختصة بالله تعالى فالجواب ان من انتقل
الى عالم البرزخ من المؤمنين يعلم احوال الاحياء غالباً انتهى اور عبد النبی نام رکھنا جائز ہے اس لئے
کہ عبد بمعنی مملوک میں سے ہے اور اضافت عبد کی طرف غیر اللہ کے اسامی میں تقریراً ثابت ہے
اس لئے کہ عبد المطلب ابن ربیعہ ابن حارث حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اور صحابی
بھی اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام نہ بدلا اور مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے وعن
عبد المطلب ابن ربيعة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ان هذه الصدقات انما هى
اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواه مسلم مشكوٰة هذا التقرير الجواب والله الهادى للصدق والصواب
واليه المرجع والمآب وصلى الله تعالى عليه وآله واصحابه اجمعين وسلم تسليما كثيرا كثيرا حرره الراجى غفور الستار محمد عبد الغفار عفى عنه

هذا هو الحق المطاع والحق احق بالاتباع محمد ارشاد حسين مجددى عفى عنه

الجواب صحيح محمد عنايت الله خان عفى عنه — الجواب صحيح محمد عبد الله عفى عنه

الاجوبة كلها صحيح ولله در المجيب حيث اتى بالادلة الواضحة لاثبات العقائد المذكورة كما لا يخفى حامد حسين عفى عنه

الاجوبة كلها صحيح محمد رياست عليخان عفى عنه

هذا هو الحق والصواب فلله در المجيب المثاب محمد گوہر علی عفى عنه

نعم الجواب وحبذا التحسين ابو الفضل سراج الدين محمد سلامت الله عفى عنه

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل مفصلہ ذیل کے اول یہ کہ
کلمہ طیب کلام ربانی ہے یا حدیث یا کیا اور اس کا شان نزول کیا ہے اور یہی کلمہ شریف تمام انبیا
علیہ السلام کے زمانہ بعثت میں زبان مختلفہ میں جاری رہا ہے اور یہ کلمہ توحید اور کلمہ اور نام ان

Marfat.com

کے ساتھ موسوم ہوئے اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے دوسرے یہ کہ جناب ختم المرسلین صلعم کا نور مبارک لفظ کن سے پہلے پیدا ہوا یا نہیں اور اگر یہ کہا جاوے کہ علم الٰہی میں اس سے پہلے سے تھا تو تمام موجودات کا علم الٰہی میں اسیطرح تھا یا نہیں اور علم الٰہی قدیم ہے اور جو کن کے بعد کہا جاوے تو ثبوت تقدیم نور حضرت کا کس وجہ سے یہ امورات تفصیلی طور پر کس کتاب سے ثابت ہونگے مع اُس کی نقل کے جواب تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

کلمہ طیبہ کلام سبحانی اور وحی ربانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ آیات سورۂ والصافات میں کما قال سبحانہ تعالیٰ واذا قیل لہم لا الٰہ الا اللّٰہ یستکبرون اور اس جگہ یہ آیت اسواسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور انکو بہکانیوالے دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور تابعین اور متبوعین میں جھگڑا ہوگا پس حق تعالیٰ اُن کے احوال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذاب دوزخ میں شریک ہیں اسواسطے کہ یہ سب کلمہ توحید سے انکار کرتے تھے اور منکر کلمۂ توحید کا لائق دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع اور دوسری جگہ سورۂ محمد میں جیسا کہ فرمایا حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے واعلم انہ لا الٰہ الا اللّٰہ اور نزول اس کا اس محل میں اسواسطے تھا کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آویگی تو فرمایا حق تعالیٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں علامتیں اس کی موجود ہو گئیں اور جب قیامت آجاویگی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمال صالحہ کا نہو سکیگا لہٰذا تم اس کو جانلو یعنی اسبات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللّٰہ تعالیٰ معبود برحق ہے اور سوا اوس کے کوئی معبود برحق نہیں تاکہ یہ توحید الٰہی قیامت میں نفع بخشے اور چونکہ یہ کلمہ خالص توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اسواسطے کہ اور کلموں میں تحمید اور تقدیس الٰہی بھی سمجھی جاتی ہے لہٰذا اُن کو اور ناموں کیساتھ موسوم کیا اور جواب سوال ثانی یہ ہے کہ نور مبارک جناب رسالتمآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا سب مخلوق سے پہلے پیدا ہوا ہے جیسا کہ وارد ہے حدیث میں ان اول ما خلق اللّٰہ نوری یعنی پہلے وہ چیز جو اللّٰہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا اور کلمۂ کن کوئی چیز مخلوق نہیں ہے کہ تقدم یا تاخر اس کا نور محمدی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے دیکھا جائے بلکہ یہ کلمہ تعبیر اور بیان ہے تعلق قدرت الٰہی جل شانہٗ کا ساتھ مخلوقات اور مقدورات کے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیۂ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کے فرماتے ہیں وہو تمثیل قدرتہ تعالیٰ فی مرادہ بلا واسطے امر المطیع فی المطاع فی حصول المامور من غیر امتناع وتوقف وافتقار الی مزاولۃ عمل واستعمال

جواب سوال اول

جواب سوال ثانی

نادرونایاب کتب شائع کرنے کاشرف حاصل کرنے والا

ادارہ درالعلوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد ضلع لیہ

پر ایک نظر درالعلوم عباسیہ بارویہ کا سنگ بنیاد 20 جون 1996 کو پیر طریقت پیر احمد حسن صاحب حسنی مجددی سواگ شریف نے رکھا اس دارلعلوم کی سرپرستی پیر طریقت ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی نقشبندی مجددی بارو شریف فرمارہے ہیں۔ اس کی نگرانی میرے والد محترم صوفی فتح شیر قادری فرمارہے ہیں۔

دارالعلوم ریگستان کے پسماندہ علاقہ طاہر آباد واقع جہاں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہے اس کے باوجود ادارہ میں کافی تعداد میں طلباء دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں اب ادارے فیصلہ کیا ہے جو نادرونایاب کتابیں ہیں ان کو شائع کیا جائے تو سب سے پہلے کتاب عمدۃ المحققین سراج الفقہا، حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین احمدی مجددی نقشبندی رام پوری کا۔

فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول

شائع کیا ہے اور فتاویٰ ارشادیہ حصہ دوئم عنقریب شائع کردیا جائے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں دین ودنیا میں کامیاب فرمائے۔

الحمد للہ کافی نایاب کتابیں مل چکی ہیں

جو کہ وسائل کی کمی کے پیش نظر شائع نہیں ہوئیں

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نایاب تحفے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

غلام عباس باروی نقشبندی مجددی

خادم دارالعلوم ھذا

Marfat.com

تہمت زنا اُس پر قائم ہوئی اور قذف اُس کے حق میں متحقق اور نسب اس ولد کا شوہر اول سے ثابت ہے
قال فی العالمگیری غاب عن زوجتہ ولنعی الیہا زوجہا فاعتدت وتزوجت بآخر فولدت عند الامام للاول نفاہ
الاول اوادعاہ اوادعاہ الثانی اونفاہ لاقل من ستۃ اشہر اواکثر من سنتین وللزوج الثانی ان یدفع الزکوٰۃ الیہم
وتقبل شہادتہم لہ کذا فی الوجیز للکردری انتہی اس سبب سے توہم اس کا پیدا ہوا کہ زوج ثانی نے دعوت ولد کرکے
اُس پر تہمت زنا لگائی اس لئے کہ فی الواقع وہ عورت بحکم شرع زوجہ ہے شوہر اول کی اور نسب ولد کا بھی
اُس سے ثابت ہو پس دعوت زوج ثانی کا یہ مفاد ہے کہ میں نے اس سے زنا کیا اب واضح ہوا کہ احتمال
قذف محصنہ کا دونوں شوہروں کی جانب سے ساتھ نفی ولد کے اول سے اور ساتھ دعوت ولد کے ثانی
سے قائم ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے امتحان قتادہ کے دعوی فقاہت میں یہ سوال کیا
یعنی قتادہ اگر احدہما کو قاذف قرار دینگے تو دلیل تحقق قذف کی جانب ثانی سے پیش کی جائے گی اور اگر دونوں
کو قاذف ٹھرا دینگے تو دلیل صوری نفی قذف کی کہ وہ صورت تحقق زنا سے طلب کیجائے گی اور اگر کسیکو قاذف
نہ کہیں گے تو دلیل تحقق قذف ہر ایک کی گزاری جائے گی اس صورت میں دعوے فقہ شناسی کا صدق یا کذب
واضح ہو جائے گا اور جواب سوال ثانی کا یہ ہے کہ اول تو پھینکنے والا صاحب کا پھینکنے میں اور جلبیں کے مضطر
نہیں ہو ممکن تھا کہ علی حادہ جلبیں سے پھینکتا پس پھینکنا طبیں پر باختیار ہوا اور علی التسلیم لزوم دیت میں فعل اختیاری
شرط نہیں ہو البتہ قصاص میں اختیار اور عمد شرط ہے اسیواسطے قتل شبہ اور خطا میں مثلا سوتے میں کسی نے
کروٹ لی یا گر گیا اور اُس سے کوئی شخص دبکر مر گیا تو دیت دینا لازم آئے گا یہاں فعل اختیاری کہاں ہے
بالجملہ دیت کہ ضمان بالمال ہے اسمیں اختیار شرط نہیں ہے وہو مالا یخفی علی الماہرین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہٗ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھانا نیاز حاضری حضرت عباسؓ جو کہ اکثر محرم میں ہوتا ہے
جائز ہے یا نہیں جوکہ پرچہ شربت وغیرہ نیاز ہوتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے فقط یہ جو دستور ہے کہ شب ہفتم ماہ محرم
کو جبکہ تعزیہ چوک پر رکھا جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک برتن میں حلوا نیاز کرا کے تمام شب تعزیہ کے نیچے رکھا
رہتا ہے اور دہم محرم کو جب تعزیہ مدفون ہونے کو جانے لگتا ہے تو وہ حلوا وہ شاکر معتقدین اُس کے تبرکا
تقسیم کرتے ہیں اور کسی بچہ کو نہ کھانے دیتے ہیں اور نہ چھونے دیں کھانا اس حلوے کا شرعا کیسا ہے
فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کھانا فاتحہ کا جس کو حاضری حضرت عباس کی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے شرعا اس میں کچھ قباحت نہیں ہے

Marfat.com

اس لئے کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ کھانا بوجہ اللہ تعالے محتاجین کو دے کر ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت عباسؓ کو پہونچا دیں پس اس قدر میں کچھ ممانعت شرعی نہیں یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے اسیطرح حال ہے شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصا بوجہ اللہ تعالے تقسیم کرکے ثواب اُس کا روح پر فتوح حضرت سید الشہداؓ کو پہونچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر اس میں تقریب طرف تعزیہ کے کریں گے تو حرام ہوگا اور وہ حلوا شب دہم محرم کو بیچ تعزیہ کے تمام شب رکھکر فجر کو اس کو تبرک کرکے کھاتے ہیں یہ فعل بھی حرام اور کھانا بھی حرام اس لئے کہ ظاہر اس میں تقرب ہے طرف تعزیہ کے اور اس کو موجب تبرک سمجھنا دونوں امر حرام ہیں اور وہ کھانا یا حلوا بھی حرام ہے قال فی الدر المختار واما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولاسیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتہی وکذا فی رد المحتار مع زیادۃ بسط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ مے فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلۂ ذیل مسئلہ اول یعنی در کتابے نوشتہ است کہ در حدیث شریف آمدہ کہ انچہ زیورہا کہ بوقت رفتن زنان یا جانوران خرد باشند یا کلان آواز میدہند اگر بجانہ پوشیدہ باشند یا فقط نہادہ فرشتہائے رحمت بخانۂ مذکور نمی آیند تا وقتیکہ بہیئت دیگر نکنند کہ بوقت رفتن آواز ندہند یا بیرون خانہ نبرند بلکہ بمقامہائیکہ مع زیورہائے میروند در آن مقام ہم ہمین امر بالا پیدا میکنند ہمچنین بوقت در آمدن سگ یا سوئے آن بخانہ نیز تا وقتیکہ بیرون نروند فرشتہائے رحمت نیز نیایند و نیز مسطور است کہ تصویرہائے جاندار برائے زینت یا غیر آن اگر در خانہ باشند کہ بنظر غائب باشند تا وقتیکہ شکستہ یا دریدہ شوند یا بیرون خانہ برند فرشتہائے رحمت ہرگز نیایند آیا این اقوال مذکورۂ بالا صحیح ہستند یا غلط شرح بیان فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہہ درباب اشیاء مذکورہ یعنی جرس وسگ وتصویر جاندار در احادیث وارد است کہ فرشتہائے آلہی درجائیکہ این چیزہا مے باشد داخل نمے شوند چنانچہ بروایت صحیح ابوداؤد وارد است سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس انتہی وبروایت بخاری ومسلم وارد است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر انتہی وشارحین بخاری وغیرہ مے نویسند کہ مراد از ملائکہ سوائے حافظین ہستند یعنی ملائکہ محافظین بشہادت احادیث دیگر بلا تامل داخل میشوند البتہ سوائے ملائکہ محافظین بحکم این احادیث در خانہائے مذکورہ داخل نمیشوند واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

کہنا ہر بوتقدیر سرا یا تفسیر کہ حرمت ان زیورات کی اس حدیث مذکور سے ثابت نہیں نص قطعی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ علت ثابت ہے کہ اسوجہ سے جواب میں ذکر زیورات کا نہیں کیا فقط عبد الغفار

Marfat.com

سوال ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک طبیب خاندانی سالہا سال سے ایک شہر میں علاج بیماران شہر اور اُس کے متعلقات کا کرتا ہے اور قدیم الایام سے یہ رسم جاری ہے کہ جو کوئی بیمار اپنے مکان پر واسطے معائنہ مریض کے بلاتا ہے یا بعض وقت میں خود آکر اُس طبیب کو بطیب خاطر اپنے نقد یا جنس حسب حیثیت اپنی نذر کرتا ہے وہ طبیب اُسکو قبول کر لیتا ہے فی الحال یہ طبیب اُسی شہر میں سرکار انگریزی کی جانب سے واسطے علاج بیماران شہر و دیہات کے مقرر ہوا اور تنخواہ اُسکی متعین ہوئی اور حاکم کی طرف سے یہ امر ہوا کہ فیس کسی قسم کی نہ لیجائے اور حال یہ ہے کہ فیس ایک تعداد مقررہ کا نام ہے کہ جو بالجبر لیجا دے اگر کوئی شخص اُسکے دینے سے انکار کرے تو لینے والا فیس کا حاکم وقت کے یہاں نالش کر کے لے سکتا ہے پس اس صورت میں طبیب حسب عادت قدیم اپنی اما اپنے شہر والوں کے نقد یا جنس بیماران سے بغیر اپنی استدعا کے لیوے تو شرعاً درست ہے یا نہیں یا یہ لینا اُس کا داخل رشوت ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں طبیب مذکور کو لینا اُس شئے کا جو مریض اپنی طبیب خاطر سے بغیر استدعا، اور تعیین اور شرط کے دیتا ہے جائز ہے اور وہ شئ مصداق فیس کا جو سوال میں کیفیت اُس کی مرقوم ہی نہیں ہے اسواسطے کہ فیس موافق تفسیر مذکور کے بمعنے اجرت کے ہے وہو ما یستحق علی عمل الخیر کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ اور چونکہ اجرت شئ مستحق کو کہتے ہیں پس مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکتا ہے اور فیس کا بھی یہی حال ہے اور وہ شئے جو مریض بطیب خاطر اپنی طرف سے بغیر استدعا اور تعیین اور شرط کرنے طبیب کے دیتا ہے نہ وہ مشروط ہے نہ متعین نہ معروف نہ مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکے پس وہ داخل فیس اور اجرت میں نہیں ہے اور ممانعت حاکم اخذ فیس سے اُسکو شامل نہیں ہے اس سبب سے لینا اُس شئے کا جو کسی کو بعد کرانے امور ممنوع شرعیہ مثل گانے یا ناچنے یا نوحہ وغیرہ کے بلا شرط اور بلا عرف دیجانے جائز ہے قال فی الدر المختار لا تصح الاجارۃ لعسب التیس وہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ عن قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا اُنکو مثل تبرے سننے کے ہے یا نہیں اور جو اہل سنت اس کلمہ کو سنے وہ اپنے مقدور بھر اُس کے رد کرنے میں کوشش نکرے تو وہ گنہگار

ہوگا یا نہیں اور جو اس کے رد کرنے میں کوشش بلیغ ومدد کرے اُس کیلئے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور اس کا سننا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرا ہی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت الجماعۃ اس کلمہ سے رافضہ کو نہ روکیں تو گنہگار ہونگے اور درصورت رد کرنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین در باب پڑھنے والے ختم غوثیہ کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا جاتا ہے آیا پڑھنے والا اس کا کافر و مرتد ہے یا مسلم بینوا توجروا فقط؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ختم غوثیہ کی ماہیت نہیں معلوم کہ اس میں کیا پڑھا جاتا ہے بعد معلوم ہونے کے اس میں کلام کیا جائے گا البتہ جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو مطلقاً کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ بانضمام نیت فاسدہ خوانندہ کے احتمال کفر کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال کفر راجع طرف نیت فاسدہ کے ہے نہ طرف جملہ مذکورہ کے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس ندا کرنے میں نیت قائل یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر اور ناظر ہیں اور میرے پکارنے کو خود سنتے ہیں ہر حال اور ہر محل میں استقلالاً بغیر سنا دینے حق تعالےٰ کے تو بلاشبہ یہ عقیدہ شرک ہے اور موجب کفر لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ نہایت مستبعد ہے اور اگر استقلال نیت میں نہیں ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ جب حق تعالےٰ ان کو سنا دیتا ہے تو سنتے ہیں یا کچھ نیت میں نہیں ہے فقط الفاظ مذکورہ بطور عمل کے یا بقصد تبرک کے پڑھتا ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں لیکن ترک اس کا اولےٰ ہے اسیطرح حال ہے شیئاً للہ کا اگر اس کو بایں معنے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کیواسطے کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنے فاسد ہیں کہ اس میں توہم حق تعالےٰ کے محتاج ہونیکا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ ہے کہ بحرمت اکرام الٰہی کے کچھ دو تو یہ معنے صحیح ہیں اور اس میں کسیطرح کی ممانعت نہیں اور بلا قصد ولحاظ معنے فاسد وصحیح بطور عمل و تبرک کے بھی جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہی ہر حال حکم کفر کا بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف حق ہے قال الدر المختار ناقلاً عن شرح الوہبانیہ کذا شیئاً للہ قیل یکفر انتہی وقال علیہ فی رد المحتار لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ تعالےٰ واللہ تعالےٰ غنی عن کل شیٔ والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب

Marfat.com

شیئا اکراما للہ تعالی انتہی شرح الوہبانیہ قلت فینبغی ان یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ وقد مر ان ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ہذا اذا کان لا یدری ما یقول اما ان قصد فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب ابو ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی ۔

سوال حامدا ومصلیا باسمہ تعالی الحمد آنجناب درباب گز شرعی ارقام فرمودہ بودند کہ در معتبر در عمارۃ شریف گز شرعی کہ دو شبر بیباشد مقبول است معلوم نیست کہ شبر از خنصر تا ابہام معتبر است یا بانگشت دیگر و نیز بہ پیمائش شبر کدام معتبر است چرا کسی شبرہ درازے باشد و کسی خورد بہ تصریح مرقوم فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب

شبر از خنصر تا ابہام است و شبر ہر زمانہ متوسط گرفتہ خواہد شد یعنی شبر شخص متوسط القامۃ متوسط الید معتبر خواہد شد قال فی مجمع البحرین الشبر ما انتشر من مساحتہ ما بین فی الخنصر والابہام بالتفریج المعتاد انتہی وقال فی الدر المختار ذراع الکرباس سبع قبضات فقط وقال الشامی والمراد بالقبضۃ اربع اصابع مضمومۃ فہو قریب من ذراع الید لانہ ست قبضات وشیء وذلک شبران انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط ۔

العبد المجیب ابو ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ الحمد آنجناب قبل ازیں یک استفتائی بوقت ملاقات برادری وغیرہ بتجمل و بہ ہیئت وقار تزئیک بودن و ملاقات کردن مسنون نیست قلمی فرمودہ ازیں عبارت بہ مردان اختلاف مبین گردید یعنی بعضی میگویند کہ مراد بتجمل و بہ ہیئت وقار ازان خواہد بود کہ لباسے کہ بوقت خواندن نماز می پوشند ہمان ہیئت تزئیک بودن با مذکور نہ اینکہ لباس دیگر از نماز بہتر باعتبار قیمت یا وضع سفیدی یا زینت وغیرہ اگرچہ مسنون مثل عقد وغیرہ باشد و بعضے میگویند کہ مراد بتجمل و بہ ہیئت وقار ہمین است کہ بوقت شرکت امر مذکور لباس دیگر بہتر باعتبار مذکورہ پوشیدن آیا ازیں ہر دو اقوال مذکورہ کدام صحیح است و کدام غیر صحیح قلمی فرمایند فقط بینوا توجروا ۔

الجواب

لباس تجمل کہ مفید ہیئت وقار است مقید بآں نیست کہ در نماز ہمچنین باشد بلکہ عام است از اینکہ در حین نماز ہم این چنین باشد یا نباشد قال فی الکشف اعلم ان الکسوۃ منہا فرض وہو ما یستر العورۃ ویدفع الحر والبرد والاولی کونہ من القطن او الکتان او الصوف علی وفاق السنۃ ومستحب وہو الزائد لاخذ الزینۃ واظہار نعمۃ اللہ تعالی قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ انتہی فقط ۔

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ؟

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اُن پر صادق آتی ہے قال المحقق الشامی وقد منا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولا سیما وقد اقرہ علی ذلک فی البحر والنہر والمنح ورمز المقدسی والشارح وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں بینوا بسند الکتاب

مسئلہ اول زید نے بکر کو حالت تکرار اور غصہ میں کافر کہا اور بکر نے جو ذی علم اور واقف مسائل ضروریہ فقہیہ متعلقہ ارتداد و اسلام سے ہے اس کو اس قول مذکور پر جنگ و جدال نہیں کیا بلکہ بنظر دفع فساد خصومت وعناد کے یہہ جواب دیا کہ اگر ہم کافر ہیں تو تمہاری بلا سے کافر ہیں تم اپنا کام دیکھو جو امر پیش ہے اُس کو طے کر دیا یہہ کہ بکر نے زید کے قول پر صرف سکوت کیا کوئی جھگڑا اور لڑائی نہیں کی یا یہہ کہا ہم کافر ہی سہی تم زیادہ قصہ نکرو اور جس کام کو آئے ہو اس کام کو انجام دیو خواہ کوئی دوسرا قول ایسا بکر نے کہا جس کے سبب سے رفع خصومت ہووے اور کافر کہنے کے قصے سے لڑائی بڑھنے نپاوے ایسی حالتوں میں بکر کا یہہ اعراض عن الخصومۃ موجب تسلیم کفر کا اوس کے سمجھا جاوے گا اور بکر کا یہہ سلوک خواہ قول مذکور موجبات کفر سے ہوگا اور اس پر فتوے کفر کا ہوگا یا ایسی صورت اصلا ارتداد بکر نہیں ہوسکتی اور اگر یہہ سکوت بکر کا اور مفہوم ہونا رضا بکر کا اس تکفیر پر موجبات ارتداد سے ہی سمجھا جاوے تب بھی باوصف اس کے بمقتضائے عبارات مفصلہ ذیل تاویل احسن اوس کی کرکے تکفیر کرنا لازم نہیں یا کیا قال فی الاشباہ الکفر شیء عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر انتہی وقال الحموی وقولہ متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر اینما ولو کانت تلک الروایۃ ضعیفۃ کما فی شرح المصنف شرح علی الکنز اقول ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اہل مذہبنا ویدل علی اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ الی قولہ وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیء منہا وقال الحموی والبنا فی مقام آخر فقالت کنت ظننت ان اللہ تعالے فی السماء کفرت یعنی انہا کانت تعلم الفقہ قولہ ہذا کفر والا فیصح انہ لا یکفر لانہ الجہل عندی فی باب المکفرات وانکانت العامۃ علی التکفیر انتہی وقال

الطحطاوی فی کتاب الطہارۃ قالوا وجہ یجوز لو یتشفعۃ بہ علی تکفیر المؤمن در دایۃ ولو ضعیفۃ لعدمہ یا خذ المفتی وللقاضی
بہا دون غیرہا قال فی شرح العقائد النسفی ومن قواعد اہل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ بھر
کیف مسئلہ میں دو سوال ہیں اول یہ صورت مذکورہ بالا موجبات ارتداد و کفر سے ہے یا نہیں دوم فتوے
تکفیر دینا چاہیئے یا نہیں مسئلہ دوم جس حالت میں بکر مذکور الصدر سے کوئی فعل اور قول دوسرا موجب ارتداد
صادر نہیں ہوا ہے اور بکر ضروریات دین پر قائم ہے اور حسب روایات بالا اسلام اس کا ثابت اور متحقق
متصور ہے تب صرف بوجہ قصۂ مذکورہ کے بکر کی تکفیر اور دیانت و حقیقت کی موجب کفر تکفیر کرنیوالا ہوگا یا
نہیں اور جس شخص نے بکر کی خصومت کی بر بنیاد قصۂ مندرجہ مسئلہ اول کے کافر کہتا ہے اور تکفیر مسلم کا
طرف تکفیر کے عود کرے گا یا نہیں مسئلہ سوم اکثر جہال جو بوجہ لاعلمی کے رسومات ممنوعہ میں مبتلا ہو کر شادی اور
اکثر معمولات میں ایسا فعل کرتے ہیں کہ جسکی نسبت مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھا ہے اون جہال کی تکفیر
کا فتوی لکھنا اور اُن کی اولاد کو ولد الحرام اور اُن کے ازواج کو بائن ہونا چاہیئے یا فقراب حرام اور ممنوع اور قبیح
ٹھہرانا اور منع اور تہدید کرنا واسطے ترک ایسے رسومات کے کافی ہے مسئلہ چہارم جو عالم براہ خصومت
کسی مسلم کی تکفیر میں اہتمام کرے جس مسلم کا حال مثل بکر مذکور الصدر کے ہو اُس عالم کی نسبت بنظر مواعید
علم و عمل کے جو کتاب سے معلوم ہوں بعینہ سے ثابت ہو کیا کرنا چاہیئے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہے کہ قول مذکور بکر کا موجبات کفر ارتداد سے نہیں اور قطعا رضا بالکفر اس سے
مفہوم نہیں ہوتی پس بمجرد قول مذکور فتوی تکفیر بکر نہ دینا چاہیئے جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ اگر زید نے
فقط غصہ سے بطور رحم کے بکر کو کافر کہا تھا اور واقع میں بکر کافر نہ تھا تو فی الواقع زید گنہگار ہے اور وبال
تکفیر مسلم کا اُسپر وارد ہے لیکن حکم کفر زید پر کیا نہ جائیگا اور یہ حدیث بخاری و مسلم الحاصل قال
لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما انتہی معروف اور اگر بحکم مسئلہ کے اگرچہ فی الواقع وہ محل نہیں اپنے زعم میں قول بکر
کو رضا بالکفر وغیرہ موجبات ارتداد سے جانکر زید نے حکم کفر کا کیا ہے تو زید اس میں عاصی اور مجرم
نہیں البتہ زید نے غلطی کی جواب سوال سوم کا یہ ہے کہ رسومات ممنوعہ اگر موجبات ارتداد سے ہیں
تو مرتکبین پر حکم کفر کا کیا جاوے گا اور موجب ارتداد سے نہیں ہیں تو حکم کفر کا نہ کیا جاوے گا
الغرض جب تک تفصیل رسومات معلوم نہو حکم حتمی کفر یا فسق وغیرہ ہم کر نہیں سکتے اور مسائل اربعین وغیرہ میں
حکم کفر کا لکھنا لیاقت حجت و صلاحیت تعویل اور اعتقاد نہیں رکھتا اور جواب مسئلہ رابعہ کا یہ ہے کہ جو عالم
براہ خصومت کسی مسلم کو بلا وجہ کافر قرار دے وہ سخت گنہگار ہے اور شیشہ اہل دیانت و علم سے خارج ہے

Marfat.com

ایسی حرکات سے اس کو توبہ کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال شخصے برائے کار خیر مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا آشخانہ مساکین وایتام یا پاسبانی کتب خانہ عمومی یا کتب خانہ عمومی وغیرہم من امور المصالح العامۃ میخواہد سرمایہ معتد بہ جمع سازد و برائے اجتماع آں ایں حیلہ می تراشد کہ از ہر یکے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نسخے یا ثلثے کہ منقسم بحصص مساوے یا غیر مساوی باشد قرعہ ے اندازد و بخشے بنام ہر کس از معاونین کار خیر بر آید بدو بخشد و باقی را بآں کار خیر صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدینوجہ درست خواہد بود یا نہ و صرف آں مال مجتمعہ بدیں حیلہ دراں کار خیر و ہم اعانت معاونین خیر نمودہ است و مال مجتمعہ بالسویت کہ برضائے کل مقید نیز د بعض آنہا است و چوں ہر یکے از معاونین در نفس اعانت مساوے اند لابد برائے ترجیح قرعہ انداختہ وحق بعض را بر بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق برائے ترجیح ایں عمل مسنون و مشروع است و گیرندہ بخش بالقرعہ برآمدہ چوں راجع بصدقہ خودش نیست کہ مالیکہ بدو رسید ظاہر است کہ از دیگران است نہ از وے و ہم نیت وقصد او دراں دخلی نیست تا رجوع لازم آید و ہم از تبدیل قبضہ صدقہ نماندہ بلکہ ہدیہ است لہذا ممنوع نخواہد بود و نیز ربا نمی تواند شد زیرا کہ دراں عین و مقدار نیز باید و گرفتن آں ہر دو معین ولازمی میباشد بر وجہ دین و معاہدہ و درینجا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق است کہ گر بیاید یا نہ اگر بیاید ہم معلوم و معین نیست کہ چہ بیاید ہیچ نہی و شرط مفضی الی النزاع و فاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید و یا مخدوش تری داشتہ باشد و ہم ایں صورت میسر و قمار و ازلام نیست کہ بر آں حکمش مترتب گردد چنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر است و توفیق اعمال خیر سہل تر و جہے صورت بندد و بالجملہ اعمال ممنوع شرعیہ ہماں تواند بود کہ مفضی الی النزاع شوند یا ضرری اہم از نیکہ نفعی باشد یا مالے یا عرضے بنفس خودش یا بدیگرے رساند و یا مخالف اخلاق بودہ باشد یا مبائن معانی نص صریح و بظاہر دریں امر صحیح چیزے ازیں یافتہ نمی شود پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مراتب باشد تحریر گردد بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در صورت مسئول عنہا جمع نمودن مال بحیلہ مذکورہ امر جائز نیست زیرا کہ ایں صورت داخل میسر و قمار است کہ در حال جاہلیت مروج بود و حق تعالیٰ در نص صریح منع بلیغ ازاں فرمودہ است قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون و آنچہ در سوال نوشتہ اند کہ ایں صورت میسر و قمار و ازلام نیست بفہم راقم قریں صواب نیست چہ در اصطلاح شرع میسر میگویند ہر امری را کہ دراں خطر

تلف مال وحصول آن بلا عقد شرعی باشد واین معنی در اکثر ذیہ بخوبی متحقق است قال فی الکشاف المیسر القمار مصدر من یسر کالموعد والمرجع من فعلهما یقال یسرته اذا قمرته واشتقاقه من الیسر لانه اخذ مال الرجل بیسر وسهولة من غیر کد ولا تعب او من الیسار لانه سبب یساره وعن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنهما کان الرجل فی الجاہلیة یخاطر علی اہلہ ومالہ فان قلت کیف صفة المیسر قلت کانت لهم عشرة اقدح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والنافس والمسبل والمعلی والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها ویجزؤنها عشرة اجزاء لا الثلثة وهی المنیح والسفیح والوغد للفذ سهم وللتوام سهمان وللرقیب ثلاثة وللحلس اربعة وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلی سبعة یجعلونها فی الربابة وهی خریطة ویضعونها علی یدی عدل ثم یجلجلها ویدخل یده فیخرج باسم رجل رجل قدحا منها فمن خرج له قدح ذوات الانصباء اخذ النصیب الموسوم بذلک القدح ومن خرج له مما لا نصیب له لا یاخذ شیئا وغرم ثمن الجزور وکل فی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرهما وعن ابن سیرین کل شیء فیہ خطر فہو من المیسر انتہی مختصرا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث وغلام پیر وغلام نبی وعبد نبی وعبد الرسول وغیرہ نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

محقق نزد راقم آنست کہ تسمیہ باین اسماء اولیٰ وافضل نیست جائز است خلاف اولیٰ زیرا کہ اضافت عبد طرف غیر حق تعالے در اسمائے صحابہ کرام موجود است وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا تغییر نفرمودند پس از تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواز آن ثابت است بلکہ آں صحابی برادرزادہ درعم زادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند وحدیث از وشان در صحیح مسلم مرویست ودر مشکوۃ از مسلم می آرد عن عبد المطلب ابن ربیعة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس الخ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مقدمہ میں قاضی کے روبرو عدالت کے اندر شہادت بحلف شرعی جھوٹی ادا کی اور جب گواہی اوس کی جھوٹی ثابت ہوئی تو زید نے شہادت کاذبہ سے روبرو قاضی کے توبہ کرلی پس شرعاً مواخذہ جرم ادائے شہادت کاذبہ کا بعد تائب ہونے کے زید پر ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مرافعہ وجرم شہادت کاذبہ کا ایک اثم ہے اللہ تعالےٰ کا تو وہ بلا تامل توبہ سے جاتا رہیگا قال اللہ تعالیٰ سبحانہ ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات وان اللہ ہو التواب الرحیم اور ایک تعزیر وتشہیر ہے عند القاضی سو وہ بھی توبہ سے ساقط ہے قال فی الفتاوی عالمگیری قال الحاکم الامام ابو محمد الکاذب ان رجع علی سبیل التوبۃ والانابۃ والندامۃ لا یعزر من غیر خلاف انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمار دین اس باب میں کہ جسطرح ادائی شرط جمعہ کے لئے ضرورۃً اتفاق مسلمین کا قائم مقام سلطان کے ہوتا ہے اسیطرح فیصلہ قضایا میں باوجود ہونے حاکم وقت کے اور رجوع لانے مقدمات مذہبی وغیر مذہبی سائر قوم شرفا امرا کے اتفاق ایک قوم خاص کا عوام جہال میں سے کہ محض نا واقف احکام شرعیہ اور ضوابط قانونیہ سے ہیں بلا ضرورۃ قائم مقام سلطان کے ہو سکتا ہے اور امور اداے منصبی سلطان کا جیسے اپنی دار القضا ظلمی میں کسیکو بالجبر طلب کر کے اپنی رائے سے عداوۃً مجرم قرار دیکر اوس سے پچاس روپیہ جرمانہ لینا یا تعزیر دینا انکار درست ہو گا یا نہ بر تقدیر ثانی اس قوم کے حق میں اور مال جرمانہ کی حلت وحرمت میں حکم شرعی کیا ہو گا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں اگر حاکم وقت کافر ہے اور اجراے احکام من المتخاصمین خلاف شرع کرتا ہے اور مصداق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا تو مسلمان کو اس کی طرف متخاصمین خصومات میں رجوع کرنا بالطوع واختیار اپنے ہرگز نہ چاہئے اس تقدیر پر اگر اہل اسلام باہم اتفاق کریں اور اجرار احکام شرع کے بتدبیر ورائے ایک جماعت کے بیچ حوادث اپنی کے تو یہ اتفاق بطرز تحکیم شرعی ہو گا اور جس طرح احکام محکم کے اوپر متخاصمین متفقین علی التحکیم کے بشرط موافقت شرع کے نافذ ہوتے ہیں اسیطرح احکام اوس جماعت کے بشرط مذکور نافذ ہوں گے خواہ وہ جماعت جہال ہو یا اہل علم اور در صورت مخالفت شرع کے قابل نفاذ شرعی نہیں ہیں اگرچہ متخاصمین کو بشرط عدم تعلق حق غیر کے اختیار ہے کہ اپنے اوپر اس احکام غیر شرعیہ کو ترضی نافذ مان لیں پس جرمانہ کہ عبارت ہے تعزیر بالمال سے شرعاً اصلا جائز نہیں اور وہ مال جرمانہ حرام ہے کما قال فی رد المحتار ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال وسیذکرہ الشارح فی الکفالۃ انتہی اور وہ لوگ جو اپنی رائے سے خلاف شرع کے احکام نافذ کرتے ہیں آثم وگنہگار ہیں سخت اور اگر نہ باز آئیں تو عجب نہیں کہ مصداق بنجائیں آیہ کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ۱ فی زماننا تجارت سرتی یعنی تماکو خوردنی کی اس طرح ہوتی ہے کہ جب سوکھ کر طیار ہوگئی تو اس پر پانی ایسے خم یا سبو سے جس کی نجاست میں کوئی شبہ نہیں ہوتا لیکر چھڑکا جاتا ہے اور جب پانی پڑنے سے ملایم ہوجاتی ہے تو گٹھر باندھکر اکثر ہٹ میں بھیجی جاتی ہے پس ایسی سرتی کو خرید کر چونا اس میں ملاکر کھانا درست ہے یا نہیں اور تماکو پینا اور کھانا درست ہے یا نہیں شرعاً سادی یا کیا ۲ درود تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے کسی دوسری درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے لفظیں نہوں پڑھنا افضل یا ایسی کا ۳ اگر کوئی ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہوگیا جس کا علاج حکما نے یہہ تجویز کیا کہ ہمیشہ علی الصباح تھوڑی شراب انگوری پی لیا کرے ورنہ مرجائے گا تو پینا شراب کا جائز ہوگا یا نہیں ۴ اگر کوئی شخص ایسا کشتہ کھا گیا ہی جس کے سبب سے شہوت اس کی اس قدر زیادہ ہوگئی کہ روزانہ کم سے کم ایک بار جماع کئے بغیر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کی کھوپری شق ہوجاوے اس خیال سے اسنے چار بیبیاں کیں مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ ان چاروں کو ایک ہی دن حیض شروع ہوگیا اس سبب سے اس شخص نے چاہا کہ ایک کو طلاق دیکر اس کے عوض میں دوسری عورت سے نکاح کرلیوے مگر بروقت کوئی عورت دوسری ملتی نہیں ہے پس ایسی حالت میں وہ شخص کیا کرے اور کس طرح اپنی جان بچاوے آیا حالت حیض ہی میں جماع کرے یا جلق لگاوے یا کیا کرے بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوالِ اول جب تماکو میں حسب بیان سائل کے نجس پانی مخلوط کیا جاتا ہی تو وہ تماکو نجس ہی کھانا اس کا جائز نہیں اور پینا اس تماکو کا یا اور پاک تماکو کا اگر نشہ نکرے اور دہن میں تعفن نہ پیدا کرے تو بلاکراہت جائز ہے اور برتقدیر نشہ کرنے کے مثل اشیائے منشیہ کے حرام ہے اور درصورت پیدا کرنے تعفن کے مکروہ ہی قال فی رد المحتار فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ھو مباح لکن رائحتہ تستکرھہا الطباع فھو مکروہ طبعا لا شرعا اھ منھا فی الحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شیٔ انتہی جواب سوالِ ثانی پڑھنا درود تاج کا جائز ہے اور وہ درود حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے پڑھنا اس کا افضل ہے درود تاج سے بجہت ترک الفاظ حدیث کے قال فی شرح المنیۃ والاتیان بمافی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتہی جواب سوالِ ثالث پینا شراب کا واسطے مریض کے بقول اطباء جائز نہیں ہے ۔

قال فی درالمختار ولا یجوز بہا الندادی علی المعتمد انتہی قال فی ردالمختار قدمنا فی الحظر والاباحۃ ان المذہب انہ لا یجوز الندادی بالمحرم انتہی جواب سوال رابع شخص مذکور کو ایسی حالت میں جلق بھی جائز ہے اور اگر اپنی زوجہ کے ہاتھ سے انزال کرالے تو یہ بھی جائز ہے اسیطرح اگر اپنی زوجہ کے پیٹ وغیرہ میں سرگڑ کر کے انزال کر لے تو یہ بھی درست ہے قال فی الدرالمختار وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ انتہی قال فی ردالمختار الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لیسکنہا فالرجاء ان لا وبال علیہ انتہی وقال فی الجوہرۃ النیرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امرأتہ او امتہ من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولا شئ علیہ انتہی و فی ردالمختار ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ انتہی فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ سرکہ یعنی انچہ مردمان گلجگان بامالیدہ عرق برآوردہ بنا جوش یا بجوش نیز لظروف گلی وغیرہ برائے ساختن سرکہ می نہادند گرتا وقتیکہ سرکہ تیار نمی شود بدنمائے گونا گون عرق مذکور مبدہ می شود الا از بوی او کیے بوئے مثل شراب ہم ہویدا می گردد لیس درین صورت مذکور نجوردن عرق مذکور بوقت بودن شراب یا بوقت بودن سرکہ نیز چہ حکم میدارد بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خوردن عرق مذکور اگر مسکر نباشد جائز است خصوصاً ہنگامیکہ سرکہ گردد لیکن خوردنوش وقت تعفن کردہ است مثل بیاز ولہسن خام قال فی فتاوی عالمگیری والاشربۃ بالتغیر للحرم کذا فی خزانۃ الفتاوی انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ لفظیں کہکر مرغی ذبح کرے کہ کر کرات ہے کاہے مرمرات ہے کاہے براپا دانہ کہات ہے کاہے تجہے آئی قیامت مجھے آئی نعمت بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر تو کہانا اس مرغی کے گوشت کا جائز ہے یا نہیں اور وہ گوشت حرام ہوگا یا مکروہ تحریمی یا حلال یا کیا فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

Marfat.com

صورت مسئول عنہا میں کہا نا مرغی مذکور کا جائز ہے اسواسطے کہ تسمیہ جو شرط تزکیہ ہے ذابح سے متحقق ہو گیا۔ قال فی الدر المختار و تشترط التسمیة من الذابح انتہے۔ اور یہ الفاظ مہمل و لغو جو پہلے تسمیہ سے واقع ہوئے اس سے خلل ذبح میں نہیں ہوتا لیکن ایسے الفاظ لغو کو ترک کرنا چاہیئے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے متبحرین دین متین دریں مسئلہ کہ ترجمہ کنز امن المسائل اور مفتاح الجنۃ وغیرہ میں قربانی کے بارہ میں بدھیا کو درست کہا ہے اور لنگڑہ لولا کانا وغیرہ قربانی میں نہیں لیتے ہیں پس بدھیا بیل کے درست ہونیکا کیا سبب ہے دوسرے یہہ کہ میت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑہکر چالیس قدم چلتے ہیں اس کے بعد فاتحہ پڑہنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس طرف کا یہہ رسم ہے کہ اول فاتحہ میت کو دفن کرکے قبر پر پڑہتے ہیں اور دوسرا فاتحہ چالیس قدم چلکر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑہتے ہیں اور تیسرا فاتحہ خیر میت کے مکان پر جاکر پڑہتے ہیں پس اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھہ قباحت ہے تیسرا یہہ کہ نماز میں التحیات کے اندر اشہد ان لا الہ الا اللہ پر انگشت شہادت اٹھانا جائز ہے یا نہیں اگر اٹھانا جائز ہے تو کہاں تک اٹھانا سلام تک کھڑے رکھنا یا الا اللہ پر اٹھا کر پھر اپنی جگہ پر رکہدینا فقط چوتھا یہہ کہ جسوقت کہ پروردگار نے کل ارواحیں پیدا کیں تو ارواحوں اور آفریدگار کے درمیان کیا کیا عہد و پیمان ہوئے ہیں ہر ایک کی شرح سے مطلع فرمادیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب پہلے سوال کا یہہ ہے کہ بدھیا ہونا بیل کا عیب نہیں ہے بلکہ بدھیا ہونیسے قیمت بیل کی زیادہ ہوتی ہے اور گوشت بہی عمدہ ہو جاتا ہے اور لنگڑا لولا کانا ہونا عیب ہے قربانیکا اور اس عیب سے قیمت بہی اس کی کم ہو جاتی ہے لہذا قربانی اس کی ناجائز ہے جواب دوسرے سوال کا یہہ ہے کہ فاتحہ قبر میت پر اور پہر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر اور پہر اقرباؤن میت کے مکان پر پڑہنا شرع میں ممنوع نہیں البتہ اس خصوصیات کو سنت یا مستحب نہ سمجہنا چاہیئے جواب سوال سوم کا یہہ ہے کہ التحیات میں انگشت شہادت اٹہانا مستحب ہے اور کلمہ لا الہ پر اٹہانا اور الا اللہ پر انگشت کو گرا دینا چاہیئے اور بعد اس کے ہاتھہ کو کہولدینا چاہیئے اخیر تک فقط جواب سوال چہارم یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے ارواح سے عہد وحدانیت کا اور اپنی ربوبیت کا لیا تہا چنانچہ قرآن شریف میں صریح مذکور ہے فقط

Marfat.com

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

السید المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسائل مفصلہ ذیل بینوا الی وفق مذہب الحنفیہ من کتبہم المعتبرۃ توجروا الثواب بغیر حساب فقط المسئلۃ الاولی مثلاً کسی کافر کا دین بحیثیت مالگذاری مقرری ودوامی کسی موضع کی ذمہ زید وعمر وغیرہما مومنین کے واجب الادا ہے ہوا اور بعد گذرنے چند سال کے بوجہ تمادی قانونی کے وہ کافر مجبور و مایوس ہو کر وصول مبالغ سے اپنی سرکار کمپنی کے محکمہ میں مقدمہ بدعویٰ اصل مال وسود وتاوان سالانہ واخراجات کے مصالحہ کریں یا بحکم وفیصلہ حاکم مرجوعہ الیہ اصل مال وغیرہ مذکورہ بلا کر ادا کریں یہ سود اور تاوان واخراجات جو فاضل از اصل زر باقی ہے ہر دو صورت یا یکے غیر معین ادا کرنا حرام وناجائز شرعاً ہوگا یا نہیں و دہندہ اس فاضل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا ۔ یا نہیں المسئلۃ الثانیۃ مثلاً زید نے ایک موضع مملوکہ اپنے کو بدست عمر بمعاہدہ پختہ مقرری دوامی بعوض مالگذاری صدر روپیہ سالانہ کے مقرر وتعمیل یا رجسٹری کر دیا من بعد زید نے بعلت ضرورت اخراجات اپنے کے اوسے عمرو دیگر شخص سے ہزار روپیہ مثلاً قرض بنام نہاد بخشش کی اس معاہدہ پر لیا کہ دس برس تک دس دس روپیہ سالانہ اس صد روپیہ مال گذاری سے وصول ہوا کریگا باقی نوسو روپیہ تم لوگوں کا بعد دس برس کے ہم وصول کر دینگے پس باقی نوّے روپیہ ہر سال دس برس تک عمر وغیرہ کو جو نفع بلا عوض کسی تئے کے ہوا کیا یہ سود وربا شرعاً حرام ہوگا یا نہیں اور اجارہ باطل واجب الفسخ ہے یا نہیں المسئلۃ الثالثۃ مونچھ ریش کس قدر رکھنا فرض وواجب وسنت ومستحب وناجائز مکروہ ہے المسئلۃ الرابعۃ قبل تحصیل مسائل دینیہ ضروریہ کے علم انگریزی پڑھنا یا کسی عزیز کو پڑھولنا حرام ہے یا طلال ہدایت ہے یا ضلال المسئلۃ الخامسۃ حقوق الناس میں خوف زیادہ ہے یا حقوق رب الناس بر تقدیر اول حقوق مومن اخوف ہیں یا حقوق کافر المسئلۃ السادسۃ لکل یوم لیلۃ وللجمعۃ لیلتان صحیح ومستند ہے یا غلط وموضوع وبر تقدیر صحت میت مومن ہر دو لیل کو درجہ شہادت و دخول جنت بغیر حساب نصیب ہے یا صرف میت لیل قبل الجمعۃ کو المسئلۃ السابعۃ روز جمعہ بعد نماز عصر سے اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محترز رہے شرعاً ثواب صوم حاصل ہوگا یا نہیں بلکہ بدعت ہے یا کیا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول بلاشبہ مدیونین جو بخوف ڈگری مدعی سے ادائے اصل مال بر مع سود وغیرہ کی صلح کریں جیسے صلح اور ادائے سود کا حرام ہے اسواسطے کہ اس صورت میں برضا واختیار یا کھلانا ہوا اور وہ

حرام ہے غیر جائز قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ رواہ مسلم البتہ اگر حاکم جبراً سود دلوا دے تو وہ لوگ گناہگار نہوں گے فقط جواب سوال ثانی وہ نوے روپیہ جو عمرو وغیرہ کو نو برس تک ملے ہیں بنظر احتیاط اس کا نہ لینا بہتر ہے لیکن بحکم فتوا اس کو ربا نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ بتصحیح اجارہ موضع مذکورہ کا بعوض دس روپیہ سالانہ کے جو منجملہ ہزار روپیہ قرض کے سال بسال مجرا ہوگا ممکن ہی جواب سوال ثالث موئے ریش بقدر یک قبضہ یعنی ایک مٹھی کے رکھنا واجب ہے ہر طرف سے پس اس مقدار سے کم کرانا مکروہ تحریمی ہے روی الشیخان باسنادہما عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب انتہی وروی محمد ابن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفۃ عن الہیثم ابن ابی الہیثم عن ابن عمر انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ انتہی وقال فی الدر المختار واما الاخذ منہا وہی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد انتہی جواب سوال رابع قبل سیکھنے مسائل ضروریہ دین کے پڑہنا انگریزی کا حرام ہے اور ضلال بلکہ سیکھنے یعنی مسائل ضروریہ کے بعد بھی بلغیر کسی غرض صحیح شرعی کے وبال ہے اور نکال اس لئے کہ اس کے پڑہنے میں مناسبت اور مخالطت ہی کفار سے اور بمقتضائے احادیث صحیحہ اور بنصوص قطعیہ کے مجانبت اور احتراز لوں سے واجب ہی پس اختلاط اور مخالطت اونسے حرام ہی قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم وابناءہم او عشیرتہم الآیۃ قال فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم انتہی وقال ایضا تحت قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء الآیۃ وہذا التغلیظ والتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ لابی موسیٰ فی کاتبۃ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تأمنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ انتہی۔ جواب سوال خامس حقوق ناس اخوف ہیں حقوق الٰہیہ سے روی البیہقی فی شعب الایمان عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لا یغفر اللہ الاشراک باللہ ودیوان لا یترک اللہ ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لا یعبأ اللہ بہ ظلم العباد فیما بینہم وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ انتہی نقلا عن المشکوٰۃ اور اس تقدیر پر حقوق کافر بہت سخت ہیں اسواسطے کہ اگر ذمہ مومن پر حقوق مومن ہوگا تو حسنات اس ظالم کے مظلوم کو دیئے جاویںگے اور جب حسنات نرہیں گے تو سیئات مظلوم کے ظالم پر ڈالے جائیں گے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من

Marfat.com

فرمائے ہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو حدیث در باب ایمان لانے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے اور بعض علمانے اوس کو ضعیف کہا ہے اور موضوع نہیں ہے روی السہیلی فی کتاب الروض والخطیب فی السابق واللاحق باسناد ہما عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاہما لہ فامنا بہ ثم اماتہما انتہی روی الطبری فی سیرتہ باسنادہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ما شاء اللہ عز وجل ثم رجع مسرورا قال سالت ربی فاحیا لی امی فامنت بی ثم ردہا انتہی قال فی سبل السلام ورواہ جمع عظیم من ثقات الحدیث فمنہم حافظ ابن شاہین والخطیب وابن عساکر والسہیلی والقرطبی والحافظ الطبری وابن سید الناس والحافظ الدمشقی وابن حجر والسیوطی وفیما ذکرناہ من الاحادیث اقوال الائمۃ للعلماء قولا بالصحۃ وقولا بالضعف وقولا بالتوفیق وقد ردوا باسرہم علی من زعم الوضع انتہی ملخصا مختصرا اور باب سماع موتی میں حنفیہ میں دو قول ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا اور بعض کے نزدیک سنتا ہے قال فی فتح القدیر عند اکثر مشائخنا المیت لا یسمع انتہی اور قول اکثر اون مشائخ کا منقوض ہے باحادیث صحیحہ منہا ما فی صحیح مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا انتہی وہکذا فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین المجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال - چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ زید میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماذون است در دنیا بشفاعت عظمی وعمرو میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موعود است در دنیا بشفاعت عظمی واذن جدید در عقبی ضرور است ونماز پس کدام از ہر دو جانب جائز است فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ زید میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت عظمی ماذون ہستند در دنیا قولش صحیح مطابق حدیث صحیح بخاری است فی المشکوۃ صفحہ ۵۰۳ سطر ۴ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ انتہی قال فی المرقاۃ ای الشفاعۃ العظمی العامۃ انتہی پس قول عمرو صحیح نیست لیکن نماز پس ہر دو کس جائز است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور ناقدان احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کس درجہ میں صحیح ہے کیونکہ ایک مفتی کہتا ہے کہ یہ حدیث اوپر طریق محدثین اہل سنت کے ہرگز ثابت نہیں ہے اور روات اس کے سب مجروح وکذابین ووضاعین حدیث ہیں ثبوت میں اس کے شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم و صبح صادق شرح منار مولانا نظام الدین و تحفۃ الاخیار علی نور الانوار صفحہ ۵ مولوی عبد الحی صاحب رحمہم اللہ تعالی کی عبارتیں پیش کرتا ہے پس اس کا کیا جواب ہے بینوا بتصریح التام من الدلیل و الکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نزدیک محققین اہل سنت والجماعۃ کے لائق احتجاج ہے قال فی مسلم الثبوت ولنا ما قالوا صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور ربانی شرح مسلم بحر العلوم نے حدیث مذکور کا قابل احتجاج ہونا تسلیم کیا ہے اور اس کو درجہ حسن میں ثابت کیا ہے کما قال وقد تکلموا علیہ لکن لا ضیر فان لہ طرقا کثیرۃ وشاہد یبلغ درجۃ الحسن انتہی البتہ بعض اہل حدیث نے اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع کہا ہے لیکن محققین کے نزدیک حدیث حسن اور قابل احتجاج ہے۔ قال العلی القاری فی المرقاۃ اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اخرجہ ابن عبد البر باسنادہ کذا ذکرہ جلال الدین السیوطی فی تخریج احادیث الشفاء وذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یؤدی بعض معناہ قال ابن حجر صدق البیہقی وذکرہ فی جامع الاصول انتہی مختصرا پس یہ کہنا کہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ رواۃ اس کے سب مجروح اور کذابین اور وضاعین ہیں باطل ہے اور جب نسبت اس قول کی طرف بحر العلوم کے صحیح نہیں ہوئی اسی طرح سمجھنا چاہیئے حال قول مولانا نظام الدین اور مولوی عبد الحی مرحوم کا لیکن جب عبارات ان کی معترض پیش کرے گا بتعیین صفحہ و باب تو جواب تفصیلی اوس وقت دیا جائے گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ چہ میفرمایند علماء کرام و فقہاء عظام ثبتہم اللہ تعالی بالقول الثابت الی قیام القیامۃ اندریں صورت کہ واعظے در وعظ حکایات و قصص خویش اشعار ہندیہ مرقومہ ذیل خواندہ اثبات لعب و مخالفت تعلیم جبرئیل ونعوذ باللہ اتہام بت سازی بر حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میکند و پیروان و متبعان و معاونانش حدیث مسلم کہ بروایات انس ابن مالک رض در مشکوۃ شریف باب علامات النبوۃ کہ ابتدا روایت است عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وہو یلعب مع الغلمان الی آخرہ کہ حدیث موقوف است نہ مرفوع دلیل برائے لعب آں حضرت سامی آرند و شخص دیگر دریں باب معترض بر جواز لہو و لعب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ گشتہ

ودلیل خویش عبارت مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ درجلد ثانی در ذکر رضاعت آنسرور نوشتہ
است شرح حدیث موصوف قرار دادہ وعلاوہ برآن شواہدش از شفاء قاضی عیاض ومواہب اللدنیہ وم
قسطلانی وما ثبت من السنۃ شیخ موصوف آوردہ منع خواندن این اشعار میکنند زیرا کہ نسبت لعب ومخالفت
تعلیم جبرئیل وبت سازی عیب ونقص واتہام در ذات حضرت نبوی علیہ السلام منسوب میشود پس در خواندن
این اشعار ونیز در باب مجوزین این اشعار از روئے شریعت غرا چہ حکم دارد واشعار این است ؎ لڑکپن
میں خیرالوری کھیلتے تھے + ولیکن خدا جانے کیا کھیلتے تھے + سکھاتے تھے کچھ جبرئیل انکو لیکن + وہ کچھ کھیل
اپنا نیا کھیلتے تھے + ادھر کو خدا دیکھتا تھا تماشا + ادھر کو رسول خدا کھیلتے تھے + نبی کھیلتے تھے لڑکپن میں
لیکن + یہ وہ کھیل جو انبیا کھیلتے تھے + خدا کے تو سب کھیل ضرب المثل ہیں + یہ احمد بھی کچھ اپنی جا کھیلتے تھے +
سنو جب رسول خدا کھیلتے تھے + ملائک بھی ہمراہ آ کھیلتے تھے + نہ بچپن سے تھا خیال شریعت + نہیں طفل ہیں سوا کھیلتے
تھے + بتوں کو بناتے تھے اور توڑتے تھے + یہ بازی خلیل خدا کھیلتے تھے + بینوا توجروا اجزاکم اللہ خیر الجزاء

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اشعار ہندی کہ مستفتی آنرا نقل نمودہ از مضمونش انتساب عیب ونقص بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدہ سوال
از جواز خواندنش مینماید جوابش اینکہ خواندن اشعار مذکورہ ممنوع حرام نیست چہ از اشعار مسطورہ تعییب وتنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نعوذ باللہ اصلا ظاہر نیست واگر بودے پس بالا شبہ خواندنش حرام وقائلش دکافر ومرتد شدے کما قال فی الشفاء قال
القاضی ابوالفضل ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوعابہ اوالحق بہ نقصا فی نفسہ اودینہ اونسبہ اوخصلۃ من خصالہ اوعرض
بہ او شبہہ بشئ علی طریق السب لہ (او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ) والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالی ولانستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد
ولانمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی ووجہ نبودنش تعییب وتنقیص اینکہ اثبات لعب در اشعار مذکورہ در زمانہ طفولیت کہ زمانہ عدم حقیقت وعدم
تکلیف امت میکنند ودرین زمانہ لعب کسے عیب وتنقیص نیست کما لا یخفی پس لعب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ موجب نقص
گردید ثانیا اینکہ مقصود قائل آنست کہ لعب درآن زمان کہ بظاہر لعب بود سراسر حکم واسرار وہدایت وارشاد بود تا آن کہ اسرار
وحکمتش سوائے حق تعالے کما ینبغی کسی نمی دانست کما قال فی المصرع الثانی من الشعر الاول والخ توہم مخالفت تعلیم جبرئیل علیہ
السلام از شعر ثانی نمودہ شد حالش اینکہ شاعر مدعی آنست کہ اگرچہ بظاہر دید بعض امور جبرئیل علیہ السلام بتعلیم آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم می پرداختند اما تعلیم بلاواسطہ حضرت حق سبحانہ بالغ است نماد قہ چنانچہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را عطا شدہ
بود طریقہ رشد افضل واولی از تعلیم جبرئیل علیہ السلام میدانستند ودرین صورت خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ بحقیقت
این خلاف نیست بلکہ رجوع است بامر اولی وافضل کہ جبرئیل علیہ السلام بافضلیت آن مطلع نشدہ بودند

میفرمودند پس این مخالفت نہ مخالفت نہ عیب علاوہ اینکہ اتباع جبرئیل علیہ السلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر امر خصوصاً بزمانہ طفولیت واجب نبود کما ہو ظاہر من احوال نزول الوحی اولاً بغار حرا یعنی جبرئیل علیہ السلام سہ مرتبہ امر بقرأت نمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ ما انا بقاری میفرمودند و اتباع شان نمی نمودند ہمچنین است حال انہدام بت سازی بنوع مضمون شعر اخیر چہ بت سازی برائے تعلیم شکستن آن در آن زمانہ و اظہار تذلیل بتان و اقامت تعادل حق برائے تخریب ادیان بت پرستان عیب و منقصت نیست نعوذ باللہ و ثالثاً میتوان گفت کہ مقصود شاعر آنست کہ افعال و امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نزول شریعت و ظہور بعثت ہمہ بحکم الٰہی و مملو از حکم نامتناہی بود چنانکہ افعال خضر علیہ السلام از قسم شکستن کشتی و قتل نفس زکیہ و راست کردن دیوار قریب الانہدام پس لعب بت سازی برائے شکستن و خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ در اشعار است از آن قبیل بود رابعاً اینکہ الفاظیکہ بحیثیات مختلفہ ذم و مدح ہر دو میتوانند شد بقرائن کلام و احوال قائل یکی ازین ہر دو احتمال متعین توان نمود چنانکہ لفظ سراج یا سیف یا غیر آنکہ باعتبار روشنی و قطع عدو اطلاق آن تشبیہاً بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کلام الٰہی و در کلام صحابہ کرام واقع است کما لا یخفی و باعتبار قلت روشنی و کم قدری نورش بمقابلہ نور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مہان و مبتذل بودن سیف بدست ہر کس و آلودہ شدنش در خون و نجاسات اثبات آن تشبیہا برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خیر خلائق و افضل الانبیاء و المرسلین اند غیر مناسب بضرورت اثبات مدح در کلام مسلم تعییب و تنقیص نتوان گفت ہمچنین است حال اشعار مرقومہ و بلا شبہ در روایت صحیح مسلم یلعب مع الغلمان وارد است اگرچہ حدیث موقوف باشد پس حکم وضع حدیث نمیتوان کرد و بالضرور برائے تطبیق آن باحادیث دیگر تاویل لعب نمودہ خواہد شد کما نقل الشیخ الدہلوی در صورت از نسبت لعب بآنحضرت ہیچ تنقیص و تعییب آنجناب بحضرت انس رضی اللہ عنہ نتوانکرد ہمچنین گفت در اشعار مذکورہ و ہرگاہ این چنین تاویلات کہ تبادر ذہن ابا از آن نمی کند در اشعار مذکورہ میتوانکرد پس بزعم تعییب و تنقیص حکم کفر و ردت بر قائل اشعار موافق مذہب فقہاء محققین نیست قال فی الدر المختار ولا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ والی الصغری انتہی غایۃ الامر اینکہ خواندن ہمچنین اشعار بسبب احتمال معنی غیر صحیحہ خیر اولی خواہد بود۔ واللہ سبحانہ واعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار عن ابی ہریرۃ رواہ ابو داؤد والترمذی واحمد ما قولکم دام فضلکم ایک شخص مدعی اسلام بہ نسبت جناب سید انبیاء شفیع یوم الجزاء خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کسی تصنیف مطبوعہ میں یوں لکھتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض دینی کاموں میں اپنی کشش طبیعت کی مجبور رہتے تھے اور وہ یہہ بھی کہتا ہے کہ قوم ثقیف کی طبیعت نماز پسند نہ ہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ترک نماز کی شرط پر اسلام کی بیعت لی تھی اور معاذاللہ نماز

Marfat.com

نہ پڑھنے کی شرط حرام ہے چنانچہ اس کی کتاب کے دونوں فقرے یہہ ہیں (فقرہ اول) امام کا خطبہ کی حالت میں اپنے بچوں کو دیکھکر خطبہ چھوڑ کے منبر پر سے اتر جانا اور ان بچوں کو لیکر منبر پر چڑھ جانا بہت بری حرکت ہی اگرچہ حضرت علیہ السلام سے لبعذر کشش طبیعت کے بر سر مجمع واقع ہوئی ہے الخ (فقرہ دوم) حضرت علیہ السلام نے کسی مصلحت سی نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے) ایسا کہنے والیکا دعوی راست و درست ہی یا دروغ واتہام ہے اور اگر دروغ واتہام ہے تو کیا یہہ کسر شان نبوت ہی یا نہیں ہی اگر کسر شان نبوت ہی تو ایسا کہنے اور اعتقاد رکھنے اور حضرت پر جھوٹ باندھنے اور اتہام کرنے اور کسر شان نبوت کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر ہر مومن و مسلمان کو ایسے شخص سے اجتناب واحتراز کرنا واجب ہے کہ نہیں اگر ایسا شخص توبہ کرنا چاہے تو بطور اعلان کرے یا پوشیدہ کیونکہ کتاب تو طبع ہو کر آفاق میں مشہور ہو گئی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

درباب اترنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے حالت خطبہ میں واسطے لے نے حضرت حسنین رضی اللہ تعالے عنہما کے حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں وارد ہی ولفظہ حدثنا الحسین ابن حریث حدثنا علی ابن الحسین ابن واقد حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ ابن بریدۃ قال سمعت ابا بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذا جاءہ الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما انتہی لیکن یہہ امر متعین نہیں ہی کہ یہہ خطبہ جمعہ کا تھا یا سوا جمعہ کے بطور وعظ ونصیحت کے بہر حال اثناء خطبہ میں منبر سے اتر کر خصوصا جب غیر جمعہ کا ہو اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا لینا خصوصا جب احتمال اوس کے چوٹ لگجانی کا ہو شرعا ممنوع نہیں ہی کتب فقہ حنفی میں مصرح ہے کہ درمیان خطبہ کے اگر کوئی کام طویل کرے تو خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ پورا کرے ابتدا سے حاجت نہیں ہی اور دونوں صورتوں میں کراہت مذکور نہیں ہے قال فی الدر المختار لو خطب جنبا ثم اغتسل وصلی جاز ولو فصل باجنبی فان طال بان رجع لبیتہ فتغدی او جامع واغتسل استقبل خلاصہ قال فی رد المحتار قولہ جاز ای ولا یعید الغسل فاصلا لکونہ من اعمال الصلوۃ ولکن الاولی اعادتہا انتہی پس اس فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری حرکت کہنا موجب تنقیص شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بالاجماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر ہے اور جو یہہ کہا ہے کہ حضرت رسالتمآب علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے انتہی یہہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ قوم ثقیف نے تھا سند عای عفو نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور

نفرمائی اور وہ لوگ ایمان لائے مدارج النبوۃ کی جلد ثانی وقائع سال نہم میں لکھا ہے مواہب الدنیہ وغیرہ سے بعد ازان
التماس کردند کہ عفو کردہ شود از ایشان نماز وکسر کنند اصنام بدست خود فرمودہ چنین باشد معفو وکسر اصنام است ہر کہ
بشکنند وبدست خود شکنند بہتر از عفو نماز صورت ندارد زیرا کہ خیر نیست در دینی کہ در آن نماز نباشد انتہی پس اول
یہ امر غلط ہے ثانیا اسمیں جناب رسالتمآب کو مرتکب بہت ہی سخت حرام کا نعوذ باللہ منہا یہ کیسا بڑا عیب ہے جو خلاف واقع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لگایا پس یہ بھی موجب کفر قائل ہے قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ
اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ
او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم
الساب یقتل وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم وہذا کلہ اجماع من العلماء
وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا انتہی مختصرا وقال فی در المختار وقد صرح فی النتف ومعین
الحکام وشرح الطحاوی وحواشی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد
وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی اور اسیطرح سے اکثر کتب فقہ حنفی وغیرہ میں ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ایک کتاب اس دعوے پر تصنیف
کی ہے کہ میں اس کتاب میں دلائل حقانیت مذہب اسلام اور تردید مخالفین اسلام کرونگا مگر کتاب مذکور میں بعض انبیا
علیہم السلام کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمے لکھے ہیں جو اسی مصنف کے کفر پر ہر طور سے دلالت کرتے ہیں جیسا
کہ کہا عیاض نے شفا میں وکذلک من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمد الکذب فیما بلغہ واخبر بہ او شک فی صدقہ او سبہ
او قال انہ لم یبلغ او استخف بہ او باحد من الانبیاء او ازری علیہم او اذاہم او قتل نبیا او حاربہ فہو کافر باجماع انتہی
وقال ایضا فی مقام آخر وحکم من سب سائر انبیاء اللہ تعالی وملائکتہ او استخف بہم او کذبہم فیما اتوا بہ او انکرہم او
جحدہم حکم نبینا علیہ السلام علی وفاق ما قدمناہ قال اللہ تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان
یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون
حقا الخ وقال اللہ تعالی قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم الی قولہ لا نفرق بین احد من رسلہ قال اللہ
تعالی کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وبہ قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ واصحابہ علی اصلہم من کذب
باحد من الانبیاء او تنقص باحد منہم او بری منہم او شک فی شیء من ذلک فہو مرتد وایضا قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی
ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انہ یقتل بلا استتابۃ اور ایسا ہی لکھا ہے نواب قطب الدین خان
نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف جلد سوم کتاب القصاص بحوالہ فتاوی عالمگیری کہ جس نے انکار کیا بعض انبیاء علیہ السلام

کا یذا صنی ہوا ساتھ کسی سنت کے سنن مرسلین کی سے لیس وہ کافر ہوا جو بھی گئی جعفر رہ حال اوس شخص کے سے نسبت کرنے
طرف انبیاء کے نواحش کو مانند عزم اون کے زنا ہرا و سانداس کی بد ہے جیسے کہ کہتے ہیں حشویہ یوسف علیہ السلام کے
حق میں کہا کافر ہوتا ہے کہ بڑا کہتا ہے اون کو اور استخفاف اونکا انتہی اور مالا بدہ کے آخر میں لکھا ہے اگر اہانت کسے
از پیغمبران کرد کافر شد اور اُس کے حاشیہ میں ہے کہ اگر انکند بعض نبی را یا پسند نکند کدامی سنت از سنن مرسلین یا بدستی کرد انکس
کافر است انتہی اور بھی اس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اجماع اُمت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیا
کفر است خواہ فاعل او حرام دانستہ مرتکب شود نہ دانستہ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ کتاب القصاص صفحہ ۲، ۴ میں ہے
جب قصد بولا کلمہ کفر کا قصد السکین اعتقاد کفر کا نہیں ہو کہتا ہے تو کہا بعض علماء نے ہمارے کہ نہیں کافر ہوتا ہے اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے کہ جو شخص بولا کلمہ کفر کا اس حالت میں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے مگر یہ بولا
تھا اپنے اختیار سے کافر ہو گیا نزدیک اکثر علماء کے اور معذور نہیں ہوتا ہے جہل کے سبب سے بیہودہ گو اور
ٹھٹھا کرنیوالا جب بولے کفر از راہ استخفاف اور ٹھٹھا اور خوش طبعی کے ہوتا ہے کافر سب کے نزدیک اگرچہ اعتقاد ہو اس کا خلاف
اوس کے نقل عبارت جس سے اہانت انبیاء علیہ السلام نکلتی ہے (۱) وہ حضرت مسیح اور اُن کے حواری جوان جو
عورتوں کے ساتھ رہا کرتے تھے جس سے یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی واضح ہو کہ اس مصنف کی اس فقرے لیسے کو جواب
بڑا ماہر کثرت ازواج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نکاح
کئے تھے مگر مسیح اور اُن کے حواری زنا کار تھے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات (۲) مسیح علیہ السلام اس دعا کی بابت جو
انہوں نے اپنی حواریوں کو بتلائی جسکا ترجمہ یہ ہے اے اللہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے مصنف لکھتا ہے کہ پیٹ
بھر نیکی دعا کو گدا بھی مانگتا ہے گویا حضرت مسیح کو اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنا رزق طلب کیا گدا سے تشبیہ دیکی
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا یہ دعا مشارق الانوار میں بحوالہ
بخاری و مسلم مرقوم ہے تو ایسے مصنف کے نزدیک رسول اللہ بھی نعوذ باللہ من ذلک (۳) حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں
یوں گہر باری کرتا ہے کہ خلاف الشکل مریم نو مہینہ خون حیض کھا کر مقام مخصوص سے پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ یہودیوں کیساتھ
سے رو دیئے اور حضرت عیسیٰ اسیطرح سے پیدا ہوئے جسطرح گوبر سے کیڑا اور نبی کی شان میں اگلے لوگوں کی
تاریخ بیان کرے قصہ کہانی کا گمان کرے انتہی حالانکہ کلام مجید میں صورہ قصص ایک سورت کا نام ہے اور سورہ
یوسف کو خداوند تعالیٰ نے احسن القصص ارشاد فرمایا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے
حالات بیان فرمائے ہیں (۴) اور نسبت مفسرین کے یوں لکھتا ہے کہ وہ جو بعض مفسرین بعض آیات میں ربط دینے
کے لئے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کر کے شان نزول بتلاتے ہیں محض تکلف محض فضول بلکہ یہ طویل و عریض قصص
انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں سب علماء یہود و نصاریٰ سے منقول ہیں حدیث میں نہیں (۵)

Marfat.com

ہاروت ماروت فرشتے اور تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی محض کذب و موضوع ہی ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں دلیل سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں جو کلمات گستاخانہ قائل مذکور کے نقل کئے ہیں بلا شبہ یہ الفاظ بحسب ظاہر مفہوم کے بہت بیجا اور بعض اوسکے موجب کفر قائل ہیں لیکن بنظر تعمق عند الفقہاء المحققین تاویل او ن کلمات کی اس نہج پر ہوسکتی ہے کہ جسپر حکم کفر قائل نہو لہذا نظراً بقسم الحروف میں حکم اس قائل کا یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے قال فی الد المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان روایۃ ضعیفۃ واذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ والعقائد فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و ماہران کتاب وسنت اس باب میں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الخصوص ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جیسے آپکی حیات میں معجزے ثابت ہیں ویسے ہی کسی معجزے کا صادر ہونا بعد وفات شریف آپ کے سو کسی آیت یا حدیث صحیح یا صحابہ کے اقوال معتبرہ سے ثابت ہے یا نہیں بدستور کسی ولی اللہ سے صادر ہونا کرامت کا بعد ان کی وفات کے کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اقوال ائمہ سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہ درصورت ثبوت اگر کوئی آپ کی رحلت کے بعد معجزہ اور کرامت کے صادر ہونیکا انکار کرے تو اسپر کیا حکم ہے **دوسرا سوال** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تحریمہ کے رفع الدین کرنا اور کبھی چھوڑ دینا بدستور کبھی بسم اللہ پکار کر کہنا کبھی آہستہ ثابت ہے یا نہ اسیطرح صحابہ کرام میں کسی نے کبھی رفع الدین کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بسم اللہ پکار کر کہا اور کبھی آہستہ آیا اسیطرح ثابت ہے یا نہیں **سوال سوئم** اگر کوئی سید صحیح النسب نے کسی کافرہ عورت سے زنا کیا سو اس سے لڑکا پیدا ہوا آیا اس کو سید زادہ سمجھنا اور تعظیم و تکریم اس کی مثل والد بزرگوار اس کی کیا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اس عالم سے منقول ہیں تفصیل اوس کے دراز ہے اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے سعید ابن المسیب کہ بزرگ اور کبار تابعین میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب عقبہ ابن مسلم نے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تاراج کیا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نماز واذان سے معطل پڑے تھے اوسوقت میں دیوانہ بنکر مسجد میں رہتا تھا اور مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے آواز اذان اور اقامت کا سنکر نماز پڑھتا تھا اور ایک مرتبہ ایک آتش جانب حجاز سے تاریخ سنہ چھ سو چون ہجری میں
کہ طول اوس کا بقدر چار فرسنگ اور عرض بقدر چار میل اور عمق بقدر یک و نیم قامت انسان مثل سیل کے جانب مدینہ
منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت اس قدر محسوس ہوتی تھی کہ پتھر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوتے تھے اور با
اینہمہ مدینہ منورہ میں ہوای بارد اور نسیم طیب اس میں سے آتی تھی جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی وہیں ٹھہر گئی
اور بڑا پتھر تھا کہ نصف اوس کا داخل حرم محترم تھا اور نصف خارج حرم شریف سو نصف خارج جلکر خاکستر ہوگیا اور نصف
داخل کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور نیز ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ نقب مزار منور سے نکالنا چاہا
اور نقب قریب مزار پہونچگیا تھا لیکن ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان نورالدین شہید محمود ابن
زنگی کو جو بادشاہ شام تھا خواب میں تین مرتبہ امر فرمایا اور اون نصرانیوں کو دکھا دیا کہ ہم کو ان دو کے شر سے بچا چنانچہ سلطان
مذکور بغایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور خطیرہ از دھات کا اطراف مرقد منور میں بنا دیا
اور یہی ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تھا حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر
آسمان کے درمیان جو سقف ہے اسمیں سوراخ کر دو تا کہ آسمان کا سوا حجاب مرقد منور سے ہو جاوے انشاء اللہ تعالی اوسیوقت بارش
نازل ہوگی اسی طرح کیا بمجرد ظہور مرقد منور کے اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق مالا مال برکات ہوگئی چنانچہ یہ سب امور کتب
تاریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ کے بتفصیل مرقوم ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب
میں بھی نقل کئے ہیں عبارات ان کی مختصر مواقع متعددہ سے یہ ہے ابن جوزی بسند یکہ او راست متصل بسعید ابن المسیب
می آرد و می گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ یکے در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود ہیچ وقت نماز نمی آمد کہ من آواز
اذان و اقامت از حجرہ شریف نمی شنیدم وہم بدان آذان و اقامت نماز میکردم۔ نیز دوسری جگہہ لکھتے ہیں قسطلانی
میگوید کہ از بس شدت حرارت آن نار ہیچکس را مجال قرب او نبود و از شخصی کہ نقل اخبار و تحقیق و اعتماد را شاید شنیدم
کہ در وادی سنگی بزرگ بود کہ نصف آں داخل حرم نصف و دیگر خارج حرم بود نصف خارج را آتش خورد بردہ چون
بنصف داخل رسید منطفی شد انتہی دوسری جگہہ فرماتے ہیں از جملہ عجائب امور کہ فی الحقیقت داخل معجزات بینات
است نقب حجرہ شریف کہ در سنہ سبع و خمسین و خمسمائۃ وقوع یافتہ آوردہ اند کہ سلطان نورالدین شہید محمود ابن زنگی سردار
انبار را در یک شب سہ بار در خواب دید کہ اشارہ بدو شخص کرد کہ آنجا استادہ اند میکنند و میفرمایند کہ زود دریاب
مرا ازین دو شخص و اراہان سلطان مذکور ہم در آن ساعت از شام سوار شد و در شانزدہ روز بمدینہ قدم
آورد و در مقام استحضار آن دو ملعون آمد فرمود کسی از اہل شہر نیست کہ حاضر نیامدہ باشد گفتند دو شخص مغربی کہ بصفت عفت
و صلاح آراستہ و صحبت صلحا و انعام پیراستہ اند بصحبت مشغولی

اوقات ہرگز دیگر دم نیا یند حکم کرد تا کہ ایشان را حاضر آورد ند بہمان ہیئتی کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بود یافت سلطان بمنزل ایشان رسید دید کہ حصیرے در محل خوابگاہ ایشان افتادہ سلطان حصیر را بر داشت سرا دیہ دید کہ بصوب حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حفر نمودہ اند لبعد از تہدید بابت حقیقت حال نمودند کہ ایشان دو نصرانی اند کہ در لباس حجاج مغاربہ حیلہ در مدخل حجرہ شریف نمایند و با جسد مبارک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گستاخی نمایند انتہی بالاختصار اور دوسری جگہہ فرماتے ہیں ابن جوزی روایت کرد کہ در وقتی اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت بحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمود بقبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیایند و دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و آسمان حائلے نماند آنچنان کردند باران بسیار شد انتہی مختصراً اور سوا اس کے ہزار ہا معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رحلت کر اس عالم سے ثابت اور منقول ہیں یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا اور دیگر انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام سے بھی خوارق بعد انتقال منقول ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حدیث بخاری اور مسلم میں حج کرنا موسیٰ علیہ السلام کا اور نماز پڑہنا قبر میں وارد ہے حدثنا محمد بن المثنیٰ قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون مجاہد قال کنا عند ابن عباس فذکر الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر قال ابن عباس لم اسمعہ لکنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذا انحدر فی الوادی یلبی انتہی شیخ الاسلام شرح میں اس حدیث کی لکھتے ہیں از اینجا پیدا کرد کہ تلبیہ نزد انحدار در وادی از سنن انبیاء است و این روایت محتمل کہ بحقیقت باشد زیرا کہ انبیاء احیاء اند بحیات حقیقی نزد ربہا ای کہ میتوانند حج کردن با بدان مثالی چنانچہ جمعی از شارحان گویند یا با جساد عنصری بودن ایشان در حکم ارواح چنانچہ کلام محققین ناظر باں است لیکن محجوب اند از ابصار عوام پس نمود خدا تعالی ایشان را بحبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم را چنانچہ ثابت شدہ در صحیح مسلم از حدیث انس کہ آنحضرت صلعم دید موسیٰ را ایستادہ در قبر کہ نماز میگزارد انتہی اسیطرح اولیاء کرام سے اکثر خوارق عادات بعد انتقال کے ثابت اور منقول ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی وقال الامام الشافعیؒ ان قبر الامام موسیٰ الکاظم علیہ السلام تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء ونقل من بعض المشائخ ان الشیخ المعروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم قدس سرہما تصرفہما فی القبور کتصرفہما فی الحیات انتہی نقلا من نور الایمان للشیخ المحقق مولانا عبد الحلیم غرض اور منکر معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد رحلت کے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں فاسق ہے علیہ ما علی الفاسق جواب **سوال دوم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے قبل از رکوع و بعد از رکوع ثابت ہے اور چھوڑ دینا رفع یدین کا قبل از رکوع اور بعد اس کے بھی ثابت ہے محقق فیروز آبادی در سفر السعادات میفرماید چون سر از رکوع بر آوردی ہر دو دست بر داشتی اگفتی سمع اللہ لمن حمدہ و دریں سہ موضع یعنی نزد استفتاح و ہنگام رفتن برکوع و سر برداشتن از رکوع دست برداشتن ثابت شدہ انتہی محقق دہلوی در شرح آن میفرماید حق آنست

کہ با قطع نظر از کثرت و قلت طرق روایات و اخبار در ہر دو جانب موجود است پس رفع و عدم آن با ختلاف اوقات ہر دو بود نہ آخر منسوخ شد انتہی جواب سوال سوم جب سید نے زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا سید زادہ لائق تعظیم نہ ہوگا اسواسطے کہ زنا محض سے ثبوت نسب نہیں ہوتا اور ثبات النسب نہیں تو سید زادہ کیونکر قرار پائے قال فی رد المحتار ان عدم تحقیق الحمل من وجہ فی الحاکم لکونہ زنی محضا یلزم منہ عدم ثبوت النسب والادۃ انتہی **سوال** حامداً و مصلیاً۔ ما قولکم یا ایہا العلماء الکرام والفضلاء العظام کہ دلائل حقہ ساطعہ قلوب علمائے حق جو و حق پرست و فضلائے مجتبان لعبولت: جولت پیران صورت پرست درباب جواز قیام ہنگام ذکر ولادت شریف جناب شفیع المذنبین خاتم النبین صاحب شریعت غرا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم لاتملک نفس لنفس شیأ حسب روایتکہ برائے دلفریبی مریدان و جاہلان دلیل جواز قیام صرف عمل و فعل اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وکرامۃ بدون سندی و مستند نزد فقہائے محققین حنفیہ در پیش کردہ صحیح است یا نہ و در اصل اشیاء قول محققین حنفیہ حلیت و نیز در قیام مصلحت قرار دہند پس این مصلحت قرار دادہ دلفریبان و متعصبان مصلحت گفتہ خواہد شد یا نہ موافق آن مصلحت قرار دادہ دلفریبان عمل جائز است یا نہ و در مصلحت و مشروعیت آں امر ہم شرط است یا نہ اگر شخصے بہ تبعیت عمل آبا و اجداد خویش برائے تالیف قلوب مریدان در امور غیر مروی امام مذہب خود بنابر مصلحت وقت حکمی نافذ کند پس حکمش عند المفتین المتقین مقبول خواہد شد یا نہ مثلاً در مسئلہ قیام کہ امرے غیر مروی امام اعظم ابو حنیفہ رح بل ائمہ اربعہ وغیرہم من الائمۃ المجتہدین ست اگر شخصے از راہ تعصب مذموم بہ تبعیت عمل آبا برائے تالیف قلوب مریدان بنابر مصلحت وقت حکم جواز قیام دہد پس دریں ترویج و تجویز امرے غیر مروی از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم مصیب خواہد شد یا مخطی و بدعتی خواہد شد یا نہ و ایچنین فعل محدث توبہ بر ایشان واجب است یا نہ و بر تارکان قیام لعنت و ملامت کردن و مسئی و مخطی دانستن و بوہابیت مشہور کردن حق است یا نہ و بر تقدیر ثانی از لعنت و ملامت کردن و وہابی گفتن توبہ بر ایشان واجب است یا نہ و محدث و موجب این امر حادث اول کدام شخص بجلوہ ظہور آمدہ و تارک قیام متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متقی و متدین و مصیب خواہد شد یا نہ و ارواح مقدسہ حضرت انبیاء علیہم السلام و اولیاء و مشائخ کرام رضی اللہ عنہم سیما روح اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت شریف حاضری شود یا نہ و لفرض محال بتقدیر حضور قیام کردن روا باشد یا نہ و قیام وقت سماع اسم پاک ورا ذاں در کدام کتاب فقہ و اصول و حدیث مسطور است مصرحاً و مجملاً جواب ارقام فرمائید بینوا توجروا اجراً جزیلاً عند بارئکم عز اسمہ و تعالیٰ شانہ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الہادی الموفق للصواب

مخفی مباد کہ تعظیم و توقیر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین و متمم ایمان است قال اللہ سبحانہ تعالیٰ انا ارسلنک شاہداً ومبشراً و نذیراً لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ قال

عز من قائل یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون وقال الله سبحانه وتعالی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال القاضی عیاض فی الشفاء فاوجب الله تعزیره وتوقیره والزم اکرامه وتعظیمه انتهی وقال فی موضع آخر واعلم ان حرمة النبی صلی الله علیه وسلم بعد موته وتوقیره وتعظیمه لازم کما کان حال حیاته وذالک عند ذکره علیه السلام وذکر حدیثه وسنته وسماع اسمه وسیرته ومعاملة آله وعترته وتعظیم اهل بیته وصحابته وقال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکره او ذکر عنده ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکته ویاخذ فی هیبته واجلاله بما کان یاخذ به نفسه لو کان بین یدیه ویتادب بما ادبنا الله تعالی به قال القاضی ابو الفضل رضی الله تعالی عنه وهذه کانت سیرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضیین رضی الله تعالی عنهم اجمعین انتهی وعادت صحابه وتابعین وسلف صالحین که محبان بود که موافق شوق ومحبت خود هر که به تعظیم آن حضرت صلی الله علیه وسلم بنحوی که مخالف قواعد دین نمیبود ومقتضای محبت خود بکار می برد واحدی انکار دیگرے نمی نمود چنانچه از ابی محذوره رضی الله تعالی عنه منقول است که باعث مسح فرمودن آنحضرت صلی الله علیه وسلم موهای ناصیه خود را گاهی نمی تراشید وآن قدر دراز شده بود که وقت نشستن بزمین میرسید ومنقول است از ابن عمر رضی الله تعالی عنه محل نشست آنحضرت صلی الله علیه وسلم را از منبر شریف بدست خود مس نموده بر چهره خود میمالیدند ومنقول است از امام مالک رحمة الله علیه که گاهے در مدینه شریف بر دابه سوار نشدند ومنقول است از خالد رضی الله تعالی عنه که در کلاه خود چند تار موهای مبارک آنحضرت صلی الله علیه وسلم محفوظ داشته بودند ووقت جنگ آن کلاه بر سر می بودند روزے آن کلاه بمیدان جنگ بیفتاد پس گرفتنش بسیار صحابه رضی الله تعالی عنهم اجمعین شهید شدند تا آنکه کلاه خود از جنگ بدر داشتند قال القاضی عیاض فی الشفاء وروی عن صفیة بنت نجدة قالت کان لابی محذورة قصة فی مقدم راسه اذا قعد وارسلها اصابت الارض فقیل له الا تحلقها فقال لم اکن بالذی احلقها وقد مسها رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده وکانت فی قلنسوة خالد بن ولید رضی الله تعالی عنه شعرات من شعره صلی الله علیه وسلم فسقطت قلنسوته فی بعض حروبه فشد علیها شدة انکر علیها اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم کثرة من قتل فیها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنت من شعر النبی صلی الله علیه وسلم لئلا اسلب برکتها وتقع فی ایدی المشرکین وروی ابن عمر رضی الله تعالی عنه واضعا یده علی مقعد النبی صلی الله علیه وسلم من المنبر ثم وضعها علی وجهه ولهذا کان مالک رحمة الله علیه لا یرکب دابة بالمدینة انتهی مختصر القدر الحاجة وهمچنین امور از کبار صحابه وتابعین وائمه مجتهدین بسیار منقول است لیکن بشستی بطرز نمونه خرداری برین قدر اکتفا کردم پس اگر کسے بمقتضای محبت وشوق وقت ذکر ولادت باسعادت باستماع اسم مبارک آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم تعظیما قیام نمود ومردم چند برین تعظیم وقت ذکر ولادت شریفه اصطلاح قرار دادند درین امر اصلا محل ریب وانکار نیست بلکه خصوصیت این تعظیم از مستحبات خواهد بود چنانکه از امام مالک رحمة الله تعالی علیه منقول است هنگام ذکر شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم

Marfat.com

سخنی سے شنیدند محمد ابن المنکدر وقت ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار بگریست کما نقل فی الشفاء وقال مصعب ابن عبد اللہ وکان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ ینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ فقیل لہ یوما فی ذلک فقال لو رأیتم ما رأیت لما انکرتم علی ما ترون لقد کنت ارے محمد ابن المنکدر وکان سید القراء لا نکاد نسألہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی نرحمہ انتہی ودر ہمچنیں امور از فعل صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کافی است مسئلہ از فروع حنفیہ نیست کہ سند فقہائے حنفیہ اندران ضروری باشد واگر ایں قیام تعظیمی بالغرض ممنوع می بود در آنصورت بمصلحتی جائز داشتن آں قابل غور ونظر بود وہرگاہ جوازش ظاہر شد پس حکایت تجویز بمصلحت بیکار است دیر تارکاں قیام مذکور لعنت وملامت اصلا نیست زیرا کہ خصوصیت ایں تعظیم از مستحبات است پس ترک آن ملامت نیست وبدیں ترک وہابی گفتن نیز نمیتوانند شد ودر کتب سیر ابتداء قیام وقت شنیدن ذکر شریف آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ تقی الدین سبکی شافعی کہ ہم از ثقات علماء مجتہدین ومحدثین وہم از اکابر صلحاء واولیاء متقین بودند منقول است کما قال فی السیرۃ الحلبیۃ ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ ومذمومۃ فقط وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من العالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذالک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم، قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنہض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذالک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ وجمیع من فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء انتہی اور قول بحضور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام بہنگام قیام مذکور ودر ہر قیام وحمل قیام علی سبیل الالتزام خیالی است باطل عقیدہ ایست بلا مستند ودلیل انیست جواب سائل بقدر حاجت وتفصیل آن موجب تطویل است فقط واللہ سبحانہ الموفق وہو اعلم بالصواب وعلمہ اتم فی کل باب۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح عبد القادر خان۔ الجواب صحیح واللہ المجیب محمد امداد حسین۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ قیام کرنا در ذکر ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز اور لوگوں کا جمع کرنا اور اختتام کے وقت شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز واسطے فاتحہ کے کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے اقوال علماء محققین اور دلائل وبراہین اس کی کثیر ہیں اور طویل فتوی بہت مبسوط راقم الحروف نے اس باب میں لکھی ہیں جکو

Marfat.com

منظور ہو اون کو دیکھیے اور خیر جاری شرح صحیح بخاری میں تحت قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد اتخذنا ذلک الیوم عیدا الخ کے لکھا ہے فلیستفاد منہ جعل یوم السرور عیداً دائماً فیجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیدا لا یخلو عن الاستحباب عند اولی الالباب اور صاحب سیرۃ الشامی منجملہ روایات استحباب مولد شریف کے فرماتے ہیں و قال شیخنا فی فتاوٰہ عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس قراءۃ ما تیسر من القران و روایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم بعدہم سماط یاکلون و ینصرفون من غیر زیادۃ علی ذالک من البدع الحسنۃ یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف الخ اور سیرۃ حلبی میں لکھا ہے ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد ؎ قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب وان ینہض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال ابن حجر الہیتمی والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ما ذہب الیہ المحققون وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔ عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ذکر ولادت خیر البشر پڑھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مسجد میں ذکر ولادت شریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہے اس واسطے کہ میلاد شریف مشتمل ہوتا ہے اوپر ذکر معجزات اور آیات بینات اور مدح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ایسا ذکر بارہا بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف نبوی میں ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان ابن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے ہیں بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جس پر بیٹھ کر قصائد مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجو کفار اشرار پڑھتے تھے قال المحقق الشامی فی رد المحتار وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح مجمع الآثار انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ان تنشد الاشعار فی المسجد وان تباع فیہ السلع وان تحلق قبل الصلوٰۃ ثم وفق بینہ وبین ما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع لحسان منبرا ینشد علیہ الشعر بحمل الاول علی ما کانت قریش تہجو

Marfat.com

ونحوہ مما فیہ ضرر او علی ما یغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیہ مدشا غابا ایہ انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب

محمد ارشاد حسین عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

یہ فتویٰ شاہ محمد سعید صاحب کا لکھوایا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت بابرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد شریف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور سند کرتے ہیں اس عمل میں علمائے دین حرمین شریفین کا اور مانعین کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہوا علمائے مجتہدین سابقین سے اور نہ صحابہ اور تابعین سے پھر اس صورت اختلاف میں جو حق ہو فرما دیں اجر دیگا تم کو اللہ۔ **جواب** اس کا یہہ ہے کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اسواسطے اسپر اجماع علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اور وہ جو مانعین لکھتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کی دین کی برباد کرنیوالی ہے اور بہت غلط ہے اسواسطے بہت سے مسئلے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ اور صحابہ اور مجتہدین کے وقت میں نہیں ہوئے ہیں لیکن اب یا واجب ہیں یا مستحب یا مباح چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علمائے متاخرین کے واجب ہے حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے نہ کسی امام و مجتہد کی تقلید تھا اور اسیطرح علم فقہ اور اصول کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اسیطرح علم صرف ونحو کا واجب ہے حالانکہ ... زمانہ میں نہیں پڑھتا تھا اور جمع کرنا ہدایہ اور صحیح بخاری کا یا نوکری قرآن پڑھانے کی یا قرآن کا ... قادریہ اور چشتیہ اور وستار واسطے علماء کے کفن میں مستحب ہے جیسے شرح وقایہ میں مذکور ہے اور نماز ... اور جماعت کا یہہ سارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور صحابہ کے وقت میں نہ تھے بلکہ اگر یہ ... یوں پوچھیں کہ علماء نے مستحب لکھا ہے یا واجب یا مکروہ تو اس کا یہہ جواب ہے کہ تمامی فقہائے حنفیہ اور شافعیہ اس کو اپنی کتابوں میں مستحب لکھتے ہیں اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہیں قال علامۃ المرزنجی اذا جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلعم وہی بدعۃ مستحبۃ وایضا قال العلامۃ ابو ذکریا ... فی مولدہ ان تیقن الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ودر مولد امام ہمام قدوۃ انام ابو زید واستحسن العلماء القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم اعادۃ وقال علماء الحنبلیہ عند ذکر ولادتہ ان القیام واجب لما انہ قد یحضر روحانیتہ صلعم فقط۔ المجیب محمد عبد الکریم۔ جواب صحیح است بعمل علماء حرمین حجۃ است و فقہائے کبار عمل اہل حرمین را حد کتابہائے خود متمسک ساختہ آرند فقط فقیر احمد سعید احمدی۔ یعقوب علی رضوی سخر ید احمد صاحب ہدایہ می نولیسد و علیہ عمل اہل الحرمین اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔

Marfat.com

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں جسمیں بعض اشخاص کو اشتباہات واوہام عارض حال ہوگئے ہیں کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں اگر باجماع ثابت نہیں تو پھر خلافت کا کیا ثبوت ہے کوئی نص تخصیص نام وارد نہیں ہے اور اگر باجماع ثابت ہے تو اہل شام آیا مجتہد تھے یا نہیں اگر نہ تھے تو خطا ان کی در بارہ خلافت خلیفہ موصوف باوجود نہ مجتہد ہونے کے بھی اجتہادی ہے یا نہیں اور انکار خلافت باستحقاق خلافت یا دعوی خلافت ان سے صادر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو قصہ تحکیم کس پر مبنی ہے اور اگر ہوا تو اس انکار کا کیا حکم ہے اور آیا اس انکار اور انکار خلافت خلفائے سابق میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اگر کسی وجہ سے اس میں بھی اشتباہ ہو جاوے تو آثم ہونگے یا نہیں اور اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اگر تھے تو قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے اور اگر خروج بعد دخول در اجماع ہوا تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اور حدیث میں شذ الخ تو صادق نہ آئیگی اور اگر داخل اجماع نہ تھے تو آیا کسی حکم کے ثابت کرنے میں اتفاق ایک عصر کے جمیع مجتہدین کا ضرور ہے یا نہیں اور انکار مخالفت ایک یا چند مجتہدین عصر واحد کا مخل اجماع ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت خلافت کیلئے نزدیک اہل سنت والجماعت کے نص صریح یا اجماع شرط نہیں ہے بلکہ ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے بھی خلافت ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں ہے انہا تثبت بالنص من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضا ببیعۃ اہل الحل والعقد عند اہل السنۃ والجماعۃ انتہی اور جو باجماع ثبوت خلافت ہو وہ بھی داخل ہے بیعت اہل حل وعقد میں یعنی کبھی تمام اہل حل وعقد ومعتبرین امت بیعت خلافت کریں تو اجماع ہو گیا اور سب نہ کریں بلکہ بعض معتبرین حل وعقد کریں تو بیعت اہل حل وعقد صادق ہو گئی اور اجماع نہوا چنانچہ عبد الکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں وبالاختلاف فی الامامۃ علی جہتین احدہما ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار والثانی ان الامامۃ تثبت بالنص والتعیین فمن قال ان الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامۃ کل من اتفقت علیہ الامۃ او جماعۃ معتبرۃ من الامۃ اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں قال الاشعری الامامۃ تثبت بالاتفاق والاختیار دون النص والتعیین انتہی اور اسیطرح ہے اکثر کتب معتبرہ عقائد میں پس خلافت خلیفہ چہارم کی ثابت ہوئی ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے چنانچہ شیخ ولی اللہ الدہلوی ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اہل علم تکلم نمودہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضی بکدام طریق از طرق مذکورہ بودہ مقتضائے کلام اکثر آنست کہ ببیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند واکثر نامہائے حضرت مرتضی کہ باہل شام نوشتند شاہد این معنی است انتہی ونیز مولانائے موصوف نے بعد اس کلام سے فرمایا ہے انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود اول بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضاۃ وامراء وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود

Marfat.com

واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است انتہی اور وہ جو بعض اکابر نے لکھا ہے کہ خلافت
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باجماع ثابت نہیں کما قال المحقق فی شرح العقائد الجلالیۃ لما استشہد عثمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجتمع کبار المہاجرین بعد خمسۃ ایام او ثلثۃ من موت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند علی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فالتمسوا منہ قبول الخلافۃ فقبل بعد مدافعۃ طویلۃ وامتناع کثیر فبایعوہ فصار خلافۃ اجماعا من اہل الحل
والعقد فقام بامر الخلافۃ انتہی لیس تطبیق بین القولین یوں ہے کہ تحقق خلافت اولاً ساتھ بیعت مہاجرین وانصار
مدینہ کی کہ جنمیں اہل حل وعقد اور مجتہدین تھے ہو گیا اور بعد اس کے اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا چنانچہ ترجمہ
صواعق محرقہ میں ہے مستحق خلافت بعد از ائمہ ثلاثہ امام مرتضیٰ علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ است باتفاق
اہل حل وعقد مثل طلحہ و زبیر و ابو موسیٰ و ابن عباس و خزیمہ ابن ثابت و ابو الہیثم ابن تیہان و محمد ابن سلمہ و عمار ابن یاسر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس صورت میں موقوف علیہ ثبوت خلافت کا اجماع نہ ہوا بلکہ اولاً بیعت اہل حل
وعقد سے خلافت ثابت ہو گئی بعد اس کے اجماع بھی ہو گیا پس نہ ہونے اجماع سے یا بعد اجماع کے پھر جانے
احد المجمعین سے نقصان ثبوت خلافت میں نہ ہوگا اور باایں ہمہ اہل شام سے کہ بعض صاحب اونمیں مثل حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجتہد تھے انکار خلافت یا استحقاق خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صادر نہیں
ہوا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان فرماتے ہیں خلافت حضرت عثمانؓ نیز باجماع ثبوت
یافت و بعد از وی علی مرتضیٰ خود متعین بود و افضل و اکمل اہل زمان خود بود دریں وقت وے کرم اللہ وجہہ باجماع اہل
حل وعقد خلیفہ برحق و امام مطلق شد و نزاعی و خلافی کہ از مخالفان در زمان خلافت وے بوجود آمدہ نہ در استحقاق
خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آں یعنی خروج و خطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ باشد بود انتہی اور ترجمہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں امام الحرمین گفت کہ اعتداد و اعتبار نیست بر قول
کسیکہ گفتہ است اجماع بر امامت علی رضی اللہ عنہ منعقد نشد زیرا کہ ہیچکس انکار امامت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکرد
بلکہ ایں فتنہ و فسادیکہ درمیان ایشان واقع شد بواسطہ دیگر امور بود نہ نسبت امامت انتہی اور شرح عقائد
نسفی میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ
القطعیۃ فکفر کقذف عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء
الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرہم البغی والخروج علی الامام وہو لا یوجب اللعن انتہی اور قصہ
تحکیم بھی تھا اوپر موقوفی قتال وجدال کے جو دربارہ طلب قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع تھا نہ
اوپر انکار خلافت کے اور بعد تحکیم کے حکمین سے یہ حکم عزل دونوں صاحبوں کا یعنی حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کا موافق رائے حضرت ابی موسیٰ کے تھی اور عزل حضرت علیؓ کا فقط موافق رائے عمرو ابن العاص کے

حکومت خلافت سے واقع ہوا کما ہو مشروح فی تاریخ الطبری وغیرہ من التواریخ گو الفاذ اس حکم کا کسی صاحب کے حق میں نہوا اب واضح ہے پیر کہ جواب شقوق مذکورہ سوال کا ضمن اس کلام میں ہوگیا لیکن بہ نظر توضیح ہر ہر شق کو منفصلاً معین کیا جاتا ہی پس شق اول میں جو کہا کہ خلافت خلیفۂ چہارم کی باجماع ثابت ہی یا نہیں تو جواب باعتبار شق ثانی ہی یعنی باجماع ثابت نہیں پھر سائل نے اس شق میں یہہ جو کہا پھر خلافت کا کیا ثبوت تو جواب یہہ ہی کہ وجہ ثبوت خلافت کی بیعت اہل حل وعقد من المہاجرین والانصار الحاضرین فی المدینہ ہی کما مر مفصلاً اور جب ثبوت خلافت باجماع نہ قرار پایا تو سب شقوق جو سائل نے بر تقدیر ثبوت خلافت کے باجماع بیان کی تہیں ساقط ہوگئیں لیکن بحسب تحقق اجماع کے لبعد ثبوت خلافت کے ساتہہ بیعت اہل حل وعقد کے اُن شقوق میں بہی کلام کیا جاتا ہی وہ جو سائل نے کہا کہ اہل شام مجتہد تہے یا نہیں اس میں شق اول مختار ہے اب شقوق مرتبہ اوپر غیر مجتہدین ہونے اہل شام کے ساقط ہوگئی اور شق اول میں جو سائل نے کہا اگر مجتہد تہے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تہے یا نہیں اس میں بہی شق اول اختیار کی اسپر جو سائل نے کہا کہ قصۂ تحکیم کی کیا بنا ہی تو جواب یہہ ہی کہ بنا قصۂ تحکیم اوپر قصد موقوفی قتال کے تہی نہ اوپر انکار خلافت کے کما مر پس خروج لبعد الدخول فی الاجماع متحقق نہوا پس جواز وعدم جواز اس کا بحث سے خارج ہی اور حدیث من تشذ بہی صادق نہ آئی اور شقوق عدم دخول خلافت رابعہ کے بیچ اجماع کے ساقط ہوئی لیکن یہہ امر علیحدہ کہا جاتا ہی کہ واسطے تحقق اجماع بسیط کی اتفاق جمیع مجتہدین عصر واحد کا ضرور ہے اور انکار و مخالفت لبعض مجتہدین مخل اجماع ہی ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور لبعد اوس کے صلحا سے مروج ہوا آیا وہ فعل جائز ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو امر جدید جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور صلحائے اُمت نے اوس کو نکالا وہ امر واجب ہی یا حرام یا مباح یا مکروہ جامع الکلم میں شیخ علی متقی نے اور امام برکلی نے طریقہ محمدیہ میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکہا ہی اور عبارت جامع الکلم کی یہہ ہے البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ ومحرمۃ ومباحۃ ومکروہۃ والطریق فی ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی قواعد التحریم فمحرمۃ او فی الندب فمندوبۃ او المکروہۃ فمکروہۃ انتہی مختصراً مثل بدعۃ واجبہ کے علم اصول فقہ اور علم نحو وکلام وغیرہ اور مثل بدعۃ محرمہ کے تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ اور مثل بدعۃ مستحبہ کے بنانا مدارس اور خانقاہ اور پل وغیرہ کے اور مثل بدعۃ مکروہ کے رنگین کرنا دیوارین مسجد کی اور مثل بدعۃ

مباحہ کے اچھے کہانا کہانے اور اچھے کپڑے پہننا ہیں جو امر نکالا ہوا سلف صالحین کا واجب ہو تارک اس کا فاسق ہی اور جو مرتکب حرام اور مکروہ تحریمہ کا بھی فاسق ہی اور لائق سزا سے شرعی اور مرتکب حرام اور سزا اور تعزیر اوس کی جو جو شرع میں ثابت ہی حاکم مسلم جاری کرے اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں حاصل یہہ کہ جو حال تارک یا فاعل اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ارواح مومنان از آدم علیہ السلام تا این دم کہ از دنیا رفتہ اند در جنت از جنان میمانند یا بجائی دیگر مقام و آن مقام از مقام جنت علیحدہ است یا در مقام جنت شامل امید کہ از حقیقت این معنی برین قرطاس ثبت فرمائید بمہر یا دستخط فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارواح مومنین بعد انتقال یا بمقام علیین میمانند یا در آسمان دنیا یا مابین آسمان و زمین یا در چاہ زمزم چنانچہ در تفسیر فتح العزیز میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجا میرسند و مقربان آن یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر میمانند و عوام صلحاء را بعد از نویسانیدن نام و رسیدن نامہائے اعمال علی حسب المراتب در آسمان دنیا یا درمیان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند انتہی و مومنین کہ در آن ارواح مقربان میباشند از جنس علیین ہ است و در تفسیر مذکور قبل از کلام سابق میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و مابین آن متصل سدرۃ المنتہی است و بالائے آن متصل پایہ راست عرش مجید انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ چہ میفرمایند علمائے دین درین عقیدہ و اہل این عقیدہ مخصوص شیعہ لفظ کلام اللہ گاہے بر کلام نفسی کہ صفت ازلی الہی است اطلاق کردہ میشود گاہے بر قرآن مجید کہ مرادف کتاب است گاہے این صفت را ہم قرآن میگویند و مراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است نہ مدلول لفظ و این صفت فی حد نفسہ نہ انشا است و نہ خبر و نہ حرف و صوت و کلمہ و سورۃ قدیم غیر مخلوق بالاختصاص است و صورت قیام و زیادت از صفات ذاتیہ مثل علم است نہ از صفات فعلیہ مثل تخلیق و این صفت را تعلق بمعانی متعلقہ است و این صفت از خود اللہ تعالے ہمیں علاقہ در پیرایہ این معانی بالفاظ مخصوصہ بلا کیف ظاہر و خارج میشود و در وقت ظہور درین پیرایہ انشا و خبر و مسموع جبرئیل و از صفات فعلیہ باری میگردد و ہر گاہ بزبان دیگر در پیرایہ ہمون معانی و الفاظ مخصوصہ ظہور میگردد ذات اجزاء و انشا و خبر [illegible] الذات میشود و ہر جزئی را کہ تعلقی خاص است آن جزو بران معنی خاص دلالت میکند و درین [illegible]

Marfat.com

موصوف بہ نزول و اعجاز و ہدی و عربیۃ و مجعولیت ارادی باری و مسمی بقرآن کہ مرادف کتاب است میگردد
و این اسم اسم جنس است و باری تعالی باعتبار این صفت فعلیہ گاہی متکلم است و گاہے ساکت و بالجملہ مصداق کلام اللہ
ظاہر و مظہر ہر دو است ظاہر ازلیست و مظہر غیر ازلی و اطلاق قرآن بر این مظہر عام از ین است کہ خارج و ظاہر از
باری شود یا از غیر او حقیقی است و نفی قرآنیۃ ازین مظاہر حقیقیۃ روحانیت و نقوش کتابیہ کہ بر لوح جبیان باشند
چون از مظاہر او اند ہم قرآن ہستند مسموع محفوظ مقرو و مکتوب بودن قرآن حقیقۃً صحیح است و اتصاف صفت ازلی
او تعالے بایں اوصاف از قبیل اتصاف الشئ باوصاف متعلقاتہ میتواند شد

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ سائل از عقیدہ مرقومہ داخل آن سوال میکند جوابش اینکہ عقیدہ مرقومہ ظاہر صحیح ست داخل آن درین عقیدہ
مصیب اند و مطابق آن تصریحات علماء متکلمین اشاعرہ واقع است الا بعض الفاظ مذکورہ در آن قابل تاویل و تبیین است
پس آنچہ میگوید لفظ کلام اللہ الی ان قال و گاہے این صفت را ہم قرآن میگویند قال فی التوضیح ان القرآن لفظ
مشترک اطلق علی الکلام الازلی الذی ہو صفۃ الحق عز و علا ویطلق ایضا علی ما یدل علیہ وہو المقرو انتہی و ہکذا فی عامۃ
کتب العقائد والاصول و قولہ و مراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
نہ مدلول الفاظ انتہی قال فی المواقف کلامہ تعالی واحد عندنا کما مر فی القدرۃ انتہی قولہ نہ مدلول لفظ معنیش آنست کہ
کلام الہی عبارت از صفت بسیط است یا قائم بذاتش یا عین ذاتش و آن صفت مدلول لفظ نیست چہ مدلول
لفظ قائم بذہان مدرکین است و آنچہ قائم بذات حق یا عین حق باشد قائم باذہان مدرکین نمیتواند شد قولہ این
صفت فی حد نفسہ الی قولہ غیر مخلوق بالاختیار است قال فی شرح العقائد النسفیۃ وہو متکلم بکلام ہو لہ صفۃ ازلیۃ لیس من
جنس الحروف والاصوات وہو صفۃ ای معنی قائم بالذات واللہ تعالی متکلم بہا آمر وناہ ومخبر یعنی انہ صفۃ واحدۃ
تتکثر بالنسبۃ الی الامر والنہی والخبر باختلاف التعلقات انتہی قولہ در صورت قیام و زیادت الی قولہ شل تخلیق
انتہی و قال فی الفقہ الاکبر و شرحہ للعلی القاری لم یزل و لا یزال باسمائہ و صفاتہ الذاتیۃ کالعلم والحیوۃ والقدرۃ
والکلام وہی قدیمۃ بالاتفاق و فعلیۃ ای موصوفا بصفاتہ الفعلیۃ کالخلق والرزق و نحوہما انتہی قولہ و این الخود اللہ تعالی الی قولہ از صفات
فعلیہ باری میگردد انتہی ظاہر شدن آن صفت در پیرایۂ این معانی ظاہر است و بودنش بلا کیف بایں معنے
توان گفت کہ کیفیت ظہور درین پیرایۂ معانی و الفاظ مدرک نیست کما قال فی شرح العقائد النسفیۃ وہو مکتوب
فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقرو بالسنتنا بحروف الملفوظۃ مسموع باذاننا غیر حال فیہا ای مع ذلک لیس حالا فی
المصاحف ولا القلوب ولا فی الالسنۃ ولا فی الاذان بل ہو معنی قدیم قائم بذات اللہ تعالے یلفظ ویسمع
بالنظم الدال علیہ انتہی قولہ ہرگاہ بزبان دیگر در پیرایۂ ہمون معانی الی قولہ کہ مرادف کتاب است میگردد وہو ظاہر من

قولی شرح العقائد النسفیۃ للملا رآنعا قوله واین اسم اسم جنس است الی قوله وگاهی ساکت انتهی بودن قرآن یا کلام الله اسم جنس ظاهر است چه اگر اسم شخص بودے پس اطلاق آن فقط بر یک شخص حقیقۃً صحیح بودے نه بر غیر آن و قرآن که عند التلفظ بهر لافظ قائم میشود و عند الادراک معانی آن بهر مدرک قیام می پذیرد اشخاص جداگانه میگردد زیرا که تشخص عرض تابع تشخص محل است پس الفاظ مخصوصه یا معنی مخصوص یا هردو را حقیقۃً قرآن و کلام الله گفتن اگرچه در لوح محفوظ باشد و بر لسان و ذهن کسے باشد بدون اسمیت جنسیه راست نیاید کما قال جلال الدین الدوانی فی شرحه للتهذیب و من ههنا علمت ان اسامی الکتب من اعلام الاجناس عند التحقیق انتهی و بحر العلوم و غیره من المحققین علمیت جنسیه اسم و نموده اسمیت جنسیه دریں مقام متعارف نموده اند وفی الواقع هرگاه قرآن بریں معانی یا الفاظ مخصوصه هم اطلاق کرده شد پس باعتبار ایں صفت فعلیه حق تعالی را متکلم و ساکت هردو میتوان گفت و چونکه کلام الله بمعنی صفت قدیمه در پیرایه این معانی و الفاظ بلکه نقوش ظاهر است کما مر نقلا پس ظاهر یعنی کلام الله بمعنے صفت قدیمه حق تعالے قدیم است و این الفاظ یا معانی مرتبه و غیره مظاهر او حادث است قال فی شرح العقائد النسفیة التحقیق ان کلام الله تعالی اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم ومعنی الاضافة کونه صفة له تعالے و بین اللفظی الحادث المولف من السور والآیات ومعنی الاضافة انه مخلوق الله تعالے لیس من تالیفات المخلوقین فلا یصح النفی اصلا ولا یکون الاعجاز و التحدی الا فی کلام الله تعالی حقیقة انتهی بالجمله عقیده مرقومه صحیح و مطابق عقیده اهل سنت و الجماعت است فقط والله سبحانه اعلم و علمه اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنه — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کو جامع قرآن جو کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے آیا اس سے پہلے قرآن شریف جمع ہی نہیں ہوا اگر ہوا تو اول کس نے کیا اور کس عہد میں اور زیادہ تر حضرت عثمانؓ کی نسبت شہرت جامعیت کیا منشا رکھتی ہے اور جمع سابق اور ان کی جمع میں کیا فرق ہے بینوا بالکتاب توجروا من العزیز الوہاب ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت عثمان کو جامع قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تیسری مرتبہ قرآن شریف کو جمع کرایا ایک مرتبہ جمع قرآن عہد جناب سرور کائنات میں واقع ہوا اور دوسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ میں تیسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ میں اور تینوں جمعوں میں فرق بین ہے وہ جمع جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی وہ لکھنا تھا تمام قرآن شریف کا پتھروں پر اور شانوں کی استخوانوں پر اور چمڑے کے پارچوں پر اور کھجور کے پتوں پر اس میں نہ ترتیب سورتی اور نہ ایک جگہ ان کو جمع و منضبط کیا تھا اور نہ اس میں علیحدہ کی اور تجرید نہ کی لغت قریش کے دیگر لغات سے قال العلی القاری فی المرقاۃ

Marfat.com

قد کان القرآن کلہ کتب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور قال الحارث المحاسبی
فی کتاب فہم السنن کتابۃ القرآن لیست بمحدثۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقا فی الرقاع ونحوہا
وانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعا انتہی اور جمع ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اُن اوراق
متفرقہ کو ایک جگہ منضبط اور منتظم کر لیا تھا نہ ترتیب سور تھی اور نہ تجرید بلغت قریش کے دیگر لغات سے اور جمع حضرت
عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ترتیب سور اور تجرید کیگئی لغت قریش کے لغات آخر سے قال فی اللمعات وقال
الخطابی انما لم یجمع صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقب من ورود ناسخ لبعض احکامہ وتلاوتہ فلما
انقضی نزول الوحی بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذالک وفاء لوعدہ الصادق بضمان حفظہ علی ہذہ
الامۃ وکان ابتداء ذلک علی ید الصدیق بمشورۃ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما والکلام فی کتابۃ مخصوصۃ علی صفۃ مخصوصۃ
وقد کان القرآن کلہ کتب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہ غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور ولہذا
قال الحاکم جمع القرآن ثلاث مرات احدہا بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج بسندہ عن زید بن ثابت قال کنا
عند رسول اللہ نؤلف القرآن فی الرقاع الخ قال البیہقی یشبہ ان یکون المراد تالیف ما نزل من الآیات متفرقۃ فی سورہا
وجمعہا فیہا باشارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثانیۃ بحضرت ابی بکر روی البخاری ہذہ الروایۃ المذکورۃ فی الکتاب
الثالث جمع عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ عند جمع الصحابۃ فنسخوہا فی المصاحف وکتبوہا بلغۃ قریش وارسل الی کل افق بمصحف
مما نسخوا کما فی الحدیث الآتی وقال ابن حجر کان ذلک فی سنۃ خمس وعشرین قال ابن التین وغیرہ الفرق بین جمع ابی
بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیۃ ان یذہب من القرآن شیئ بذہاب حملتہ لانہ لم یکن
مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لکثرۃ الاختلاف فی القراءت حین قرأوہ بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک
الی تخطیۃ بعضہم البعض واقتصر من سائر اللغات علی لغۃ قریش محتجا بانہ نزل بلغتہم وان کان وسع فی قرأتہ بلغۃ غیرہم
رفعا للحرج والمشقۃ فی ابتداء الامر فرأی ان الحاجۃ الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغۃ واحدۃ انتہی اور سبب تہمت
جامعیت قرآن کا بہ نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واضح ہو گیا وہ یہ کہ قرآن شریف جو موجود
ہے باین ترتیب سور وباین قراءت سبعہ بلغۃ قریش یہ ثمرہ ہے جمع عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ مجرد جمع
سابق کا واللہ سبحانہ اعلم ۔ وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

مسائل شتےٰ

مسئلہ سماع اموات ہمت تحقیق قائل آنست، در رسالہ تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ پیش میکند ومحاکم
احقر نسبانانہ مسائل وعبارات فتح القدیر وغیرہ منقولہ آن انکار دارد وبر جیند رسالہ سماع اموات وثوق تمام
نیست فہم کرد یدفن عبارت فتح القدیر منقولہ انانہ مسائل فی الجملہ مذبذب شدہ کہ چرا علمائے حنفیہ انکار

انکار دارند درین مسئلہ تحقیق خود حدیثاً وفقہاً مع مالہ وما علیہ بقدر حاجت ووسعت فرصت افادہ فرمودہ
آید **مسئلہ** قرارت اشعار مثنوی شریف مولانا روم ودیگر بزرگان حاوی موعظت وتذکیر از ذیل بیان وعظ
بلا لہجہ تغنی عادی ہستم ومخاصم را در جوازش کلام ست **مسئلہ** معمول است کہ ہر تاریخ یازدہم ختم غوثیہ می خوانند
در آں درود شریف وسورۂ فاتحہ والم نشرح ویٰسین وغیرہ سور وجملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ خواندہ
می شود دریں امر ہم مخاصم تخیف اول در نفس تعیین تاریخ یازدہم ثانیاً در اکل طعام کہ بعد ختم معمول خوردن
حاضرین است ثالثاً در جملہ یا شیخ عبد القادر الخ بد وطور کلام دارند یکی بکلمۂ شیئاً للہ کہ در درمختار آنرا کلمۂ کفر
نوشتہ دوم بوجہ بودن حرف ندا کہ ناظر بعقیدت حضوری وعلم غیب حضرت غوث پاک است وتخیف جواب
تعیین تاریخ واکل طعام با جوبہ تعیین واز دہم جہت ذکر میلاد شریف حسب صراحت من المقصد فی عمل المولد وغیرہ مسائل
علماء محدثین اسوہ دین مسید ہد ودر کلمۂ شیئاً للہ باختیار معنی آخر کہ مزیل شبہ کفر است تصریح محقق ابن عابدین
شامی است استیصال شبہ شان میکند ودر کلمۂ ندا اولاً باختیار مذہب دفوعیت آن جہت قریب وبعید
ہر دو کہ بعبوث وضع للبعید احتمال حضوری منعدم می شود ثانیاً متقادیر تسلیم تخصیص آن جہت ندار قریب با آن مکان
مطلع شدن حضرت غوثیہ باطلاع وہبی ایزد تعالے یا خرقاً للعادہ وبسبیل الکرامۃ مجیب می شود مگر بوجہ قلت
علم وہم آنہ وخیالی میکند پس ہر انچہ بنظر والا درین مسئلہ محقق نماید امید وار افادہ ہستم **مسئلہ** اگر کسی از اہل علم
بعشرۂ محرم یا غیر آں ضمن تذکرہ واقعۂ کربلا بعبر بدایات صحیحہ بازالۂ شبہات الزام عائد بر بعضی صحابہ کند
علی الخصوص بحجات متعددہ بالترتیب ذکر خلفاء اربعہ نمودہ بذکر کربلا پردازد دخاکسار صورت جواز وارد
خیالی می آید کہ در صواعق محرقہ ابن حجر تصریح این مسئلہ دیدہ ام ولیکن مخاصم احقر لبند قول جمیل بعضی عبارت
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قائل بعدم جوازش بودہ اند وبخصوص ہم تحقیق حقیق ودکار است مسئلہ در اکل
جھینگہ در فتاوی حمادیہ دو قول دیدہ ام حلت وحرمت بنا برعلیہ حسب اصول حنفیہ کہ بصورت اجتماع حلت وحرمت
افتاء بر قول بحرمت باید فتوی حرمت میدادہم وخود ہم نخورم کہ چوں سمک بودنش بہ ثبوت نرسید چگونہ صورت
حلتش می تواند شد ومخاصم ما می گوید کہ علماء کلکتہ لسند معتبر بودن جھینگہ از اقسام سمک ثابت کردہ اند
پس در کمال تردد ہستم کہ در حمادیہ وسراج المنیر دو قول نقل کردہ کو صحتا وزریدہ واصل علماء را ناظر بحرمت
است پس چگونہ فتوی حلت ادا می تواند شد بنا برعلیہ حاجت تحقیق این مسئلہ ہم شد **مسئلہ** خوردن بسکٹ
ونان پاؤ کہ در آں خمیر تاڑی وغیرہ مسکرات انداختہ می شود تخیف را از ان احتراز میباشد وبخیال تخیف
مرتسم است کہ بزبانی یک رسالہ نان پاؤ وحقہ چھاپہ نظامی جامع اقوال علماء لقیہ دیدہ بودم در آں
بعضی علماء بر غل خمر قیاس فرمودہ حکم حلت دادہ اند وبعضی دیگر بوجہ عدم استحالہ وباقی بودن جز از مسکرہ

Marfat.com

علی حالہا بہ تردیدش پرداختہ ولفہم ناقصم تحریر فریق دیگر الیق بالقبول معلوم شدہ بود لاجرم نہ خود میخورم نہ فتوای حلتش می دہم و مخاصم ما بالا دربیتی تسلی صرف ہمین قدر میگوید کہ علمای کلکتہ فتوائی حلت دادہ اند لاجرم مستدرک تحقیق می شوم **مسئلہ** در بعضی رسائل متعلقہ احوال برزخ بسند حدیث کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی وغیرہ ثبوت آمدن ارواح موتی بامکنہ خود بایام و لیالی متبرکہ دیدہ عند الاستفسار از سائلین بیان کردہ بودم کہ مخاصم نحیف بتغلیطش پرداختہ سند از مسائل اربعین کہ در آن ہمچو احادیث را بالکل ساقط از پایۂ اعتبار نوشتہ می آرد مگر تشفی نحیف بہ حرف عبارت مسائل اربعین نمیشود لاجرم مکلف ام کہ مفصلا ارقام فرمانید کہ ہمچو احادیث بالکل موضوع اند یا ضعیف قابل احتجاج ہمچو امور بودہ اند و حسب تحقیق فقہا و صوفیہ کرام دریں مسئلہ ہرچہ محقق است از آن ہم آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** اگر شخصے عادی این امر باشد کہ بعد بول چون استنجا بکلوخ می نماید تقاطر بول زائل نمیشود و ہرگاہ آب میرساند بوجہ برودت کہ خاصہ کثیف دارد تقاطر زائل میشود ہمچو شخص با وصف قائل بودن بجواز و سنت استنجا بالمدر اگر قصر بر استنجا بالماء بعد البول نمودہ باشد ہیچ گونہ الزام شرعی نزد علمای احنفیہ بروے عائد خواہد شد یا نہ **مسئلہ** شخصی عالم علم ظاہر پابند صوم و صلوٰۃ ہست و شغل درس و تدریس و غیرہم میدارد لیکن تہذیب نفس بطوری حاصل نکردہ کہ از مہلکات خلاصی یافتہ باشد و شخصی دیگر بے علم است کہ جذبہ اثر دے اورا دفعۃً بخود کشید یا بتوجہ پیری کامل نسبت صوفیہ و نورانیت این طائفہ علیہ در قلبش جا گرفتہ از سکر بصحو آمدہ معروف عبادات یا نجات از ابتلاء بہ مہلکات است ازیں ہر دو شخص کدام شخص افضل و اکرم عند اللہ و مستحق زیادتی رتبت و وجاہت یوم قیامت بودہ ہست نحیف یا فضیلت شخص جائز نسبت صوفیہ است و مخاصم نحیف یا فضیلت عالم ظاہر لیست دریں امر ہرانچہ محقق باشد افادہ فرمودہ شود **مسئلہ** از بسیاری نصوص افضلیت شہدا بر علمای ظاہر ثابت میشود مگر حدیث یوزن مداد العلماء بدم الشہداء کہ در احیاء العلوم و مکتوبات حضرت مجدد رح مندرج است اگر مراد ذات علمای ظاہر ہستند بظاہر مشعر بافضلیت علمای ظاہر بر شہدا است پس از مسئلہ تفضیل بین الشہداء و العالم الظاہری و کیفیت حدیث مذکور من حیث صحت و ضعف و مرفوعیت و موقوفیت وغیرہ آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** کہ از فتوی و نصوص علاقہ ندارد منوط بر بعض امارات و فضیلت بودہ است و تحقیقش مبنی بر نصوص کلمات صوفیہ علیہ الرحمۃ است اینکہ باواخر مکتوبات مجددیہ کہ بہ نقل مقولہ غوثیہ ع افلت شموس الاولین وشمسنا ٭ ابدا علی افق العلی لاتغرب واسطیت از روحانیت حضرت غوث پاک با فاضۂ رتبۂ ولایت باولیاء ما بعد آنجناب حضرت مجدد رح ثابت فرمودہ اند خود را نائب حضرت الثانی دریں امر توسط قرار دادہ اند از ان وہم از ملاحظہ احوال کرامات وغیرہ افضلیت رتبہ حضرت غوث پاک

Marfat.com

رتبۂ ونسباً بر حضرت مجدد رح ثابت میشود وہمیں امر بذہن احقر مرتسم بوده است مگر مخاصم ما ازین امر انکار دارد
وحضرت مجدد رح که بآخر همون مکتوب یک قسم ولایت نبوة ارقام فرموده دران واسطیت غیری را دخل نداده
اند در معنی بنظر میکند در ذہن احقر این امر منقش است که واسطیت حضرت غوث پاک بمرتبہ ولایت ثابت شده
یا نشود ولیکن ہرگاه مرتبہ قطبیت بآنجناب مسلم شد دیر ظاہر است که قطب از جمیع اولیاء افضل میباشد
کما قال المولوی المعنوی ۔ قطب شیر وصید کردن کار او ۔ باقیان این خلق باقی خوار او پس ہرگاه الی
یوم القیامت آنجناب بر رتبۂ قطبیت مستقر مانند چگونه از جملۂ اولیاء مابعد خود افضل نخواهند شد بہر
حال از دیگران افضلیت حضرت ایشان ثابت شود یا نشود مگر بجواز نه احوال کرامات وظہور مراتب ولایت
آنحضرت وحضرت مجدد رح را افضلیت من حیث رتبۂ ولایت وشرف نسب کما ظاہر میشود ارقام فرموده آید
مسئله حکم تحصیل علم منطق بحیث نفس علم منطق را قطع نظر از اختلاط فلسفیات بوجه موقوف علیه فهم مسائل اصول
ومہارت تطبیق میان احوال مختلفه وابطال مذاہب زائغه وتزئیف دلائل فرق ضاله ضروری میدانند
وتحصیل آن را لااقل مستحب ومستحسن می شمرد ومخاصم حقیر لسند قول ملا علی قاری رح در شرح فقه اکبر که استنجا
باوراق علم منطق جائز نوشته تحصیلش را حرام میدانند درین امر ہم از تحقیق خود آگہی بخشیده آید فقط

الجواب واللہ سبحانه ہو الموفق للصواب

سماع موتی از دلائل شرعیه ثابت است وآنچه فقہا را ازان انکار است چنانچه در باب یمین تصریح آن
فرموده اند مراد ازان نفی سمع متعارف است یعنی چونکه مبنائے ایمان بر عرف است کما لایخفی ودر عرف تکلم بمیت
بقصد افہام وسمع آن معروف نیست پس اگر کسی بلا اکلم فلانا حلف کرده وبعد مردن از فلان تکلم نمودین
تکلمش بحسب عرف تکلم نیست چه تکلم در عرف برائے اسماع وافہام معروف است وبسبب انتفاء حیات این
فہم وسماع عرفی درمیت منتفی است درین صورت حالف مذکور حانث نیست پس صاحب فتح القدیر
وغیره من الفقہا ہر جا که نفی سماع تصریح فرموده اند مقصود شان ازین نفی سماع بحسب تفاہم عرف است نه نفی سماع
حقیقی وصاحب فتح القدیر خود برین معنی تصریح فرموده اند لفظه لایقال یصح فی المیت کذلک لولا الموت
سمع لانا نقول یمینه لا تنعقد الا علی الحی لان المتعارف ہو الکلام معه ولان الغرض من الحلف علی ترک الکلام
اظہار المقاطعة وذلک لا یتحقق فی المیت انتہی فی صفحه ۵۲۳ من النسخة المطبوعة وقراءت اشعار مثنوی شریف
وغیره که مشتمل بر عظت ونفع دینی یا مقدمات آن باشد بلا تامل جائز است والسالغ عکابر اشد المکابرة
لایصغی ... الیه وفاتحه حضرت غوث الثقلین رضی الله تعالے عنه بتعیین یازدہم وخواندن ختم غوثیه باسمائے
آن جناب یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا لله ہمه جائز است ودر طریق تبرک وعمل اصلا احتمال شرک وکفر نیست

Marfat.com

و در در مختار از شرح وہبانیہ ترجیح عدم تکفیر نقل نمودہ است ومحقق شامی ہم تائید آن فرمودہ پس ہمہ جبر تم کہ نفی صمم
ہمہ لعن چنان بعبارت در مختار استدلال می آرد وقال فی شرح الوہبانیہ بدر رشیں وکرلیشان کفر لعضہم وصحح ان لا
کفر وہو المحرر کذا قول شئی اللہ قیل بکفرہ وبا عادہ یا ناظر لیس بکفر انتہی وتفصیل ایں مسئلہ موقوف بر مہلت کثیر است
وبالفعل لعض احباب فقیر یک فتوی جواز لہ شریف تعیین تاریخ وتمثل بر ادلہ نافیین بوجی البسط تحریر نمودہ
اند انشاء اللہ لعد تصحیح بنقلش مرسل خواہم نمود انشاء اللہ تعالیٰ نافع خواہد شد وبیان نمودن واقعہ کربلا
اقتصر بیانش بر روایات صحیحہ بلا تامل جائز است وصاحب قول جمیل منع آن بوجہ روایات ضعیفہ وموضوعہ
فرمودہ اند نہ مطلقا واگر مطلقا ہم منع کردہ ہی تاہم قول شان دلیل شرعی کہ بر ما حجت باشد نیست ودر مسئلہ
حلت جہنگی فی الواقع فقہا را دو قول است لعض حلالش ولعض حرامش گفتہ اند ومبنائے اختلاف شان وجولش
در انواع سمک و عدم دخول السمک اوفی والعبد راقم الحروف ہیچ بر نامبہ دخولش در انواع سمک یافتہ نشدہ از کلام مجتہدین نہ از محاورات اہل لسان بلکہ یافتہ شد
بلکہ وجوہی کہ در مجتہدین مشتبہ او لہا ... وحرمت احتیاطی ترجیح محرم را بباشد احتیاط در تحریم آنست وانچہ در
لعض رسائل مشتبہ لعد نقل قولین مذکورین نوشتہ اند کہ صاحب انواع گفتہ کہ فتوی بر حلیت آنست قابل
وثوق نیست چہ اولاً صاحب انواع نقل افتا از کلام معتبرین نمودہ وثانیاً فتواے ارباب ترجیح وتفقہ
معتبر است نہ مطلق افتا ونیز معلوم نیست کہ فتوی دہندگان بر حلتش از کدام قبیل اند وتا وقتیکہ فتوائے
از کلام مرجحین منقول نباشد. دلیل واضح حرمت را نمیتوانند گذاشت وآمدن ارواح مومنین
صالحین بامکنہ خود ہا ونیز ہرجا کہ خواہند از احادیث غیر موضوعہ ثابت است ونقاد حدیث بر وضع جمیع آن
احادیث حکم نفرمودہ اند نہایت آنست کہ صحاح ومتصل الاسناد نباشند حسن باشند لعینہ یا لغیرہ یا
ضعیف باشند ودر ہمہ صورتہا ثبوت مدعا بآنہا بخوبی میشود چہ سوائے احکام در فضائل اعمال ومناقب
وغیرہ حدیث ضعیف ہم حجت میشود چہ جائے حسن معہذا بودن حدیث صحیح متصل السند لعد تتبع معلوم خواہد شد
بودن آں بر عا سلم نمودہ شد واحادیث مضمون مذکور در تصانیف امام جلال الدین السیوطی
وتصانیف ابن ابی الدنیا وغیرہ می آرند چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس اللہ سرہ بحانہ السرہم الاقدس
در تذکرۃ الموتی میفرمایند ابن ابی الدنیا از مالک روایت میکند ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند
سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند ودر رسالہ مسائل انکار از آمدن ارواح نمودہ اند ایشان نوشتہ
اند آمدن ارواح ... شبہا از روے احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ انتہی
پس از یں کلام مستدل چگونہ انکار فہمید وآنکہ کہ قاطر بولش بوصول آب استنجا منقطع می شود
واگر بگوید استنجا می کند قاطر منقطع نمی شود آنکس اکتفا بر آب نمودن کافی است وحاجت گرفتن کلوخ نیست

ونزد علمار حنفیه رحمهم الله تعالی هیچ قباحت شرعی بر دلیست زیرا که استنجاعند الفقهاعبارت است از استعمال
احجار وکلوخ وغیره یا از استعمال آب ودرینجا استعمال آب متحقق است باعتبار که نزد بعض فقهار واجبست ونزد بعض مستحب
است عبارت است ازبراوه نمودن از چیزیکه از مخرج نجاست خارج شود آنهم درین محل باستعمال
آب موجود است وقد صرح بذلک فی الدر المختار وحاشیة الرد المحتار فی فصل الاستنجاء و کسیکه بمرتبهٔ ولایت
وجذب الٰهی بوجهیکه احکام شرعیه را دامی ساز د مشرف شده از عالم ظاهر بمراتب افضلست چه قرب الٰهی مقصود
اصلی است از عبادت وعلم واین امر مجذوب کامل را حاصل است وعلم ظاهر بدون اخلاص فی العمل وحقیقت
تقوی چندان مفید نیست وهو ظاهر من النصوص القرآنیه وحدیث مشهور معروف یوزن مداد العلماء ودم الشهداء
حدیث صحیح مرفوع نیست قال فی تذکرة الموضوعات ولابن عبدالبر من حدیث سماک ابن حرب عن ابی الدرداء
رفعه یوزن یوم القیمة مداد العلماء ودم الشهداء انتهی وتفضیل علماء ظاهر بر شهدا ارکه از ین حدیث مستفاد است
منافی هیچ نصی از نصوص نیست پس ممکن است که درحدیث مذکور مراد از علمار علمار ظاهر باشند واگر مراد از علماء
علمار جامع بین الظاهر والباطن گرفته شود چندان مستبعد نیست والله در باب تفضیل حضرت غوث الثقلین
رضی الله تعالے عنه برحضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی الله تعالے عنه سخن کرده لفهم از ین بحث سکوت
مناسب است وبرحسب تفصیل این امراز بیانات اکابر طریقت بخوبی معلوم است اما اندرین ماده سخن حتمی نمودن
یا ابحاث ظنیه وتخمینیه کردن بے ادبی انگاریم ودر تحصیل علم منطق رائے فقیر همانست که آنمخلص تحریر نموده اند
وقول ملا علی قاری وغیرهم بجائے خود صحیح ومعمول است بر تطبیکه مفید درعلوم دینیه نباشد بلکه مضرت اوشایع
باشد انیست آنچه درمسائل مستفسره رائی فقیر است بطور اختصار نوشته شد وتفصیل هر مسئله که از بنها منظور باشد
ازان اطلاع فرمائید تا وقت مهلت نگاشته شود فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنه الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

جواب ششم

کہتا ہے یہ بندہ گناہ گار راجی عفو پروردگار عبدالغفار خاں جامع فتاوائے ارشادیہ کا کہ ان مسائل
شتی میں بارہ مسئلہ ہیں گیارہ کے جواب حضرت قدس سرہ سے منقول پائے بیتی مسئلہ کا جواب منقول نہیں
پایا لہذا بغرض تکمیل اس بندہ نحیف نے اس کا جواب لکھ دیا کھانا اور استعمال کرنا بسکٹ اور نان پاؤ کا جائز ہے
اس لئے کہ خمیر کیلئے اصلی تاڑی اور نئی سکر کا ڈالنا ضروری نہیں ہے سوڈا کہ بہت ارزاں چیز ہے اوس سے بہت اچھا
خمیر ہوتا ہے اکثر ملکوں میں تاڑی نہیں ہوتی ہے جیسے ممالک متوسط افغانستان عرب عجم اور جن ملکوں
میں تاڑی ہوتی ہے تاڑی کے دو حال ہیں تاڑی سکر نہیں ہوتی رکھنی سی سکر پیدا ہو جاتا ہے یہ
متیقن نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی بسکٹ اور نان پاؤ ہیں جنمیں تاڑی سکر پڑی ہی اس کا جواب وہی جواب ہر

جو ہلدی کا حکم اسی فتاوی ارشادیہ میں موجود ہی سوال دوئم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں اوس کو جوش دیتے ہیں بعض بلاد میں گوبر مخلوط کرکے جوش دیتی ہیں اسکا استعمال کیسے ہو سکتا ہی جواب استعمال ہلدی کا جائز ہی اس لیئے کہ یہ متیقن نہیں کہ یہ ہلدی وہی ہی کہ جو سرگین میں جوش دی گئی ہی اگر یہ امر متیقن ہو گا تو استعمال جائز نہ ہوگا اور اسپر فتاوی حماویہ کی روایت نقل کی ہی فارجع الیہ فقط۔

سوال - کیا فرماتے ہین علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتی ہین اور تعریف مجتہد مقید کی اونپر صادق ہے قال المحقق الشامی وقد منا مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولا سیما وقد اقرہ علی ذالک فی البحر والنہر والمنح ورمز المقدسی والشارح وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہین علمائے دین مسائل ذیل میں **سوال اول** قرآن میں جو لکل قوم ہاد وارد ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے لئے ایک رہنما مقرر ہوا ہی پس ارشاد ہو کہ قبل زمانہ آدم جو قوم جنات تہی اونپر بہی کوئی ہادی آیا تہا یا نہیں کیونکہ کوئی مخلوق اللہ تعالے کی مہمل نہیں چہوڑی گئی اور یہ جو بعض مفسرین نے لفظ قوم سے استدلال کیا ہے۔ کہ قوم۔ جماعت رجال ونسار کو کہتے ہین اور رجال اور نسار انسان سے ہوتے ہین یہ مخدوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیات قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ قوم۔ عام۔ ہی خواہ انسان ہون یا جن اسیطرح رجال کا اطلاق بہی دونون قومون کے مذکر پر آیا ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے سورہ جن میں انہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن اور سورہ احقاف میں ہے ولوا الی قومہم منذرین یہان قوم سے قوم جن مراد ہی **سوال دوم** جمعہ میں پہلا خطبہ پڑھکر جب خطیب جلسہ کرتا ہے تو بعض لوگ ہاتہ اوٹہاکر دعا مانگنے لگتے ہین یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں **سوال سوئم** بحرالرائق میں ہے کہ لما انزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی المسجد ولکنہ من البیت فہو علی ما فی الصحیحین الکل ان المراد لقولہ تعالی انما المشرکون نجس۔ النجاستہ فی الاعتقاد اور بہی اسی میں ہے کہ سؤر الآدمی طاہر لا فرق بین الجنب والطاہر والحائض والنفسار والصغیر والکبیر والمسلم والکافر والذکر والانثی یعنی ان الکل طاہر وطہور من غیر کراہتہ اور فتادی حادیہ میں ہے کہ فالاطعمتہ التی یتخذہا اہل الشرک دیتوہم فیہا اصابتہ النجاستہ کل ذلک محکوم بطہارتہ حتی تتیقن بنجاستہا۔ تو بموجب

Marfat.com

اس دلیل کے قوم سہتر یا ڈوم یا چار یا دوسادہ سے جو ہندو کافر مردار خوار ہیں جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہر پر ان کی پائی نجاوے تب تک اُنسے روٹی یا گوشت یا خشکہ یا دال وغیرہ پکوا کر بلا مجبوری کھانا اور اُنسے پانی منگوا کر پینا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ کہ قوم جنات میں قبل از بعثت آدم علیہ السلام کی ہادی اور منذر گذرے ہیں قال ابن کثیر فی تفسیرہ ولکل قوم ہاد قال علی ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس ای لکل قوم داع انتہی قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الآیۃ اعلم ان الجن والانس مکلفون باتفاق لکن الرسل الیہم یحتمل ان یکون من جنسہم وقد ذہب الیہ الضحاک ومن تبعہ حیث قالوا لامعنی للعدول عن الظاہر بغیر ضرورۃ انتہی مختصراً ملخصاً وقال فی آکام المرجان جمہور العلماء سلفا وخلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول اللہ ولم تکن الرسل الا من الانس ونقل معنی ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہد والکلبی والوعبید الواحدی وقد قدمنا عن ابن عباس ان الجن قتلوا انبیاء لہم قبل آدم سمہ یوسف وقال ابن جریر باسنادہ قال سُئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم نبی قبل ان یبعث النبی فقال الم تسمع الی قولہ اللہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الآیۃ بالجملہ نبی کا ہونا قوم جن سے مختلف فیہ ہے بین المفسرین اور داعی اور منذر کا ہونا متفق علیہ ہے اور داعی کو نبی ہونا لازم نہیں ہے فقط **جواب سوال ثانی** ہاتھ اٹھا کر زبان سے دعا مانگنا بین الخطبتین نزدیک امام ابحنیفہ کے کروہ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف کے جائز ہے اور فتویٰ اوپر قول ابحنیفہ کے ہے قال فی الدر المختار واذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لا باس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا واذا جلس عند الثانی انتہی **جواب سوال ثالث** مردار خوار کافر سے اگر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ پاک کرا کر کچھ پکوالے یا اون کے ہاتھ سے پانی منگوا کر پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی سوا نجاست کے موجود نہو اور درصورت وجود مانع کے ممنوع ہوگا وہو ظاہر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ ہزاروں حدیثوں میں کچھ کہا ہو اور گو وہ سب صحیح اور سچی ہوں مگر میں حدیث کو نہیں مانتا امام کا مذہب رکھتا ہوں حدیث کے خلاف ہو یا موافق شرعاً ایسے کلمات کہنے والا کون ہے. جو شخص یہ کہے کہ ہم امام ابو حنیفہ کے قول کے مقابلہ میں ہرگز حدیث کو نہیں مانتے گو وہ سچی ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

Marfat.com

ایسے کلمات کا کہنا نچاہیے لیکن چونکہ مقصود قائل کا یہ ہے کہ میں مقلد امام ابحنیفہؒ ہوں اور مقلد کیواسطے کلام مجتہد قابل اتباع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صحیح ہو لیکن بسبب عدم لیاقت فہم احکام کے وہ اس کے اوپر عمل نہیں کر سکتا پس اس محمل صحیح کلام اُسکے کے حکم کفر یا فسق کا نہیں کیا جاتا البتہ ایسے الفاظ موہم بے ادبی سے احتراز چاہیئے اور اسیطرح حال ہے شخص دوسریکا قال فی الدر المختار واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ انتہی وقال فی رد المحتار قد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر وبانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام واجاب قبلہ فی مثلہ بوجوب تعزیرہ وعقوبتہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ نحمدہ ونصلی ونسلم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالے عما یقول الظالمون کا ممکن ہے یا نہیں اگر نہیں تو عبارت شرح مقاصد مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے اوجب جمیع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو عنہ لوجہین الاول انہ تعالے اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر بہ ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ وعفا لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال الجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلامنا فیہ اذ لا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوع وہما من الممکنات یشملہما قدرتہ تعالے انتہی بینوا بالتحقیق التام وتوضیح المرام وتفصیل الکلام توجروا من اللہ المفضل بالمنعام فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالے کا باتفاق فرق مسلمین کے ممکن نہیں ممتنع ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین واما عندنا فلثلثۃ اوجہ انتہی لیکن یہ امر قابل نزاع ہے کہ یہ امتناع عقلا ہے یا شرعا صحیح اور محقق یہ ہے کہ دونوں نہج پر ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت المعتزلۃ قالوا ثانیا لو لا ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالے عقلا اذ لا حکم للعقل بقبح واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وہو مفتوح والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالے عنہ کیف وقد مرانہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ وما فی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفا کان او فعلا من جملۃ النقص فی حق الباری تعالے وہو من المحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ انتہی مختصرا اور بعض اہل علم نے جواب اعتراض

معتزلہ میں یہ امر کہا کہ عقلاً امتناع کذب لازم نہیں اگر عقلاً ممکن کہیں تو ممکن ہے فقط امتناع شرعی کافی ہوگا اسی بناپر ہے قول شرح مقاصد کا جو سوال میں مذکور ہے لیکن یوں جواب بھی ضعیف ہے قال فی منہیہ مسلم الثبوت وقد یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالےٰ امتناعا عقلیا لانہ من الممکنات ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وھو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یخفی ضعفھما انتھی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ + الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کی نظروں میں بڑے مقدس معلوم ہوتے ہیں اُنکا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے کے عالم کا فتویٰ دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالےٰ مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ بات اُنکی قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے عالم کے پیچھے نماز تو درست ہے لیکن احتیاطاً اُسکی اقتدا سے احتراز اولیٰ ہے اسلئے کہ یہ عقیدہ چونکہ متاویل ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہے پس بچنا اُسکی اقتدا سے اولیٰ ہوگا اور فتوے ایسے شخص کا بسبب اس عقیدہ کے لائق اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باریتعالےٰ مسلمانوں کا عقیدہ ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتھی وہکذا فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں زید کہتا ہے کہ خلف وعید ممتنع بالذات ہے داخل تحت قدرت اللہ تعالےٰ نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تحت قدرت باری تعالےٰ داخل ہے مگر خلاف واقع نہیں کر سکتا ہے کیونکہ بصورت وقوع کذب لازم آویگا اور کذب موجب نقص کا ہے اور نقص سے ذات اُسکی منزہ ہے بیان وجہ میں زید عمرو کا ہمدم ہے مگر قائل ہے کہ خلف مذکور ممکن ہے ہر دو جانب یعنی وفا وعدم وفا برابر ہیں کوئی جانب ضروری نہیں واقع کر سکتا ہے بتقدیر وقوع اُسکی حق میں نقص نہیں موافق عقیدہ اہل سنت کے حسن وقبح شرعی ہے ورنہ وجوب اور لزوم لازم آئیگا حق تعالےٰ پر اور یہ خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے بلکہ یہ عقیدہ یعنی وجوب کا معتزلہ اور روافض کا ہے خواہ وجوب عقلی ہو خواہ شرعی اور بتقدیر امتناع کے کسی نوع کا ہو وجوب جانب مخالف یعنی تحقق وفا کا لازم آوے گا مثال اسکی بعقل اول وغیرہ سے بخوبی واضح ہے حاجت تحریر کی نہیں مگر بفحوائے آیۃ کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الخ

Marfat.com

کہ وہ اپنا فضل و کرم بندوں کے حال پر شامل کریگا اور یہ مضمون آیات اور احادیث شفاعت سے اچھی طرح پر ظاہر ہے
جس کا قول حق ہو بیان فرما دیں دلائل کتب اہل سنت سے اللہ تعالےٰ اجر عظیم عطا فرما ویگا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر وعید الٰہی جز عقاب ہے جانب حق تعالےٰ سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو تخلف اوسمیں ممتنع بالذات ہے اسواسطے کہ اس صورت میں وہ جز عقاب کاذب ہوگی اور کذب حق تعالےٰ کا ممتنع بالذات ہے قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالےٰ وہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی اور اگر جز نہیں بلکہ انشار تخویف ہے تو اس کے لئے کوئی محکی عنہ نہیں ہے پس تخلف حقیقۃ بمعنے ہے اور اگر مقید ہے ساتھ مشیت الٰہی کے یا عدم عفو کے تاہم تخلف حقیقۃ متصور نہو گا اسلیے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تھا جس سے تخلف ہوا اور جب عفو کیا یا مشیت عقاب متحقق نہوئی تو شرط عقاب موجود نہوئی پس تخلف نہوا قال فی مسلم الثبوت الواجب ہو ما استحق العقاب تارکہ استحقاقا عقلیا او عادیا او العفو من الکرم وقیل ما اوعد بالعقاب علی ترکہ ولا یخرج العفو لان تخلف فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان ایعاد اللہ تعالےٰ اخبر فہو صادق قطعا وتجویز کونہ انشار التخویف کما قیل عدول عن الحقیقۃ بلا موجب علی ان شلہ یجری فی الوعد فینسد باب المعاد اقول لو تم لدل علی بطلان العفو والکلام فی خروجہ بعد تسلیم وجودہ فلا بدان یقال الایعاد فی کلامہ تعالےٰ مقید بعدم العفو انتہی اور وجہ مذکور بکر کی صحیح نہیں ہے لایخفی بطلانہ علی ذی بصیرۃ لیکن بسبب تنگی وقت کے بیان بطلان اُسکے کا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع مبین اور علماء دین ان مسائل میں **مسئلہ** لعنت بھیجنا شیطان پر بلکہ اُسپر لعنت کرنے کو امر ضروری سمجھنا کیا ہے اور کوئی حدیث صحیح بھی ہے جس سے اُسپر لعنت کرنیکی ممانعت ثابت ہوتی ہو وہ غلط ہے یا صحیح **مسئلہ** مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا یا سمجھنا اور نیز لعنت کرنا کیا ہے اور اکثروں نے جو انکو موحد لکھا ہے اور اُسپر ملامت کرنے سے زبان روکنے کو بہتر لکھا ہے یہ کیا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

لعنت بھیجنا شیطان پر جائز ہے اسواسطے کہ اُسپر نص قطعی سے ثابت ہے قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم کل شخص ثبتت لعنۃ شرعا فیجوز لعنۃ کقولک فرعون لعنۃ اللہ وابوجہل لعنۃ اللہ لانہ قد ثبت انہم ماتوا علی الکفر عرف ذالک شرعا انتہی اور لعنت کرنے کا حق شیطان میں امر ضروری سمجھنا صحیح نہیں بلکہ سکوت کرنے میں لعنت شیطان سے کچھ مضائقہ نہیں قال فی الاحیاء وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس

Marfat.com

مثلاً فضلاً عن غیرہ انتہی اور راقم کی نظر میں ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس سے ممانعت لعنت ابلیس کی ثابت ہو۔
اور جواب سوال دوم مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا اور سمجھنا اور اُن پر لعنت کرنا کسی دلیل شرعی سے معلوم نہیں ہوتا پس اُنکے حال میں سکوت چاہیے قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا انتہی اسیطرح اُنکا موحد ہونا بھی ہمارے یہاں ثابت نہیں پس ہمکو اسمیں بھی سکوت چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ در باب یزید پلید سہ مسلک است بعض قائل بکفر او ہستند مثل شارح عقائد نسفی وغیرہ چنانچہ در شرح عقائد نسفی نوشتہ است فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی دینہ وایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وبعض متوقف در کفر وایمان او آنانکہ قائل باسلامش ہستند فاسق وفاجرش ہم میدانند بہر کیف فسق او مجمع علیہ است کما ہو مصرح فی ازالۃ الغین پس ازیں اقوال ثلثہ کدام قول صحیح وصواب است ولعن بر وے جائز است یانہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن جائز است یانہ و در درمختار نوشتہ ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح پس ازیں روایت مستفاد میشود کہ ترحم برائے تابعین وعلماء وعباد وسائر اخیار مستحب است پس یزید ازیں طوائف اربعہ در کدام طائفہ داخل است لیکن ظاہر است کہ او در تابعین وعباد واخیار داخل نیست چراکہ فسق او مجمع علیہ است واہل حرمین اورا فاسق وفاجر وتارک صلوٰۃ وشارب الخمر وزانی مے گفتند وآنچہ در عہد او اہانت وہتک حرمت حرم بوقوع آمدہ ہم در تواریخ مثبت ومقرر است باقی ماند شق ثانی یعنی در علما داخل باشد پس استفسار این است کہ او عالم بود یانہ ودر صورت علم در درمختار کہ ترحم برائے علماء نوشتہ کدام علما مراد اند اگر علی الاطلاق مراد باشند پس باید کہ عالم نصارے ویہود راہم جائز باشد واگر کدامی جماعت مخصوص مراد است پس ارشاد شود کہ از علماء علمائے مسلم باعمل مراد ہستند یا علمائے بے عمل راہم شامل است ویزید در کدام فرقہ ازیں فرق داخل است وفاتح ملک قیصر کدام کس است بینوا بتصریح من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب یزید پلید مختار محققین اہل سنت قول ثالث اعنی فسق وفجور آن است دریں تقدیر لعن بر وے جائز نیست ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن ہم درست نیست قال فی الاحیاء ہل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین او امر بہ قلنا ہذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتلہ او امر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ انتہی وقال ایضا وعلی الجملۃ ففی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس مثلا فضلا عن غیرہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن علامت تعظیم وخیر خواہی ومحبت اوست ویزید آنچناں بود کہ تعظیم وخیر خواہی آن نمودہ شود ودر علمائیکہ بر آنان ترحم

Marfat.com

نمودہ شود داخل نیست چہ مراد از علماء در قول صاحب درمختار دیگر فقہاء علماء صالحین و اخیار ہستند و یزید نہ عالم بود نہ صاحب خیر پس نہ در مطلق علماء دین محسوب است و نہ در جماعت صالحین و از کتب تاریخ جہاد نمودن یزید بر قیصر مع افواج مؤمنین ثابت است لیکن فتح نمودنش معلوم و واضح نیست و محل تفصیل کتب المغازی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان متبع دین متین اسولہ مندرجہ ذیل کے جواب میں۔ سوال[1] اول یا عبد القادر شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور اولیاء و صلحا کی جائز ہے یا نہیں سوال[3] سوم فاتحہ سوم و چہارم و دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسی بدعت ہے یا نہیں سوال[4] چہارم روافض کے کفر میں علماء کو اختلاف ہے ابو شکور سلمی تمہید میں اور ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی انصاری مجموعۃ الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ روافض اگر منکر ضروریات دین ہوں تو کافر ہیں ورنہ مسلمان ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شیخ عبد العزیز دہلوی کے نزدیک روافض مطلقاً کافر ہیں پس مفتی یہ مسئلہ تحریر فرماویں سوال[5] پنجم سب شیخین و دیگر صحابہ کفر ہے یا نہیں فقط سوال[6] ششم سماع بامزامیر حرام ہے یا نہیں اگر حرام ہے تو اکابر صوفیہ کرام مثل عبد القدوس گنگوہی اور عبد الرحمن جامی نے جو سنا ہے گنہگار ہوئے یا نہیں اور مستحل اسکا کافر ہے یا نہیں سوال[7] ہفتم خلفاء اثنا عشر کون کون ہیں ملا علی قاری یزید ابن معاویہ کو بھی خلفاء اثنا عشر میں سے سمجھتے ہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی شافعی کے نزدیک یزید علیہ ما یستحقہ نہیں ہے خلفائے اثنا عشر میں سے سوال[8] ہشتم فرقہ نطریہ یعنی نیچریہ کافر ہیں یا نہیں اور اگر کافر نہیں ہیں تو انکی اقتدا احناف کو درست ہے یا نہیں سوال[9] نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات میں وارد ہے یا معاملات دنیاوی میں سوال[10] دہم مولود شریف میں قیام مستحسن ہے یا نہیں فقط بینوا ما ہو الصواب بنقل عبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال[1] اول پڑھنا جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے تفصیل ادلہ اسکی میں ایک رسالہ مطبوع مرسل ہے جواب سوال[2] دوم عورات کو زیارت قبور جائز ہے قال فی الدر المختار لا باس بزیارۃ القبور ولو للنساء انتہی قال فی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن بحر انتہی جواب سوال[3] سوم فاتحہ سوم و دہم وغیرہ جائز ہے بدعت سیئہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ امور واسطے ایصال ثواب کے ہیں میت کو اور تعیین واسطے مصلحت اپنی کے ہے نہ باعتقاد سنیت وغیرہ پس جواز میں تردد نہیں قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ اے سواء کانت صلوۃ او صوما او صدقۃ او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک انتہی وقال ایضا من صام او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاحیاء والاموات

جائز انتہی جواب سوال چہارم فرقۂ رافضیہ منتشر اس زمانہ میں منکر ہیں ضروریات دین کے پس انکی تکفیر میں تامل نہیں اور بعضے رافضی جو منکر ضروریات دین نہوں انکو کافر قرار دینا خلاف تحقیق ہے قال فی ردالمحتار ان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح بہ المحققون وبہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر انتہی بالاختصار جواب سوال ششم سب شیخین رضی اللہ تعالے عنہما کفر ہے اور سب دیگر صحابہؓ فسق قال فی الدرالمختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی انتہی تفصیل اس کی دراز ہے مجمل یہ ہے کہ سب شیخین رضی اللہ تعالے عنہ راجع ہے طرف انکار صحابیت انکی کے اور انکار استحقاق خلافت انکی کے جو ثابت ہے بالاجماع اور منجملۂ ضروریات دین سے ہے پس انکار اسکا موجب کفر ہے بخلاف سب صحابۂ اخرا کے اور قبول توبہ اسکی میں اختلاف ہے صحیح اور محقق عند الحنفیہ یہ ہے کہ توبہ اسکی مقبول ہے وللتفصیل محل آخر جواب سوال ششم سماع مزامیر حرام ہے قال فی البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق انتہی اور حضرت مولانا جامیؒ کا سننا راقم کی نظر سے نہیں گذرا البتہ بہ نسبت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے یہ امر صحیح ہے اور اختیار کرنا انکا امر غیر مشروع کو کسی نیت صالحہ اور ضرورت ملجیہ پر مبنی ہوگا سوائے حسن ظن کے اور کوئی امر بہ نسبت ان اکابر کے ہملوگ نہیں کرسکتے قال فی ردالمحتار علی قول صاحب الدرالمختار ومن ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ انتہی وہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من المشتغل بہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لسادتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار انتہی جواب سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر جنکا ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے انمیں بہت اختلاف ہے تفصیل اور تحقیق اس کی موجب تطویل ہے مجمل یہ ہے کہ اس خلافت کیلیے پانچ شرطیں بالاجماع ثابت ہیں ایک انمیں سے عادل ہونا ہے کما قال فی شرح المواقف یجب ان یکون عدلا فی الظاہر لئلا یجوز فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض نفسہ فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح للتصرفات الشرعیۃ والملکیۃ بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا ان النساء ناقصات عقل ودین حرا لئلا یشغلہ خدمۃ السید فہذہ الصفات شروط معتبرۃ فی الامامۃ بالاجماع انتہی مختصرا پس یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ علیہ ما یستحقہ اصلا ان میں سے نہیں ہے اسواسطے کہ فاسق معلن اور ظالم ہونا اسکا بتواتر ثابت ہے پس منجملہ ان خلفاء کے جنمیں عدالت شرط ہے کیونکر ہوسکتا ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین

Marfat.com

انتہی جواب سوال ہشتم تفصیل عقائد فرقہ نیچریہ کی معلوم نہیں جس پر حکم حتمی مسئلہ کا مرتب ہو لیکن اگر عقائد میں انکے کوئی امر موجب کفر ہے تو وہ فرقہ کافر ہے اور اقتداء انکا اصلا صحیح نہیں اور اگر ایسا نہیں تو وہ لوگ مسلمان ہیں اور اقتدا انکی صحیح ہے البتہ باعتبار شہرت کے تو عقائد انکے مخالف اسلام ہیں جب سائل تفصیل عقائد ان کے کی بیان کرے تو حکم حتمی کیا جائے جواب سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات اور معاملات دونوں میں دار ہے تخصیص احدہما کی نہیں البتہ قصد تشبہ ہونا اور مشابہت امر مذموم میں ہونا معتبر ہے کما قال فی رد المحتار ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ لا مطلقا انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں سوال اول ایصال ثواب قرآن مجید یا درود شریف کا اموات ہی پر منحصر ہے یا زندہ پر بھی پہونچ سکتا ہے اور حضرت خضر اور حضرت الیاس پر کہ اہل ارواح میں سے ہیں علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام فاتحہ پڑھے تو درست ہوگا یا نہیں سوال دوم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں مثل گھاس کے اول ایکبار خفیف جوش دیتے ہیں بعد ازاں خشک کر کے فروخت کرتے ہیں بعض بلاد میں سرگین مخلوط کر کے جوش دیتے ہیں استعمال اس کا کیسے ہوتا ہے بعض لوگ روغن زرد پانی میں تر رکھتے ہیں پھر استعمال میں لاتے ہیں سوال سوم اگر کوئی شخص کسی عورت سے بے رضامندی بلا وکالت وشہادت بقدر مہر ادا کر کے مجامعت کرے تو یہ نکاح ہے یا زنا اور اسپر حد چاہیے یا نہیں سوال چہارم جمعہ میں بعد ادائے فرض جمعہ چہار رکعت بہ نیت فرض ظہر کس ملک میں پڑھنی اولی ہے اور احتیاط کی وجہ کیا ہیں سوال پنجم زبان انگریزی کس وجہ سے حرام ہے اور زبان ہنود حرام ہے یا نہیں سوال ششم کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور نصف یا ربع مسجد میں خیمہ نصب کرے اور بقیہ مسجد میں جماعت ہو تو درست ہے یا نہیں سوال ہفتم امام کے واسطے وسط مسجد چاہیے یا وسط جماعت، سوال ہشتم چلتی ریل میں نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول ایصال ثواب اعمال صالحہ کا مثل تلاوت قرآن شریف وغیرہ کے اموات پر منحصر نہیں احیا کو بھی پہونچ سکتا ہے قال فی الدر المختار ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ انتہی قال فی رد المحتار لغیرہ ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع انتہی اور حضرت خضر اور الیاس پر بھی ثواب فاتحہ بھیجا ہو سکتا ہے جواب سوال دوم استعمال ہلدی کا جائز ہے اسلیے کہ یہ یقین نہیں ہے کہ یہ ہلدی وہی ہے جو سرگین میں جوش دیگئی ہے البتہ اگر یہ امر متیقن ہوگا تو استعمال اسوقت جائز نہوگا قال فی الاذکار وفی الحمادیہ قال ابو حفص البخاری من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابۃ نجاسۃ حرام لا فہو طاہر ما لم یتیقن وکذا السمن والجبن والاطعمۃ التی یتخذہا اہل الشرک والبطالۃ انتہی بقدر الحاجت

اور جب یقین ہو کہ یہ ہلدی نجاست میں جوش دیگئی ہے تو پانی میں تر کرنے سے پاک نہیں ہو سکتی قال فی الخانیۃ
اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطا فالکل نجس لا یطہر ابدا وکذا الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لا تطہر ابدا انتہی۔
جواب سوال سوم اور نکاح بغیر شہود کے صحیح نہیں شرط صحت نکاح شہود ہیں پس ایسا نکاح بلا شہود زنا ہے
لیکن حد ابہر نہیں ہے قال فی در المختار وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح انتہی وقال
ایضا او وطی فی نکاح بغیر شہود لا حد لشبہۃ العقد انتہی **جواب سوال چہارم** بعد ادائے جمعہ کے جو فرض احتیاطی پڑھے
ہیں اسکی وجوہ احتیاط چند ہیں اول اختلاف تعریف مصر میں دوم شرطیت حضوری سلطان یا نائب اسکے میں تیسرے
اختلاف تعداد اور وحدت جمعہ میں پس جمیع بلاد ہندوستان میں پڑھنا اسکا احتیاطا اولی ہے قال فی شرح المنیۃ
الاولی ہو الاحتیاط لان الخلاف فی جواز التعدد وعدمہ قوی وکون الصحیح الجواز للضرورۃ للفتوی لا یمنع شرعیۃ الاحتیاط
للتقوی انتہی ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر
احتیاطا انتہی **جواب سوال پنجم** اور حرمت زبان انگریزی کی بجہت اختلاط اور مناسبت کے ساتھ اہل زبان کے
ہے اور نیز بوجہ مناسبت کے تیرگی باطن میں موثر ہے چنانچہ یہ امر مشاہد ہے اور زبان ہنود کا بھی یہی حال ہے پس
سیکھنا ان دونوں زبانوں کا کسی مصلحت دینی کیواسطے اگر ہو اور قباحتوں سے اجتناب رہے تو جائز ہے والا ممنوع
ہے **جواب سوال ششم** اور معتکف کو مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا اسطور پر کہ حرج نماز و جماعت میں نہو جائز ہے
چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مسجد میں حجرہ بوریئے یا کپڑے وغیرہ کا بنایا جاتا تھا عن عائشۃ رضی اللہ
تعالے عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفہ رواہ ابو داؤد نہجے
عن المشکوۃ قال الشیخ فی ترجمۃ ومراد بمعتکف آن حجرہ ایست کہ از حصیر می بندند آن برائے اعتکاف او میساختند چنانچہ
در حدیث صحیح آمدہ است انتہی **جواب سوال ہفتم** اور امام راتب کیلیے وسط مسجد میں کھڑا ہونا چاہیے قال فی رد المحتار
فی معراج الدرایۃ الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین او زاویۃ او ناحیۃ المسجد او الی
ساریۃ لانہ بخلاف عمل الامۃ وفیہ ایضا السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب ما نصبت
الا وسط المساجد وہی قد عینت لمقام الامام وفی التتارخانیہ ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا لضرورۃ ومقتضاہ ان
الامام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ وہو ظاہر فی الامام الراتب
دون غیرہ والمنفرد انتہی **جواب سوال ہشتم** اور چلتی ریل میں نماز فرض بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت
جائز نہیں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان
سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید قرآن شریف اسطرح
ترتیب دیکر چھپوائے کہ جسقدر کلام الٰہی ایک امر سے متعلق ہیں یا متحد المعنے ہیں وہ کل ایک جگہ جمع کرے مثلا حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اکثر جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ سب ایک مقام پر لکھا جائے اور امر و نواہی سب ایک مقام پر اور امر و نواہی بھی اسطرح کہ فرائض روزانہ یعنی احکام نماز ایک جگہ اور فرائض سالیانہ یعنی احکام حج و زکوٰۃ و صوم سب ایک مقام پر آور کل قصص و واقعات زمانہ ایک جگہ اور کل انبیاء علیہم السلام کے اذکار ایک مقام پر خوف و رجا ذکر حساب و کتاب و قیامت و صبر و توکل سزا و جزا وعدہ وعید علیٰ ہذا القیاس اور جسقدر اذکار ربانی اور آیات قرآنی بیانات صدر سے متعلق ہوں یا انکے مفہوم میں داخل ہو سکیں وہ مطالب نہایت کوشش کے ساتھ معنے کے لحاظ سے زید ایک جگہ جمع کرے اور مقصود اس فعل کا یہ ہو کہ بندگان خدا کی آسانی میں وسعت دیجاوے یعنی جسوقت کوئی شخص حال یا حکم بتمامہ دیکھنا چاہے تو آسانی سے فوراً اسکی انتہا کو پہونچ سکے تاکہ احکام دین میں آگاہی ہر مسلمان کو باسانی حاصل ہو اور زید ہر مقام پر اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں عبارت میں بے ربطی یا معنے میں گنجلک نہ واقع ہو یعنی فصاحت مضامین اور ربط عبارت میں سر مو فرق ہو بالفرض محال اگر کسی مقام پر اس نظم سے کچھ ہرج واقع ہوتا ہو اس جگہ کو خاص اسی حالت میں بدستور رہنے دے اس حالت میں زید عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوگا یا معتوب و گنہگار اسکا جواب کل علماء اسلام عنایت فرمائیں کہ یہ انکا فرض ہے اور جو کچھ جواب تحریر فرماویں وہ باسناد نص قرآنی یا بروایات احادیث صحیح متفق علیہ ہو کہ جسپر جمہور کا اتفاق بھی ہو۔

المستفتی طالب حق۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترتیب آیات و سور قرآن شریف اور تقدم و تاخر اُسکا اجماعی و متواتر ہے نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے بدل کرنا اُسکا اپنے محل سے اور ترتیب دینا بنہج آخر اصلا جائز نہیں اور اگر موافق بیان سائل کے آیات اور مضامین قرآن شریف میں ترتیب دیجائے تو بالضرور اختلال نظم اور بے ضبطی کلام الٰہی میں لازم آئیگی کما لایخفی علی المتبصر یہ امر خلاف اجماع موجب اختلال نظم متواتر کیونکر جائز ہو قال الامام السیوطی فی تفسیر الاتقان لاخلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ و اجزائہ واما فی محلہ و وضعہ و ترتیبہ فذلک عند محققی اہل السنۃ للقطع بان العادۃ تقضی بالتواتر فی تفاصیل مثلہ لان ہذا المعجز العظیم الذی ہو اصل الدین القویم والصراط المستقیم مما توفر الدواعی علی نقل جملہ و تفاصیلہ انتہے فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبدالغفار نمال

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کہ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو اولیاء اللہ دار باب قلوب را برائے ترقی ذوق و شوق گاہ گاہ جائز است یا نہ و بر مجوز چنیں سماع حکم کفر است یا اسلام و در شریعت محمدیہ برائے اہل اللہ صوفیہ کرام چشتیہ سندے و دلیلے بر جواز چنیں سماع است یا نہ بینوا بالصواب، توجروا یوم الحساب

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در شریعت محمدیہ دملۃ [illegible] احمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو حرام است کما قال

فی الدر المختار نا قلا عن البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قضیب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاہی
معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ انتہی مختصراً وفی موضع اٰخر دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام
انتہی اما حرمت آں لعینہ نیست بلکہ لغیرہ است پس در محلیکہ وجہ حرمت آں منتفی باشد در آنجا حکم حرمتش نمیتواں کرد بلکہ در
صورت تیقن انتفاء وجہ حرمت حکم اباحت نمودہ خواہد شد چنانکہ در طبل غزاۃ وسحور وضرب نوبۃ للتنبیہ کما قال فی الدر المختار
ایضاً ومن ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ کما اذا ضرب فی ثلثۃ اوقات لتذکیر ثلثۃ نفخات الصور لمناسبۃ
بینہما انتہی بقدر الحاجۃ و در صورت احتمال انتفاء وجہ حرمت حکم حتمی حرمت یا اباحت نمیتواں کرد چنانکہ در اہل اللہ وفقراء
پس کسانیکہ از اہل اللہ نفوس شان مطمئنہ شدہ باشند واز اغراض نفسانی واغوائے واتباع شیطانی مزکی ومبری بودہ
باشند پس سماع ایشاں را بوجہ محقق بودن علت حرمت کہ لہو ولعب است جائز خواہد شد خواہ از خاندان عالیشان
چشت اہل بہشت باشند یا غیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کما قال العلامۃ الشامی علی قول الدر المختار المذکور آنفاً فیما قبل و
فی البغیۃ ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا امامن سامعہا اومن المشتغل بہا وبہ تشعر الاضافۃ الا تری
ان ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لسادا تنا الصوفیۃ الذین
یقصدون بسماعہا امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالے
بامدادہم واعاد علینا من صالح دعواتہم وبرکاتہم انتہی و آنانکہ ہنوز بمرتبہ اطمینان نرسیدہ باشند ودامن قصد شان از لوث
لہو ولعب پاک نگردیدہ ونزاہت ایشان از کدر اتباع مقتضیات نفس وہوی انجلا نیافتہ اگرچہ بظاہر بزمرہ دراویش
وحلقہ فقراء شمردہ شدہ باشند شنیدن غنا بمزامیر ومشغول بودن شان بآلات لہو جائز نیست حرام است کما لسائر الناس
نقل فی الشامیۃ عن الملتقی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن والجنازۃ والزحف
والتذکیر فما ظنک بہ عند الغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لااصل لہ فی الدین قال الشارح زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ
متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد علیہ والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک انتہی مختصراً وفی العالمگیریہ عن التتمۃ سئل
الحلوانی عمن سموا انفسہم بالصوفیۃ فاختصوا بنوع لبسۃ واشتغلوا باللہو والرقص وادعوا لانفسہم منزلۃ فقال افتروا علی اللہ
کذبا قال رح السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لایجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وہو والغناء
والمزامیر سواء وجوز اہل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلہم قال وعندی ان ما فعلوہ غیر ما یفعلہ ہؤلاء فان فی
زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ ربما
یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار ویخرج حرکات عنہ من غیر اختیارہ وذلک مما لایستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤخذ بہ
ولا یظن للمشائخ انہم فعلوا مثل ما یفعل اہل زماننا من اہل الفسق والباحین الذین لاعلم لہم باحکام الشرع وانما
یتمسک بافعال اہل الدین کذا فی جواہر الفتاوے انتہی و بر حرمت اینچنین غنا علماء حنفیہ اتفاق کردہ اند واستماعش

Marfat.com

مورث نفاق وباعث فسق فساق گفته اند فی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات انتهی ومجوزین ومرتکبین او از متبعین ہوی ہیچ حجتے وسندے بجز قول تقلید ظاہری مشائخ متقدمین و اقتداے صوری اکابر ماضیین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بدست خود ندارند وفعل اوشان اولاً از ادلہ شرعیہ نبودہ کہ مفید اباحت یا استحباب گردد وثانیاً احوال اہل سماع این زمان ہیچو حال اوشان نبودہ کہ بر آن قیاس کردہ شود کما مر عن العالمگیریہ وبر مجوزین او حکم کفر نمیتوان کرد واللہ سبحانہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال) چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شنیدن سماع بامزامیر مثل ستار وطنبور وسارنگی ڈھولک وطبلہ بران کلمہ سبحان اللہ ودیگر کلمات تحسین ازین قسم گفتن وآیات قرآنی وکلمہ طیبہ بر مزامیر یا بے مزامیر سرایاندن ودر عرائس بزرگان رقص زنان یا مردان کنانیدن وبراے استماع نغمہ وضو کردن واعتقاد حصول معارف وکلمات ازان ارادہ داشتن وطواف مزار بزرگان نمودن وبوسہ دادن بر آن وچراغان بر مزارہا نمودن ومحفل رقص وسماع اعراس بارادہ باریابی رفتن ودر آنجا مؤدب دوزانو نشستن در شرع شریف جائز است یا نہ اگر ناجائز است درکدام منہی عنہ داخل است وحال سامعان این چنین سماع وقائلان این چنین کلمات ومعتقدان این چنین [illegible] درندگان درآنہا وراضیان برآنہا ومؤدبان وطلبیان این طور جلسہ ہا چیست بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شنیدن سماع بامزامیر حرام است لقولہ علیہ السلام کل لہو المسلم حرام الا ثلثة ملاعبة مع اہلہ وتادیبہ بفرسہ ومناضلتہ بقوسہ [illegible] وقال بحشیہ العلامة الشامی والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانہا کلہا مکروہة لانہا زی الکفار انتہی بقدر الحاجة انتہی ومراد از کراہت تحریم است کہ در اجتناب حکم حرمت دارد واطلاق حرمت بران ہیچو اطلاق فرض است بر واجب وقال فی التتارخانیہ ولو قیل ہل یجوز استماع لہم فقال ان کان سماع القرآن والمواعظ فیجوز ویستحب وان کان سماع غناء فہو حرام لان التغنی واستماع الغناء حرام اجمع علیہ العلماء وبالغوا فیہ وفی فتاوی اہل سمر قند صوت الملاہی کالضرب بالقضیب وغیرہا ذلک حرام من الملاہی قال علیہ السلام ہی معصیة والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر وہذا خرج علی وجہ التشدید لتعظیم الذنب انتہی مگر بعضے فقہا تغنی وضرب دف کہ جلاجل ندارد براے اعلان نکاح وروز عید جائز داشتند اگر بقصد لہو نباشد کما فی التتارخانیہ والعالمگیریہ وذکر اللہ وتسبیح بر حرام ولہو گفتن موجب کفر است وہمچنین آیت بر مزامیر وبے مزامیر سرود وقال فی التتارخانیہ ناقلا عن الظہیریہ واتفاق است کہ اگر قدح میگرد وبسم اللہ گوید وتجور دکا ذکر دو وہمچنین وقت مباشرت زنا وقمار

Marfat.com

کعبتین بگیرد و گوید بسم اللہ کافر گردد بحکم استخفاف بر نام خدائے عزوجل قال العلی القاری ناقلا عنہ: کذلک اذا قال وقت قمار کعبتین بسم اللہ کفر انتہی ولا یخفی ان معناہ وقت قمار الشطرنج بل وقت لعبہ ولو من غیر قمار انتہی وفی الخلاصۃ من قرء القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ ونعت المصطفیٰ وکذا التصفیق علی الذکر انتہی و رقص زنان و یا مردان فساق بالاجماع حرام است کما لا یخفی بر ماہر نادر آن شنیدن سماع وضو کردن و امید حصول کمالات بآن داشتن مشعر است از اعتقاد افضلیت کہ مزیتے دارد بر اعتقاد حلت و ہر گاہ کہ معتقد حلت را بعضے فاسق و بعضے کافر گفتہ معتقد افضلیت را بدرجۂ اولیٰ ہمیں حکم است قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ولا سیما بالدف لہو ومزمر قال محشیہ العلامۃ الشامی وقد نقل فی البزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ ہذا الغناء وضرب القضیب والرقص ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الدین الکرمانی ان مستحل ہذا الرقص کافر وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ ونقل عن التمہید انہ فاسق لا کافر انتہی وجای دیگر گفتہ زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک وما نقل انہ علیہ السلام سمع الشعر لم یدل علی اباحۃ الغناء ویجوز حملہ علی الشعر المباح المشتمل علی الحکمۃ والوعظ وحدیث تواجدہ علیہ السلام لم یصح وکان النقیر اباذی یسمع فعوتب فقال انہ خیر من الغیبۃ فقیل لہ ہیہات بل زلۃ السماع شر من کذا وکذا سنۃ یغتاب الناس وقال السری شرط الواجد الحاصل انہ لا رخصۃ فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ علیہ تاب عن السماع فی زمانہ انتہی مختصرا و طواف مزار بزرگان جائز نیست لان الطواف من مخصوصات الکعبۃ قال فی الکافی فان من طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر ہر گاہ کہ مسجد محل عبادت الٰہی است طواف آن بخوف کفر میرساند مزار بزرگان کہ مدفن بزرگان است طوافش اگر بکفر رساند عجبی نیست و بوسہ دادن قبر نیز جائز نیست قال فی عالمگیریۃ ولا یمسح القبر ولا یقبل فان ذلک من عادۃ النصاری و چراغان بر مزار نمودن بدون غرض صحیح اسراف و ناجائز است و چون محل سماع فسق است رفتن در آنجا بارادہ اصلا جائز نیست و اگر بلا ارادہ مبتلا گردد گریز و اجتناب ضروریست قال فی الدر المختار قالوا وجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ السلام ادخل اصبعہ الشریف فی اذنہ عند سماعہ انتہی و سامعان سماع و قاعدان محافلش و رونده گان و راضیان بر آن ہمہ فساق و مرتکب محرمات و مکروہات اند کما ہو الظاہر علی الفقیہ المتدین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں الجواب صحیح محمد سعد اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مصافحہ بعد نماز فجر یا عصر یا غیرہا کے جیسے کہ بعض ملکوں میں فیما بین مومنین مروج ہو گیا ہے اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مصافحہ بلا تعین ایک وقت سوا دوسرے وقت کے جائز ہے یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے کما فی الدر المختار فی باب الاستبراء کالمصافحۃ ای کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر انتہی لقدر الحاجۃ فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اول آنکہ معانقہ عیدین کہ دراصل بنا بر اظہار زیادت محبت وسرور تخصیص یافتہ جائز است یا نہ وسند جوازش قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ترجمہ حدیث ایوب بن بشیر در مشکوۃ شریف است خواہد شد یا نہ وقول مذکور این است ازینجا معلوم گردید کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ است واز برائے اظہار محبت وعنایت انتہی دوم آنکہ جم غفیر مسلمین وجمہور مومنین درجہ اکثر بلاد این تخصیص را سلفا بعد سلف مجموع علیہ ومعمول کردہ می آیند بموجب ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن این عمل مجوزہ بدعت مباحہ حسنہ خواہد شد یا منکر از بدعت مذمومہ سیئہ سوم آنکہ از مسلمین درین حدیث علی العموم جمیع عوام المسلمین از علمائے وقت ومشائخ واکابر وعام مومنین مراد اند یا فقط خاص خلفائے راشدین وائمہ مجتہدین مقصود است چہارم آنکہ تحقیق حکم مصافحہ بعد از نماز فجر یا عصر نزد حنفیان در جواز وعدم جواز چیست وتمسک بجوازش قول قوی کہ در حاشیہ طحطاوی متعلق کتاب الحظر والاباحۃ منقول است میشود یا نہ بینوا مستندا بالکتاب وتوجروا من الوہاب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معانقہ عیدین کہ بنا بر زیادہ محبت وتودد مسلمانان آنرا رواج دادہ اند جائز ومباح است وسند جوازش قول عامہ فقہا است قال فی التاتارخانیۃ ناقلا عن المنظومۃ ولیس بالعناق والتقبیل باس وہذا من المختار وفیہ ایضا وقال ابو یوسف لا باس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد وانکان المعانقۃ فوق قمیص اوجبۃ او کانت القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز عند الکل انتہے وقال فی فتاوے الرحمانی ناقلا عن شرعۃ الاسلام وکان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالے عنہم ورضوا عنہ اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا انتہی وقال فی الکافی فی المعانقۃ علی وجہ الکرامۃ جائزۃ والخلاف فیما اذا لم یکن غیر ازار اما اذا کان قمیص او جبۃ فلا باس بہا بالاجماع وہو الصحیح وفی الزیلعی وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلون ذلک انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ وبالجملۃ جواز معانقہ کہ از روایات فقہا ثابت است عام از انکہ بتخصیص وقت باشد یا بے تخصیص وبرائے قادم از سفر باشد یا حاضر وطن خصوصا وقتیکہ مثمر باشد تالیف قلوب وزیادۃ تودد را وقول شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

جواب اول ودوم

نیز سندے واثق است برائے جواز آن واطباق صلحائے امت از عرب وعجم بفحوائے ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن مؤید دیگر است برین مدعا ومراد از مسلمین در حدیث مذکور مطلقا مسلمانان اند خلفائے راشدین باشند یا
ائمہ مجتہدین یا دیگر علماء وصلحاء دین چنانکہ از لام تعریف کہ بر صیغۂ جمع قلت داخل است بر اہل بصیرت مخفی نیست
آرے بقرائن اہل تخصیص علماء واہل تفقہ وتدین ضروری است چہ فعل فساق وسفہا حجیت وحسن را نشاید واکثری
از فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ ودر مختار وتاتارخانیہ وغیرہ تعامل صلحاء امت را حجت گرفتہ اند باعث طوالت جواب
و اعتماد بر انصاف وفہم ماہرین کتب مذکورہ نقل اقوال گذاشتم وحق اینکہ قول امام نووی در جواز مصافحہ بعد العصر
والفجر نزد حنفیہ مقبول ومستند صاحب در مختار واکثر اصحاب متون است کما فی رد المحتار وغیرہ من حواشیۃ الجم
علامہ شامی محشی در المحتار رد را بجا استدراکی باستناد قول ملتقط وابن حاج مالکی مے نمایند التفات را نشاید
زیراکہ ہر دو قول منقولش محتمل مجمل است کہ بدان منافی قول نووی نمی انند معہذا قول صاحب ملتقط وابن حاج
مالکی مقابلۂ اینقدر اصحاب متون کہ بعضے از آنہا از بعضے طبقات مجتہدین اند وجلالت شان وامام نووی تمی
توان کرد وقطع نظر ازین ہمہ غایت استدراک اینست کہ روایت در جواز وعدم مختلف است مفتی را باید کہ بقوۃ
دلیل وجلالت قائل ترجیح یکے بدہد نہ آنکہ مطلقا حکم حرمت وکراہت بکند وظاہر است کہ مجوز آن مطلقا اصحاب
متون ودر بعضی طبقات مجتہدین داخل وامام نووی شافعی بایشان ساعد وشریک است برین تقدیر ترجیح
جواز ثابت است وما بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم علی وجہ الکمال۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کفاروں کے میلہ میں مثل دسہرہ ہولی دوالی دہنان
گنگا وہردوار وغیرہ کے مسلمانوں کو جانا اور شریک ہونا بغرض سیر وتماشا یا بغرض بیع وشرا کے جائز ہے
یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز کے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور اصرار دونوں پر کیا ہے اور نیز مسلمانوں کو اُن
مجامع میں جن کو جاہلوں نے ہر شہر وقریہ میں بنام نہاد کربلا یا بیر بہوڑا یا اور کسی کے نام سے مقرر کیا ہے اور
اُن میں بازاری لوگ اور رنڈیاں اور تعزیہ ساز اور تعزیہ پرست اور پتنگ باز وغیرہ تماشابین از قسم فساق و
کفار جمع ہوتے ہیں جانا جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز گناہ صغیرہ یا کبیرہ ناپاک پانی کا سنگہاڑا
پیدا ہوا یا مچھلی کہانا حلال ہے یا نہیں سانڈ جس کو ہندو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اس کو مسلمان بلا اجازت
مالک کے پکڑ کے یا حاکم وقت اسکو پکڑوا کر بیچ ڈالے اُسکو ذبح کرنا اور کہانا حلال ہے یا نہیں بینڈہا ہندو نے
بت پر چڑہایا اور اُس کا کان کاٹ دیا اسکو پجاری نے مسلمان کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور
لڑکیوں کا سر منڈانا اور اُنکو ٹوپی اُڑھانا اور انگرکہ پہنانا تا عدم بلوغ جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز

دوسرا سوال — تیسرا سوال — چوتھا سوال — پانچواں سوال

Marfat.com

گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور یہ عبارت من کثر سواد قوم فھو منھم کونسی کتاب میں ہے راوی کا نام مع تصدیق صحت یا عدم صحت تحریر فرمانا چاہیے ان سوالوں کے جوابات بروایت فقہ اور احادیث صحیحہ بدلائل واضحہ بیان فرماؤ ثواب پاؤ جس کے ہاتھ منہ تک نہ جاتے ہوں بعلت سختی ہڈی کے یا مقطوع ہوں یا خارش کے آبلہ ہاتھوں میں بکثرت ہوں اور دوسرا مددگار نہو وہ شخص کس طرح استنجا وضو کرے اور نماز کیونکر پڑھے زید محتاج کو حاکم وقت نے کسی علت سے قید کیا اُس کی زوجہ محتاج ہے اور کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ حاکم اس کو اسکے زوج کے ساتھ قید خانہ میں رکھتا ہے اُسکو نفقہ کہانسے ملیگا اور تفریق نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جانا کفار کے میلوں میں واسطے سیر و تماشے یا خرید و فروخت کے حرام ہے موجب کفر نہیں اگرچہ بعض روایات کے بحسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانا مجامع کفار کو مطلقًا موجب کفر ہے مگر عند التامل ظاہر ہے کہ بقصد تعظیم رسم کفار اور موافقت مع الکفار فی رسومھم والتشبہ معھم موجب کفر ہے اور واسطے کسی غرض اپنی کے یا واسطے سیر و تماشے کے موجب کفر نہیں حرام ہے قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر ناقلا عن التتمۃ ومن خرج الی السدۃ اے مجمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانھم علیہ یعنی جو شخص طرف مجمع اہل کفر کے اور نوروز کے نکلے کافر ہوگا اسواسطے کہ اس میں اعلان کفر کا ہے اور گویا اُس نے اعانت کی کافروں کی اوپر کفر کے ہکذا فی التتارخانیہ والعالمگیریہ والفتاوی الرحمانی وغیرہ من کتب الفقہ وقال فی الرحمانی ناقلا عن دستور القضاۃ وعلی ہذا الخروج الی اللعب الذی یدعی ہولی والموافقۃ معھم یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی اللعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعوہ اہل الکفر بدوالی وتزیین البقور والافراس والذہاب لہا الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا اور مقصود ان سب روایتوں سے یہ ہے کہ جانا مجامع میں بقصد موافقت کفار واعلان کفر و تعظیم واختیار رسومھم موجب کفر کا ہے اور یہ تاویل سمجھی جاتی ہے روایت عالمگیری سے ویکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معھم فیما یفعلون فی ذلک الیوم یعنی کافر ہوگا مسلمان بسبب نکلنے کے طرف نیروز مجوس کے نکلنا جو واسطے موافقت کافروں کے ہو بیچ افعال اُنکے کے اور یہی معنی سمجھے جاتے ہیں روایت تاتارخانی اور زیلعی اور درمختار وغیرہ سے ولو اشتری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعم لا یکفر یعنی اگر خریدا کسی نے رن میلہ کافروں کے وہ چیز جو پہلے نہیں خریدتا تھا اگر واسطے تعظیم عید کفار خریدا تو کافر ہوگا اور اگر بارادہ کھانے پینے چین کرنے کے خریدا ہے تو نہیں کافر ہوگا اور ظاہر ہے کہ خریدنے میں کھانے کے واسطے بھی موافقت مع الکفار رہے مگر فقط اس موافقت سے کافر نہیں ہوتا جب تک قصد تعظیم اور موافقت نہو اور حاصل یہ ہے کہ جانا مجامع کفار میں بقصد تعظیم رسم کفر اور موافقت مع الکفار ہے تو موجب کفر ہے اور واسطے سیر و تماشے کے حرام ہے اسواسطے کہ سیر و تماشا بغرض صحیح شرعی کے حرام ہے چہ جائیکہ متضمن ہو اعانت

زیادہ مجمع کفار اور تکثیر سواد ہے اور اسیطرح بیع و شرا اُنکے میلوں سے اسلیئے کہ مستلزم ہے ترویج رسم کفر کو قال اللہ تعالیٰ
و تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور جانا مجامع اہل فسق کو کہ سراسر فسق و فجور پر ہوتے ہیں حرام
ہے جب تک کوئی بات شرک کی نکریگا کافر نہیں کہہ سکتے اور معنے صغیرہ و کبیرہ میں روایات مختلف ہیں بعض روایات
میں جانا واسطے سیر و تماشے کے یا بیع و شرے کے گناہ صغیرہ ہے اور بعض روایات پر گناہ کبیرہ ہے اور خفیف جانکر خیال
کرنا صغیرہ کا ہو یا کبیرہ دونوں موجب کفر ہیں ہکذا فی حواشیہ عقائد النسفیۃ للعصمۃ و قال فی الخلاصۃ رجل یرتکب صغیرۃ
فقال لہ تب فقال المرتکب ای شیئ فعلت حتی احتاج الی التوبۃ کفر انتہی اور اصرار کرنا اوپر صغیرہ کے مفضی الی الکفر ہے
قال زمخشری فی الکشاف ناقلا عن ابن عباسؓ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار انتہی ہکذا فی العقائد
النسفیۃ و قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر الاصرار علی الکبیرۃ کفر حقیقی انتہی اور سر منڈوانا لڑکیوں کا واسطے مصلحت
بال سیاہ نکلنے کے اور سخت ہونیکے اولیای بنات کو جائز ہے جب تک مصلحت متحقق ہو اسواسطے کہ وقت ضرورت
اور مصلحت کے بڑی عورت کو بال سر کے دور کرنا جائز ہے قال فی العالمگیریۃ ولو حلقت المرأۃ راسہا فعلت لوجع
اصابہا لا باس بہ وان فعلت ذلک تشبیہا بالرجال فہو مکروہ و قال ایضا مجنونۃ اصابہا الاذی فی راسہا ولا ولی لہا
فمن حلق شعرہا فہو محسن جس شخص کے ہاتھ کسی عذر سے منہ تک نہیں جا سکتے یا کٹے ہوئے ہیں اور وضو کرانیوالا میسر
نہیں اُسکو وقت وضو کے اعضاء وضو کو پانی میں ڈبو لینا کفایت کرتا ہے اسواسطے فرض وضو جو غسل تھا حاصل ہوا
اور دلک اعضای جو موقوف ہے اوپر تری اور درست ہونے ہاتھوں کے مستحب ہے نہ فرض اور استنجا اُس سے ساقط ہے
قال فی العالمگیریۃ لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر ان یستنجی بہا ان لم یجد من یستنجی سقط عنہ الاستنجاء وان قدر علی الماء الجاری
یستنجی بیدہ الیمنی انتہی اور اگر خارش ہے کے آبلہ وغیرہ ہاتھوں میں بکثرت ہیں اور اس سبب پانی کا استعمال نہیں کر سکتا تیمم
کرے قال فی الدر المختار ولو فی اعضاء وضوئہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ ولو فی یدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور
ہاتھوں میں آبلہ ہونا یا سختی ہونا مانع نماز سے نہیں اگر رکوع و سجود کر سکتا ہے کرے اور اگر نہیں کر سکتا ہے باشارہ اُس
رکوع و سجود ادا کرے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور زید محتاج کو جو حاکم وقت نے قید کیا ہے اس صورت میں نفقہ
زوجہ زید کا نہیں ساقط ہے علی اصح الروایات پس اگر اُسکو قرض نہیں ملتا ہو کسب کرے اور اگر توانائی کسب نہیں رکھتی
تو ہر روز کے واسطے سوال کرے بامر قاضی اور بعد چھوٹنے زید کے جسقدر کسب کرکے یا بھیک مانگ کے کھایا ہے
زید سے طلب کرے اور بسبب نہ پہنچنے نفقہ کے تفریق نہیں ہو سکتی قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا
بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا و بعد الفرض بامر القاضی بالاستدانۃ علیہ انتہی قال محشیا العلامۃ الشامی فی تعقار الحاوی
الزاہدی فان لم یجد من یستدین عنہ علیہ اکتسبت وانفقت و جعلتہ دینا علیہ بامر القاضی ان لم تقدر علی الاکتساب لہا السوال
الیومہا و تجعل مسئولہا دینا علیہ ایضا انتہی اور من کثر سواد قوم فہو منہم حدیث ہے امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع

Marfat.com

میں نقل کی ہے اور در مختار میں بھی کتاب القصاص میں نقل ہے انتہی واللہ سبحانہ اعلم بالصواب فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوالات متعددہ یہ چند سوالات علماء دیندار کی خدمت میں مرسل ہیں انکا جواب ارشاد ہو کہ اجر پاؤ۔

سوال ۱ عقیقہ کب تک کرنا مستحب ہے **جواب** عقیقہ ساتویں دن بعضے فقہاء حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعد سات دن کے کوئی روایت حنفیہ سے دیکھی نہیں **سوال ۲** اور یہ جو کتاب جامع المناقب میں لکھا ہے کہ عقیقہ بائیس روز کے بعد کرنا ناروا ہے اور ذابح عقیقہ کا کافر اور ذبیحہ مردار ہے یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط **جواب** ذبیحہ کا مردار ہونا اور ذابح کا کافر ہونا غلط ہے **سوال ۳** انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء کرام کو سوائے قبر کے حاضر وناظر جانکر پکارنا بطور استمداد یا باین نظر کہ وہ سنتے ہیں ہر جگہ انکو پکارنا جائز ہے یا نہیں **جواب** حاضر و ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جانکر کسی کو سوا اللہ تعالے کے پکارنا جائز نہیں۔

سوال ۴ یا رسول اللہ یا علی یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے کہنا بنظر استمداد یا بطور محاورہ عادت کے جائز ہے یا نہیں **جواب** نفس ندا میں ممانعت نہیں اگر بطور عادت یا تبرک ہو اور بطور استعانت اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالے انکو استطاعت دے اور میری مدد انکی بیری کیا ہے تو یہ جائز ہے **سوال ۵** قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی اور گنبد بنانا درست ہے یا نہیں **جواب** بعض روایت فقہا سے جواز سمجھا جاتا ہے واسطے امتیاز کے اور قبور سے **سوال ۶** شفاعت باذن یعنی حب جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوگا تب شفیع ہونگے یا شب معراج اذن شفاعت کا ہوگیا **جواب** اذن شفاعت کا حضرت کو ہوگیا ہے اور پھر بھی قیامت کو ہوگا بہرحال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ہے **سوال ۷** اغنیاء کو نذر اللہ کھانا درست ہے یا نہیں **جواب** گوشت ذبیحہ نذر اللہ کا کھانا اغنیاء کو درست ہے مثل اضحیہ کے اور سوا ذبیحہ اور نذر اللہ مصرف وہ لوگ ہیں جو مصرف زکوٰۃ کے ہیں **سوال ۸** نذر و منت اولیا اور انبیاء کی کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب** نذر اور منت سوا اللہ تعالےٰ کے کسی کی ماننا جائز نہیں نذر اللہ کی مانیں ثواب کسی نبی یا ولی کو پہنچاویں تو جائز ہے **سوال ۹** تقبیل ابہامین اذان میں وقت سننے اشہد ان محمد رسول اللہ کے سنت ہے یا مستحب **جواب** تقبیل ابہامین کو بعضے فقہا نے مستحب لکھا ہے جامع الرموز میں اور کنز العباد میں روایت مذکور ہے **سوال ۱۰** فاتحہ قبل از طعام یعنی قبل کھانے کے جائز ہے یا نہیں **جواب** فاتحہ پڑھنی اور دعا مانگنی قبل کھانیکے مضائقہ نہیں مگر سنت اور مستحب نہ سمجھے **سوال ۱۱** حدیث جو باب فاتحہ مرسوم میں نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا موضوع **جواب** کوئی حدیث فاتحہ مرسوم میں صحیح دیکھی نہیں **سوال ۱۲** دونوں خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں **جواب** خطبتین میں ہاتھ اٹھانا اور

دعا مانگنا مذہب صاحبین میں درست ہے اور مذہب امام ابوحنیفہؒ پر درست نہیں **سوال ۱۳** اغثنی اور امددنی بقضاء
حاجتی یا احمد کا پڑھنا چاہیے یا نہیں **جواب** بطور عمل بدون لحاظ معنے کے جائز ہے اور بلحاظ معنے جب درست
ہے جو استقلال امانت نہیں سمجھتا **سوال ۱۴** پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں **جواب** روحوں کا آنا
کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے **سوال ۱۵** ارواح گھر میں
کب تک آتی ہیں **جواب** کچھ ثابت نہیں کب تک آتی ہیں **سوال ۱۶** شیرینی اور کھانے وغیرہ پر جو فاتحہ مرسوم
کسی بزرگ کی ارواح کی جو کیا کرتے ہیں تو روح اُس بزرگ کی اُس شیرینی اور کھانے پر آتی ہے یا نہیں **جواب**
روح کا آنا شیرینی اور کھانے پر ثابت نہیں **سوال ۱۷** انعقاد مجلس حسنین رضی اللہ عنہما کا درست ہے یا نہیں
جواب مجلس میں ذکر سچا سچا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جائز ہے بشرطیکہ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہو
سوال ۱۸ لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کسی کو چاہیے **جواب** لفظ سلام کا سوائے انبیاء کے اور ملائکہ
کے واسطے بولنا مکروہ ہے مگر بمتابعت نبیؐ **سوال ۱۹** وقت پڑھنے اشہد ان محمد رسول اللہ کے تصوّ جناب
مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر کوئی کرے تو خلاف شرع نہیں مگر سنت اور
مستحب نہیں **سوال ۲۰** صلوٰۃ غوثیہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** صلوٰۃ غوثیہ کا پڑھنا بطور عمل کے قباحت
نہیں مگر کوئی شرکیہ عقائد شرکیہ ملائے تو اسکو ناجائز ہے **سوال ۲۱** تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے
یا نہیں **جواب** اجتماع سیوم چہلم وغیرہ ایام جائز ہے **سوال ۲۲** یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا درست ہے
یا نہیں **جواب** بطور عمل درست ہے **سوال ۲۳** قبر میں مٹی کی ڈلی تین مرتبہ قل ہو اللہ یا کلمہ پڑھ کے جو رکھتے
ہیں ثابت ہے یا نہیں **جواب** مٹی قبر پر پڑھکر رکھنا ثابت نہیں ہوا **سوال ۲۴** میت کے ساتھ قبر تک قسم غلہ
یا کھانا پہونچانا درست ہے یا نہیں **جواب** خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میت کے ہو یا علیحدہ ہو **سوال ۲۵**
بعد ختم کلام مجید کے تراویح سنت ہے یا نہیں **جواب** بعضوں کے نزدیک سنت رہتی ہے اور بعضوں کے
نزدیک سنت نہیں رہتی **سوال ۲۶** ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیا ہے آیا جائز ہے یا حرام **جواب** ڈھولک
وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے **سوال ۲۷** روزہ میں استنجا کرے اور گوز آجاوے تو روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں
جواب روزہ فاسد نہیں ہوتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں۔

سوال - اطفال مؤمنین معصوم ہستند یا نہ **الجواب** عصمت مصطلحہ اہل کلام کہ عبارت از عدم امکان
معصیت از متصف بدانست نزد اہل سنت والجماعت خاصہ انبیاء علیہم السلام است وعصمت لغوی اعنی محفوظ
بودن از خطا وغیرہ ومحفوظ بودن بآن در اطفال مؤمنین موجود بدین معنی اطلاق آن بر اطفال مؤمنین معیوب نیست نقط

Marfat.com

سوال مچھلی اور سنگھاڑے بخس پانی کے کھانا حلال ہے یا نہیں **جواب** مچھلی بخس پانی کی کھانا حلال ہے قال فی درالمختار ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفة ولو متولدا فی ماء نجس اور اسی روایت سے ظاہر ہے کہ سنگھاڑا بخس پانی کا بھی جائز ہے اور بھی تاتارخانیہ اور عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے کہ مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اور مری ہوئی بکری کے تھن سے جو دودھ نکلے اسکا کھانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست پانی مانع حلت سنگھاڑے کی نہیں اور جزئیہ بھی حلت سنگھاڑے کا کہیں دیکھا تھا اسوقت نظر میں نہیں آتا فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان روم خلد اللہ ملکہ خلیفہ اور امام المسلمین ہے یا نہیں اگر ہے تو زید معترض ہے کہ خلافت میں شرط قریشی ہونیکی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے الائمة من قریش والناس تبع قریش فی ہذا الشان ولا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان وان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد الا اکبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین حالانکہ سلطان روم قریشی نہیں پس کیونکر انکو خلیفہ کہتے ہیں ماوراے این اگر سلطان خلیفہ ہیں تو کیوں نام نامی انکا موافق شرع شریف کے بروز جمعہ وعیدین خطبہ میں ملک ہند اور دیگر املاک میں نہیں پڑھا جاتا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

سلطان روم ایدہ اللہ تعالے لنصرة الدین بلا شبہ خلیفہ ہیں اور امام مسلمین ہیں اور وہ جو معترض نے بعض احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام وخلیفہ میں قریشی ہونا شرط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ فی الواقع یہ احادیث صحیح ہیں اور موافق اسکے قریشیت بلکہ بمقتضائے بعضی احادیث اخر کی اجتہاد وعدالت وذکورت اور شجاعت وغیرہ بھی شرط ہیں خلیفہ میں لیکن معنے اشتراط کے یہ ہیں کہ خلیفہ حقیقی اور مستحق امامت وہ ہے جو جامع اس شرائط کا ہو اور کبھی غیر مستحق بھی اس منصب کو لیلیتا ہے اور مومنین کو بضرورت رفع فتنہ کے تسلیم کرنیکا حکم کیا جاتا ہے اور باصطلاح شرع اسکو خلیفہ اور امام کہا جاتا ہے تو ایسے خلیفہ میں تحقق شرط قریشیت وغیرہ ضروری نہیں ہے قال العلامة ابن الہمام فی مسایرة یثبت عقد الامامة اما باستخلاف الخلیفة ایاہ کما فعل ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ واما ببیعة جماعة من العلماء او من اہل الرای والتدبیر انتہی ثم قال بعد ذلک لو تعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفہ عنہا اثارة الفتن والاختلاف والنزاعات بین المسلمین ولہذا حکمنا بانعقاد الامامة کیلا یکون کمن یبنی قصرا ویہدم مصرا اذا تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانہ انعزل الاول وصار الثانی اماما ویجب طاعة الامام عادلا کان او جائرا اذا لم یخالف الشرع فقد علم انہ یصیر اماما بثلاثة امور لکن الثالث فی امام المتغلب وان لم یکن فیہ شروط الامامة وقد یکون بالتغلب مع المبایعة وہو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمان انتہی نقلا عن الشامی وقال فی شرح العقائد النسفیة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یصیر ملکا عضوضا والمراد الخلافة الکاملة

Marfat.com

وہی الخلافۃ الحقیقۃ فلاینافی ذلک تسمیۃ الائمۃ من اہل الحل والعقد وبعض من بعدہم خلیفۃ ولا ما ذکرہ الفقہاء من انہ یجوز اطلاق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السلطان انتہی اور یہ جو کہا کہ اگر سلطان خلیفہ ہیں تو نام اُنکا خطبہ میں کیوں نہیں پڑہا جاتا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ خطبہ میں پڑہنا نام خلیفہ کا واسطے دعا کے فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں فقط ایک امر جائز ہے کما قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین بالتعین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی پس علماء ہند نے اس جائز امر کو نہیں اختیار کیا اس سے خلافت میں نقصان نہیں آتا اور ملک عرب میں اور مصر اور شام اور روم وغیرہ میں خطبوں میں اُنکا نام پڑہا جاتا ہے اور دعا واسطے اُنکے کیجاتی ہے فقط ہذا ما ظہر لی فی الجواب۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرض چیچک کے واسطے ٹیکا لگانا قبل چیچک نکلنے کے کہ قبل مرض کے علاج کرنا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ٹیکا لگانا بموجب رواج کے کہ ایک کا پانی یا پیپ لیکر دوسرے کے جسم میں لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ٹیکا لگانا واسطے دفع مرض چیچک کے جائز ہے اگرچہ یہ علاج قبل مرض کے ہے لیکن علاج میں واقع ہونا مرض کا ضروری نہیں بحفظ صحت اور دفع مرض آیندہ کا بھی علاج کیا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا استعمال ادویہ مسہلہ قبل وقوع مرض کے فرمایا ہے کما لا یخفی اور امر بھی فرمایا ہے کما روی ابن ماجۃ عن ابراہیم ابن ابی عبلۃ عن عبد اللہ ابن حرام یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسناء والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء الا السام الحدیث وقال فی زاد المعاد قواعد طب الابدان ثلثۃ حفظ الصحۃ والحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ انتہی باقی رہا یہ امر کہ لگانا پانی یا پیپ کا جو نجس ہے دوسرے کے بدن کو واسطے علاج کے جائز ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے قال فی رد المحتار اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذلک الدم علی جبہتہ ینقطع فلا یرخص لہ فیہ وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتۃ فی المخمصۃ وہو الفتوی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا ذکر جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ زندہ ہیں یا نہیں اور بعض اولیاء اللہ تعالے نے بعض مقام پر مثل حضرت غوث الثقلین وغیرہم کے ملاقات کی ہے یا مکلّم ہوئی حیثیت ... سے خاک یا چکد شتی کی پاک ہے یا نہیں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ خاک یا چکد شتی سوختہ

کی خشک پاک ہے بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی ورنہ ہر نجاست سوختہ کی خاک پاک ہوجاوے جیسے انسان یا خنزیر کی
انکی نجاست بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی عورت اگر مرد کی طرح اور مرد عورت کیطرح اگر تشہد میں بیٹھے تو نماز درست
ہوگی یا نہیں بعض لوگ مراتق حدیث کے کوئی تفرقہ دونوں میں نہیں کرتے زکوٰۃ نوٹ پر واجب ہے یا نہیں کفلد
سے جو نیکیاں ہوتی ہیں انکا بدلہ دنیا میں حق تعالےٰ اُنکو دیگا یا آخرت میں بقدر اُس کے تخفیف عذاب ہوجاوگی
نکاح میں یہ شرط کرنا کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا حتی کہ والدین کے گھر کی بھی شرط کرلی
اور اُسپر والدین منکوحہ کے راضی بھی ہوگئے آیا نکاح صحیح ہو یا فاسد اور یہ شرط عند القاضی معتبر ہوگی یا نہیں اور عنداللہ
کیا حکم ہے جو حوض دہ در دہ سے کم ہو اور پانی کل کا یعنی بنبہ کا جو دریا سے اُس میں آتا ہے اور اکثر اوقات باوجود
بھر جانے کے بھی بنبہ جاری رہتا ہو تو اُس کا کیا حکم ہے ہر وقت پانی پاک جاری کا حکم ہے یا وقت جاری ہونیکے
پانی پاک اور وقت رک جانیکے ناپاکی سے ناپاک ہوجاویگا فقط اور ایسی حوض میں جو کوئی غسل کرے تو وہ پانی
مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے زندہ ہیں اور اکثر اولیاء اللہ تعالےٰ کی ملاقات
اُن سے منقول ہے اور فوائد کثیرہ اولیاء کرام کو اُن سے حاصل ہوئے قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالےٰ فوجدا جواب سوال اول
عبدا من عبادنا الآیۃ الجمہور علی انہ الخضر وعلی انہ نبی غیر مرسل وفی تفسیر البغوی اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث
اثنان فی الارض الخضر والیاس واثنان فی السماء ادریس وعیسیٰ علیہ السلام وقال الہروی ان الخضر قد جاء النبی علیہ السلام
مرارا واما قولہ علیہ السلام لو کان حیا لزارنی فلا یصح وتورع الزیارۃ بعدہ انتہی وقال ایضا اختلفوا فی حیاتہ والاکثر علی
انہ موجود بین اظہرنا وہذا متفق علیہ الصوفیۃ لان حکایاتہم انہم رأوہ فی المواضع الشریفۃ وکلموہ اکثر من ان یحصی نقلہ
الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ وابو طالب المکی فی کتبہ والحکیم الترمذی فی نوادرہ وغیر ذلک من المحققین من سادات الائمۃ
الذین لا یتصور اجتماعہم علی الکذب والافتراء انتہی مختصرا جواب سوال دوم خاک یا چکنی کی بلکہ جمیع نجاسات کی مختلف
فیہ ہے صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ پاک ہے خواہ خشک ہو یا تر قال فی شرح المنیۃ ولو احرقت العذرۃ او الروث فصار کل منہما
رمادا او مات الحمار فی المملحۃ وکذا ان وقع بعد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحا زالت نجاستہ
وطہر عند محمد خلافا لابی یوسف واکثر المشائخ اختاروا قول محمد وعلیہ الفتوی فعلم ان الحکم عند محمد عدم فساد البیر لو وقع
ذلک الرماد انتہی مختصرا اور ظاہر ہوگیا کہ یہ قول کسی شخص کا کہ خاک انسان یا خنزیر کی بعد تر ہونیکے طاہر نہیں خلاف
مفتی بہ اور غلط ہے۔ جواب سوال سوم اگر عورت مرد کیطرح اور مرد عورت کیطرح حلبہ تشہد میں بیٹھے تو نماز بکراہت
درست ہوگی اسواسطے کہ یہ حلیہ تشہد بنہج خاص واسطے ہر ایک کے مرد و عورت میں مسنون ہے اور شرع منفعت ہے

نماز میں کراہت ہوگی قال فی شرح المنیۃ فاذا رفع المصلی راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ افترش رجلہ الیسری وجلس علیہا بنصب رجلہ الیمنی نصبا ویوجہ اصابعہ ای اصابع رجلہ الیمنی نحو القبلۃ ہذہ کیفیۃ القعود المسنون فی القعدتین عندنا وعند مالک التورک کما قلنا فی المرأۃ انتہی وقال ایضا ویقعد فی القعدۃ الاخیرۃ مثل ما قعد فی القعدۃ الاولی والمرأۃ تقعد علی الیتہا الیسری فی القعدتین الاولی والاخیرۃ وتخرج کل رجلیہا من الجانب الآخر انتہی وقال فی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام انتہی جواب سوال چہارم زکوۃ نوٹ پر واجب ہے اس لئے کہ نوٹ منجملہ عروض تجارت ہیں اور عروض تجارت پر بشرائط زکوۃ زکوۃ واجب ہے قال فی الدر المختار وفی عروض التجارۃ قیمتہ نصاب وہو ہنا المیس بتمامہ انتہی جواب سوال پنجم کفار جو اعمال خیر کرتے ہیں اوس کا بدلہ دنیا میں ہے نہ آخرۃ میں بلکہ اعمال اُنکے بالکل محبوط اور ضائع ہوتے ہیں قال اللہ سبحانہ تعالی اولئک الذین حبطت اعمالہم فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان حبطت اعمالہم التی کانوا یستحقون بہا الاجور لو قارنت الایمان مثل الانفاق فی وجوہ الخیر وصلۃ الرحم وغیر ذلک ای ضاعت وبطلت بالکلیۃ ولم یترتب علیہا اثر فی الدنیا والآخرۃ انتہی جواب سوال ششم تحت نکاح میں مثلا یہ شرط کی کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا یہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل ہے عند القاضی اصلا معتبر نہو گی قال فی الدر المختار لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد النکاح مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط انتہی جواب سوال ہفتم جو حوض وہ در دہ سے کم ہے اور اس میں منبع سے پانی آتا ہے اور جاتا ہے تو وہ حوض وقت جاری ہونیکے پاک ہے اور حکم آب جاری کا رکھتا ہے اور جب آمد پانی کی موقوف ہوجائیگی تو حکم اس کا ماء راکد ہے نہ جاری کا اس وقت نجاست قلیل پڑنے سے نجس ہوجائے گا قال فی الدر المختار والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارک کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب ویخرج من آخر انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا حوض غیر الحمام لان فی الظہیریۃ ذکر ہذا الحکم فی حوض اقل من عشر فی عشر انتہی اور اس حوض میں اگر کوئی غسل کرے تو بلا شبہ پانی اُس کا مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال بسم اللہ العلی الاکبر ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا بدون نقل الفاظ ونظم قرآن مقدس کے کسی زبان کنڑی ہو یا مرہٹی ہو یا سنسکرت محض بغرض اشاعت دین جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترجمہ کرنا قرآن شریف کا کسی زبان میں بدون نقل نظم قرآن شریف کے نہیں جائز قال فی رد المحتار فی الفتح

Marfat.com

عن الکافی ان اعتاد القرأۃ بالفارسیۃ اوارادان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی آیۃ وآیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز انتہی وقال ایضاً والظاہر ان الفارسیۃ غیر قید انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً کوئی شخص ظہر کی سنت کی دوسری رکعت پڑھتا ہوا ور فرض کیواسطے تکبیر کہے تو وہ شخص نماز توڑ کر شامل ہو جاوے اور دو رکعت پوری نکرے حکم ازروے شرع کیا ہے مسئلہ ثانی بعد نماز فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑھتے ہوں اس طرح پر صلی اللہ وسلم علیک یارسول اللہ اس کے واسطے کیا حکم ہے درست ہے یا نادرست اور اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے کے وقت انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھ سے لگانا مستحب ہے یا نہیں حدیث اس کی ضعیف ہے یا موضوع چومنے والوں کو بدعتی کہنا درست ہے یا نہیں گنہگار اس کا کہنے والا ہوتا ہے یا نہیں اور درود شریف مذکور کے کہنے والے کو مشرک اگر کوئی کہے اس کا کیا حکم ہے اور کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو شخص سنت ظہر پڑھتا ہو اور امام نماز ظہر بجماعت شروع کرے تو سنت ظہر پڑھنے والے کو چاہیے کہ چاروں رکعت سنت پوری کرے اور سنت کو نہ قطع کرے اور نہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور اگر دو رکعت پڑھکر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے گا تو جب بھی مضائقہ نہیں قال فی الدر المختار والشارع فی النفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح انتہی اور درود شریف صلی اللہ وسلم علیک یارسول اللہ پڑھنا درست ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا وقت کہنے موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ مستحب ہے قال فی رد المحتار یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد وفی کتاب الفردوس من قبل ظفر ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی مختصرا اور حدیث اس باب میں جو وارد ہے ضعیف ہے موضوع نہیں کما یظہر من تذکرۃ الموضوعات لمولانا محمد طاہر اور چومنے والے کو جو بدعتی کہتا ہے وہ شخص برا کرتا ہے اور اسی طرح درود شریف پڑھنے والے کو مشرک کہتا ہے بہت گنہگار ہوتا ہے اور کھڑا ہونا ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واسطے تعظیم ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے کما فی السیرۃ الحلبیۃ والسیرۃ الشامیۃ واللہ سبحانہ اعلم

Marfat.com

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کے یہاں مجلس میلاد ہی اوس نے اپنے احباب اہل اسلام کو بذریعہ فرد اسم الصلاع دی اور پیشانی فرد پر یہ عبارت تھی (نحمدہ ونصلی) اما بعد آج غریب خانہ پر بعد مغرب مجلس میلاد شریف ہے صاحبان ذیل حاضر مجلس شہنشاہ انبیاء علیہ وعلی الہ التحیۃ والثناء ہو کر سماعت ذکر مناقب و ولادت شریف وغیرہ سے فیض یاب ہوں ایک شخص نے اپنے نام پر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے آیا یہ شخص فاسق العقیدہ ہے یا نہیں اور فساد کس درجہ کا اور اس کے پیچھے اقتدا کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ یہ شخص فاسد العقیدہ ہے جو مجلس ذکر مناقب اور ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے نعوذ باللہ سبحانہ منہا قال القاضی فی الشفاء قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مسلم متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بالکان یاخذ بنفسہ لوکان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ لیکن بحسب ظاہر حکم شرع کے یہ متعین نہیں کہ فساد کس درجہ کا ہے البتہ مبتدع ہونا اوس شخص کا متعین ہے اسیطرح مجرد اس کلام سے حکم عدم صحت اقتدا اس شخص کا نہیں کر سکتے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار دونوں پر برابر و بلا فرق فرض ہے یا نہیں در فرضیت اس کی کونسی دلیل شرعی سے ثابت ہے اس کو بہ تفصیل مع دلائل کے بیان فرمائے سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے یا نہیں اس کی فرضیت پر کیا دلیل ہے سوال سوم بیٹیوں پر بعد شوہر دار ہو جانے اون کے کے فرضیت اطاعت والدین کی انپر سے بسبب فرضیت اطاعت شوہر انکے کے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض باقی رہتی ہے اور بعض ساقط جو شق صحیح ہو اس کو بتوضیح تمام مع الدلیل ارقام فرمادیں سوال چہارم در صورت فرضیت اطاعت والدین و فرضیت اطاعت زوج عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے یا کم و بیش اور باپ و شوہر کے درجہ میں کیا تفاوت ہے اعلیٰ درجہ کس کا ہے سوال پنجم عاق کرنا والدین کا جو مشہور عوام جہلاء میں ہے بیٹا و بیٹی دونوں پر موثر ہے یا صرف بیٹے ہی پر اور عاق کرنے کا اثر اس پر جو عاق کیا گیا ہے کیا مرتب ہوتا ہے سوال ششم مثلا زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ اگر

تو میرے اس حکم کی تعمیل نکرے گی تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا اور پدر مسماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا ہو کہ منع کرتا ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کا ہے تجھ سے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہونگا یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکور حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطور مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا بہتر ہوگا یا طلاق شوہر سوال ہفتم بعد نکاح کردینے دختر کے باپ چاہتا ہے کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ کسیطرح محتاج اس سے خدمت لینے کا نہیں ہے اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہہ شرط بھی کرالی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہے گی اور تمکو بھی یہیں رہنا پڑے گا تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت شوہر شوہر کے گھر اور یہہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں فقط سوال ہشتم عورت زیارت والدین و دیگر محارم میں محتاج اذن شوہر کی ہے یا نہیں سوال نہم عورت خلاف حکم مرضی اپنے زوج کے مکان شوہر سے بارادہ زیارت والدین کے مکان میں کہ مکان میں والدین کا اس کے محلہ مسکونہ میں ہو یا مثلا دو کوس پر ہو یا اس سے بھی زیادہ دور ہو جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر والدین عورت مذکورہ کے خواہش کریں کہ اپنی دختر سے اس کے شوہر کے مکان میں آکر ملاقات کریں تو شوہر کو حق منع کا ہے یا نہیں اور عورت خلاف حکم مرضی اپنے شوہر کے اپنے والدین کو مکان شوہر میں آنے دیسکتی ہے یا نہیں سوال دہم مثلا پدر عورت خواہ ماں اس کی کوئی مرض مہلک دق تپ میں مبتلا ہوئی اور ایسا ہی اس کا شوہر بھی مرض مہلک دق تپ میں مبتلا ہو گئے اور سوائے عورت مذکورہ کے دونوں کا یعنی پدر و شوہر مذکورہ کا کوئی خبر گیراں اور خدمت کنندگان نہیں ہے اور اس وقت میں دونوں محتاج شدید خدمت کے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں کی خدمت اور خبر گیری اس سے انجام پاوے اگر باپ کی خدمت و خبرگیری کرتی ہے تو ترک خدمت و عدم خبرگیری شوہر کی لازم آتی ہے یا اس کا عکس تو اس صورت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے آیا ترک خدمت والدین خدمت شوہر کی کرنا چاہیے یا ترک خدمت شوہر خدمت والدین کی کرنا چاہئے بینوا بالقرآن واحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واستشہد وابا قوال العلماء الفحول فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا اور بیٹی پر شوہر دار ہو یا غیر شوہر دار فرض ہے اور فرضیت اس کی

ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم التنزیل اے امر ربک واجب قال فی روح البیان اے امر کل مکلف امرا مقطوعا بہ فاہم الواجبات بعد التوحید احسانہما انتہی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت قولہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ اے امرناہ ان یبرہما ویطیعہما ویقوم بہما انتہی اور احادیث کثیرہ بھی اس باب میں وارد ہیں فی المشکوٰۃ عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخطہ فی سخط الوالد رواہ الترمذی وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجۃ انتہی لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر انکے بیہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فی المشکوٰۃ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ متفق علیہ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ انتہی پس جب بیٹی شوہر دار ہو جاتی ہے تو اطاعت شوہر اس پر فرض ہو جاتی ہے اس حالت میں اسپر اطاعت والدین کی ان امور میں جو مخالف طاعۃ شوہر کے ہوں فرض کیا مباح بھی نہیں کما یجیٔ مفصلا فی الاجوبۃ الآتیۃ فقط

جواب سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اول آیات متعددہ منجملہ ان کے ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ قال الامام الرازی فی تفسیرہ فاعلم ان اللہ تعالیٰ لما بین انہ یجب ان یکون المقصود من المراجعۃ اصلاح حالہا لا ایصال الضرر الیہا بین ان لکل واحد من الزوجین حقا علی الآخر وان الزوج کالراعی والامیر والزوجۃ کالمامور والرعیۃ فیجب علی الزوج بسبب کونہ امیرا وراعیا ان یقوم بحقہا ومصالحہا ویجب علیہا فی مقابلۃ ذلک اظہار الانقیاد والطاعۃ للزوج انتہی مختصرا وفی التفسیرات الاحمدیۃ قولہ تعالیٰ ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف ایماء الی حقوق کل من الزوج والزوجۃ علی الآخر فحقوق الزوج علی الزوجۃ الخدمۃ والآداب وترک الاعراض علیہ وامتثال اوامرہ بالکلیۃ والانقیاد لہ وترک المنع من الوطی حتی شار وکیف شار انتہی اور ثانیا احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا انتہی اور حدیث امام احمد جو مشکوٰۃ میں ہے لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا ... ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعل ... اور حدیث بیہقی المروی فی المشکوٰۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یقبل اللہ لہم صلوٰۃ ولا تصعد لہم حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرءۃ الساخط علیہا زوجہا والسکران حتی یصحو انتہی فقط

سوال سوم اولا عورت پر اطاعت والدین مطلقا فرض تھی اس کے بعد اطاعت شوہر بعد شوہر دار ہونے کے ...

جواب سوال دوم

جواب سوال سوم

فرض ہوئی والدلیل علیہا مر آنفا تو جن امروں میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہو گی اُن امروں میں بمقتضائے
احادیث سابقہ وحدیث صحیح لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہو جائیگی اور باقی میں
باقی رہے گی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فہی رقیقۃ لہ فعلیہا طاعۃ الزوج مطلقا فی
کل ما طلب منہا فی نفسہا مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیہا اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
ایما امرأۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعہد الی امرأتہ ان لا تنزل من
العلو الی السفل وکان ابوہا فی الاسفل فمرض فارسلت المرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی
النزول الی ابیہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابو
ہا فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہا ان اللہ تعالی قد غفر لابیہا بطاعتہا لزوجہا انتہی وقال
امام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المرأۃ ظہر ان المرأۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل
ولہذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانہن عندکم عوان انتہی جواب سوال چہارم
جن امروں میں اطاعت زوج کی اوپر زوجہ کے فرض ہے اُنمیں اطاعت شوہر مقدم ہے اوپر اطاعت
والدین کے نہ باقی امور میں کما ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ السابقۃ فقط جواب سوال پنجم
عقوق اپسر اور دختر دونوں میں برابر ہوتا ہے اور معنی عقوق کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا
رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس
والیمین الغموس رواہ البخاری قال فی المرقاۃ عقوق الوالدین قطع صلتہما وقیل ہو ایذاء لا یحتمل مثلہ من
الولد عادۃ وقیل عقوقہما مخالفۃ امرہما فیما لم یکن معصیۃ انتہی اور اثر عقوق کا فاسق ہو جانا ہے عاق
کا جب تک کہ توبہ نکرے فقط جواب سوال ششم ایسی حالت میں عورت کو اطاعت اپنی شوہر کی لازم
ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ آنفاً اور اس حالت میں
نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اسواسطےکہ نافرانی شوہر کی معصیت ہے
اور حرام اور پدر اُس کا امر کرتا ہے اس معصیت اور حرام کا پس معصیت میں اطاعت
والدین کی فرض کیا مباح بھی نہیں والدلیل علیہ قد مر اور اِن جوابات سے جواب باقی چار سوالونکا
بھی ظاہر ہو گیا یعنی جب اطاعت شوہر مقدم ہو گی تو عورت کو باطاعت شوہر شوہر کے گھر رہنا چاہئے
نہ والدین کے گھر اور شرط والدین کی اپنے گھر رکھنے کی لغو ہے عورت کو بلا اجازت شوہر کے
کسی محرم یا والدین کے زیارت نہیں جانا چاہئے عورت بلا اجازت شوہر کے والدین کے مکان تک
بالاخانہ سے نیچے تک جا سکے والدین مریض کیوں نہ ہوں نہیں جا سکتی اسیطرح والدین عورت کے

جواب سوال چہارم جواب سوال پنجم

جواب سوال ششم

جواب سوال ہفتم ہشتم نہم دہم

عورت سے بغیر مرضی شوہر کے ملاقات نہیں کر سکتی اور شوہر کو ملاقات والدین
سے بہ مصلحت حق منع پہونچتا ہے اگر عورت باجازت شوہر والدین و شوہر دونوں کی خدمت کر سکتی ہو
تو فبہا ورنہ شوہر کی ہی خدمت کرے گی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب الجواب محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ خواندن انگریزی و آموختن آں و تعلیم کنانیدن اطفال خورد را قواعد و ضوابط زبان انگریزی بر اہل اسلام جائز است یا نہ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ تعالیٰ یوم الجزاء والحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خواندن انگریزی و آموختن آن عامہ مکلفین اہل اسلام را و ہمچنین تعلیم کنانیدنش اطفال مومنین را حرام است زیرا کہ خواندن و آموختن و ممارست آں موجب مناسبت و اختلاط و مورث مودت و ارتباط است نصرانیان بلکہ مقصود اصلی خوانندگان و تعلیم کنانندگانش ہمیں است و اختلاط با نصرانیان و ارتباط با ایشان و ہمچنین موجبات و اسباب آن حرام است و اجتناب و دوری گزیدن تا بمقدور از آنان واجب است بنصوص صریحہ و احادیث صحیحہ قال اللہ سبحانہ تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال علیہ فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد علی مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذالک تشدیدا و تاکیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم ولقولہ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وبمقابلۃ قولہ اولئک حزب الشیطان وبقولہ اولئک حزب اللہ فلا تجد شیئا ادخل فی الاخلاص من موالاۃ اولیاء اللہ ومعاداۃ اعدائہ بل ہو الاخلاص بعینہ انتہی و در محل دیگر حضرت حق سبحانہ میفرماید یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم الآیۃ قال علیہ فی الکشاف لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ثم علل النہی بقولہ بعضہم اولیاء بعض ای انما یوالی بعضہم بعضا لاتحاد ملتہم واجتماعہم فی الکفر فما لمن دینہ خلاف دینہم ولموالاتہم ومن یتولہم منکم فانہ منہم من جملتہم وحکمہ حکمہم وہذا تغلیظ من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسیٰ الاشعری فی کتابۃ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تامنوہم اذ خونہم ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ وروی انہ قال لہ ابو موسیٰ لا قوام للبصرۃ الا بہ فقال

Marfat.com

ات النصرانی والسلام یعنی بسبب انه قد مات فما کنت تکون صانعا حینئذ فاصنعه الساعة ومثله فیه تحیر انتهی وهمچنین است
در تفسیر کبیر و نیشاپوری وغیره من کتب التفسیر و قال بیضاوی لا تتخذ اليهود والنصاری اولیاء ای فلا تعتمدوا
علیهم ولا تعاشروهم معاشرة الاحباب بعضهم اولیاء بعض ایماء الی علة النهی ای فانهم متفقون علی خلافکم یوالی
بعضهم بعضا لاتحادهم فی الدین واجتماعهم علی مضادتکم ومن یتولهم منکم فانه منهم ای من والاهم منکم فانه
من جملتهم وهذا تشدید فی وجوب مجانبتهم کما قال علیه السلام لا تتراءی ناراهما انتهی ودر مسلم الثبوت وغیره
من کتب الاصول مرقوم است که تحصیل اسباب واجب واجب است وتحصیل اسباب حرام حرام است کما قال ابو ذری
تحصیل اسباب الواجب واجب وتحصیل اسباب الحرام حرام بالاجماع انتهی ودر احیاء العلوم میفرماید که انبساط ومعاشرت
ودوستانه از کافر حرام است ونصه فالکافر ان کان محاربا فهو مستحق للقتل والاسر ولیس بعد هذین الامرین اهانة
واما الذمی فانه لا یجوز ایذاؤه الا بالاعراض عنه والتحقیر له بالاضطرار الی ضیق الطریق وبترک المصافحة بالسلام
والکلام والکف عن مخالطته ومعاملته ومواکلته فاما الانبساط معه والاسترسال الیه کما یسترسل الی الاصدقاء فهو مکروه
کراهة شدیدة یکاد ینتهی ما ینتهی منه الی حد التحریم قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون الخ وقال الله تعالی
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ وقال علیه السلام المسلم والمشرک لا تتراءی ناراهما وانچه بعض علماء
در فتوای خود نوشته اند خواندن وآموختن زبان انگریزی که لسان سلطان وقت است بمقدار فهمیدن
گفتگوی انگریزان وقدرت فهمیدن نوشته ایشان وبمقدار قوت کتابت قرطاس متعلقه شان که امور
معاش تعلق قوی بآن دارد بغیر آن نقصان مال وعزت است که اکثر کار وبار سررشته انگریزان بران
موقوف است که انگریزان با غیر انگریزی دان بحقارت مخاطب نمی شوند ودر بارگاه خود بار نمیدهند
یا به نیت مقابله قسیسین ورهبانان او شان درباره اثبات حقیت دین اسلام جائز ومباح است
جوابش اینکه اولا این امر اصلا صحیح نیست که بغیر دانستن انگریزی نقصان مال وعزت است هزاران
کس درین بلاد نا آشنای محض اند از انگریزی و هیچ نقصان مال وعزت شان نیست واین امر مشاهد
ومعاین است ومن ادعی فعلیه البیان ثانیا علی التسلیم احتمال نقصان مال وعزت مجوز اختیار اسباب اختلاط
ومودت با کفار نمیتواند شد حاطب ابن بلتعه رضی الله تعالی عنه که از اصحاب جلیل القدر ومهاجرین واز
اصحاب بدر بودند اهل وعیال شان در مکه معظمه که در آن وقت دار الحرب بود بقبضه کفار گرفتار
بودند وصحابی موصوف بتوقع محافظت وعدم تعرض کفار باهل وعیال واموال خود شان رسم مراسلت
مکتوب باهل مکه نموده بودند حضرت حق در آیه کریمه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء الآیة نهی ابلغ از رسوم مودت وموجبات مودت کفار فرمود پس نقصان مال وعزت بلکه احتمال

ائتلاف جاہنا ہم بجز اختیار اسباب مودت و ارتباط کہ خلاف اشرار نشد روی البخاری باسناده عن علی رضی اللہ
تعالی عنہ یقول بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا روضۃ خاخ
فان بہا ظعینۃ معہا کتاب فخذوه منہا فذہبنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ فقلنا
اخرجی الکتاب او لنلقین الثیاب فاخرجتہ من عقاصہا فاتینا بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا فیہ من
حاطب ابن ابی بلتعۃ الی ناس من المشرکین ممن بمکۃ یخبرہم ببعض امر النبی علیہ السلام فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ما ہذا یا حاطب قال لا تعجل یا رسول اللہ انی کنت امرءا من قریش ولم اکن من انفسہم وکان من معک
من المہاجرین لہم قرابات یحمون بہا اہلیہم واموالہم بمکۃ فاحببت اذ فاتنی من النسب فیہم ان اصطنع الیہم
یدا یحمون قرابتی وما فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد صدقکم
فنزلت فیہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم الآیۃ انتہی مختصرا وقال فی المدارک تحت قولہ
تعالی لا تجد قوما الآیۃ من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین والمراد انہ لا ینبغی ان یکون
ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی الزجر عن ملابسۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراز عن مخالطتہم
ومعاشرتہم وزاد ذلک تاکیدا وتشدیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم انتہی وحال نیست
مقابلہ قسیسین در ہبانان انیکہ اولا تراجم ہمہ کتب مذہبیہ انگریزان بزبان اردو وغیرہ موجوده است
رد کنندگان انصاری ہیچ احتیاج در اثبات حقیت اسلام وادلہ موجبہ الزام بآموختن زبان انگریزی
نمیدارند چنانچہ رئیس المناظرین انصاری مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ اکثر کتب در تردید این فرقہ ساختند
اند و مناظرہا با این فرقہ در بلاد ہند و بلاد روم فرمودہ گوی سبقت و اثبات حقیت از میدان مناظرہ بودہ
اند و از انگریزی حرفی نیاموختہ ونشنودہ اند وعلی التسلیم این نیست از اہل این کار کہ علما و صلحا و اخیار و
ساہلین مناظرہ و دفع اشرار اند معتبر و مفید جواز میتوان شد بلکہ از عوام الناس ما اطفال کہ بذریعۂ خواندن
وآموختن انگریزی و مدارست عقائد وطرق ایشان دین وملت خود در باختہ دلکفر والحاد واہانت اسلام
واہل اسلام بشعار و دثار خود ساختہ اند وہو مما لا یخفی علی ذوی الابصار وآنچہ میگوید کہ حکم این حکم صنا
عات است مانند کتابت وغیرہ کدامی نہی از جانب شارع در باب آموختن لسان اقوام وارد نیست
حاصلش اینکہ مراد از علم صناعات کہ در کلام فقہا وارد است صناعات محتاج الیہا است کہ بدون آن
قوام معاش و تمدن صورت نبندد کما قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایۃ من العلوم فہو کل علم
لا یستغنی عنہ فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب واصول الصناعات والفلاحۃ کالحیاکۃ والسیاسۃ
والحجامۃ انتہی مختصرا پس لسان انگریزی کہ محتاج الیہا قوام امور دنیا اصلا نیست چگونہ بحکم صناعات

Marfat.com

داخل شود و علی التسلیم اگر از علوم صناعات علمی موجب مفاسد دینیه و منافی نصوص صریحه کتاب و سنت
باشد و در حرمت آن تاملے نمیتوان کرد کما قال فی المنطق والنجوم وغیره قال الامام الغزالی فی الاحیاء
واعلم ان العلم لا یذم لعینه وانما یذم فی حق العباد لاحد اسباب ثلاثة احدها ان یکون مؤدیا الی ضرر اما
لصاحبه او لغیره کما یذم علم السحر والطلسمات الثانی ان یکون مضرا لصاحبه فی غالب الامر کعلم النجوم انتهی
مختصرا و قال ایضا اما القسم المذموم قلیلة وکثیرة وهو ما لا فائدة فیه فی دین ولا دنیا او فیه ضرر یغلب نفعه
کعلم السحر والطلسم والنجوم فبعضه لا فائدة فیه اصلا ومنه ما فیه ضرر یربی علی ما یظن انه یحصل به من قضاء
وطر فی الدنیا فان ذلک لا یعتد به بالاضافة الی الضرر الحاصل منه انتهی و آنچه میگوید که کدامی نهی درباب
آموختن لسان اقوام وارد نیست پس بقاعده کلیه الاصل فی الاشیاء الاباحة بر اباحت اصلیه خود باقی ماند
نه حرام ذکر ده که حجت آن دلیل قوی باید انتهی جوابش اینکه اگر مرادش از عدم ورود نهی درینباب
نهی لذاته است تسلیم نمودیم و نفعی لقائلش نیست چه حرمت را نهی لذاته درکار نیست لیبا است که تحریم شیئی
را باعتبار عوارض میباشد کما مر من الاحیاء مثلا زبان قومے از کفار واجب الاحتراز که لذاته آموختنش
ممنوع نباشد لیکن بسبب لزوم اختلاط با اهل آن زبان و مناسبت و مودت با آنان که از لوازم
ضروریه آموختن است حکم حرمت آن از کتاب و سنت میتوان کرد و اگر مرادش آنست که نهی مطلقا درینباب
وارد نیست پس این امر اصلا صحیح نیست چه نصوص صریحه قرآن شریف و احادیث صحیحه درینباب وارد است
قد مر نبذ منه و آنچه میگوید که رسول الله صلی الله علیه وسلم از اصحاب خود دو کس را جهت آموختن
لغات اهل کتاب از یهود و نصاری امر فرموده بودند انتهی جوابش اینکه اولا قائل این کلام از تصریح اهل
سیر این معنی نقل ننموده پس قابل اعتماد نیست بلکه لم ینقل عن ثقة ثبت ثانیا اینکه علی التسلیم آموختن ایشان مذکور نیست
مذکوره یک دو کس را مفید رد و قدح این فرقه باشد به ثبت و قمع شر دشمنان دین بشرط صیانت عقائد و اعمال
خود بمقتضای این نقل جائز خواهد بود نه مطلقا لا سیما در صورت برباد رفتن دین و ایمان انگریزی خوانان و اقتراب
محبت و تعظیم آنان چنانکه مشاهد و معلوم است و آنچه میگوید که قاعده فقه است الامور بمقاصدها و قال النبی صلی الله علیه
وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی هر گه نیت و قصد خیر باشد درکارے آن درست و مشروع باشد و فاعل آن
مثاب گردد انتهی بلاشبهه درکار مباح اگر نیت خیر باشد آن درست و مشروع است نه در ممنوع و حرام و هرگاه
که حرمت خواندن انگریزی بسبب لزوم اختلاط و مناسبت کفار معلوم شد پس خیر در آن اصلا معتبر نیست و نه مجیب
الاهل آن که در آن وقت در حق او ممنوع نیست اهل اسلام را حق سبحانه توفیق دهاد که پرستش انگریزان عبادت
تحصیل آن فکر تکمیل معادمن نشتند والله سبحانه الموفق و فی هذا القدر کفایة لاهل الدیانة والله ولی التوفیق والله اعلم

Marfat.com

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ بالصواب ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اچھے فعلوں پر قسمیں کھائیں اور توڑیں اور اُن قسموں کی تعداد یعنی شمار یاد نہیں تو پس ان قسموں کا بسبب نسیان اپنے کے جدا جدا کفارہ دے یا ان کل قسموں کا ایک کفارہ دے گا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایک کفارہ دینے سے سب قسموں کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ قال فی رد المحتار و فی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت و یخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع و قال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل ہو المختار عندی مقدسی و مثلہ فی القہستانی عن المنیۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ چون احتساب عبارت از امر معروف و نہی منکر فرض کفایہ است و علم از اعرف معروفات و جہل از انکر منکرات کائن است فقہای ملت بیضای اسلام احکام احتساب بر علماء و معتدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند و کدام تعزیر معین و مقرر فرمودہ و تبیین و تفصیل این مطالب کجا نمودہ اند و مفصل و مکمل بمراعات قواعد احتسابیہ بنگارند و سائل این مسائل را ممنون و شاکر خود انگارند و اگر بتوانند شرح دہند کہ آیا در عہدی از عہود و ایام سلاطین و حکام اسلام برین ہنجار و گفتار و کفتار خواص و عوام بودہ و کدامی خلیفہ و امام التزام و اہتمام و انتظام آن نمودہ یا خیر ہمیں مصداق مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور بودہ است و لبس یادہ دعای حسنی وزیادہ فقط خاکپائے ارباب علوم اصحاب فہوم ملا عبد القیوم ڈپٹی کمشنر انعام صوبہ جنوبی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر و الفتن و حوادث الزمن ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر سائل مئولید کہ فقہائے ملت بیضای اسلام احکام احتساب بر علماء و معتدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند و کدام تعزیر معین فرمودہ اند مالش اینکہ اگر مراد سائل ازین کلام آنست کہ فرقہ علماء و متعلمین اگر ترک احتساب مفروض کنند و این ترک امر مفروض کہ منکر است ارتکاب نمایند تعزیر ہست یا نہ و اگر ہست پس حیثیت جوابش اینکہ بلا شبہ احتساب منجملہ فروض کفایہ است و از احکام فرض کفایہ آنست کہ اگر بعض مکلفین ادا نمایند

از دیگران ساقط میشود و اگر همه ترک کنند همه آثم شوند و مراتب احتساب بیکن احادیث صحیحه و آثار مرویه چند است
و منها ولا شرائط و موانع کثیره است. روی مسلم فی صحیحه عن ابی سعید الخدری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من رأی
منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان انتهی پس صورتیکه همه مسلمانان باوجود اجتماع شرائط
و رفع موانع مرتب از مراتب احتساب که بر ایشان فرض بوده ترک نمایند آثم خواهند شد و علم این ترک مخصوص از قبیل محالات
عادیه است چه اولا احوال همه مسلمانان معلوم نمیتواند شد ثانیا حکم بتحقق همه شرائط آن و ارتفاع موانع هم دشوار ثالثا حکم ترک
آن مرتبه ضعیفه اش که بقلب است چگونه کرده شود بالجمله بر تقدیر ارتکاب این منکر بودنش معصیت بتحقق شرائط معهو
دش فقط حکم تعزیر که آن مفوض برائے حاکم است و ضمن کلیه تعزیر فرموده اند قال فی الدر المختار و عزر مرتکب کل منکر او
موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل انتهی۔ و اگر مراد سائل آنست که علم که از اعز معروفات است و جهل که از اکبر منکرات است اگر
علما و متعلمین ارتکاب این منکر نمایند یعنی جهل اختیار کنند پس در حق ایشان احکام اختیاریه چیست پس جوابش اینکه از کلیه کلام
فقها و عزر مرتکب منکر الخ تعزیرا بودنش منکر ظاهر است و در زمانه سلاطین سلف ضبط احکام احتساب شده است چنانچه
ملا ضیاء الدین سنامی در زمانه سلاطین تغلقیه محتسب بودند کتابی در غایت متانت و خوبی مسمی به نصاب الاحتساب
تصنیف نموده اند و همچنین در زمانه سلطان عالمگیر وغیره محتسبین بوده اند و تفصیل این از کتب تواریخ سلاطین معلوم میتواند
شد و توضیح این مرام در کتب امام غزالی مثل احیاء العلوم و کیمیاء سعادت و شرح عین العلم للعلی القاری وسوای
آن موجود است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان گگ

سوال۔ چه میفرمایند آن حضرات اندرین مسئله که حضرت معاویه رضی الله تعالی عنه مجتهد بودند یا نه و در محاربه
ایشان با حضرت علی کرم الله وجهه واقع شد خطائے اجتهادی بود یا نه و دریں باب عقیده آنجناب و دیگر بزرگان
آنحضرت و تحقیق حضرت ایشان چیست فقط بینوا توجروا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنه بمحبی و مخلصی مولوی محب الله خان ونعمه الله سبحانه
الرضا پس از دعا و سلام مسنون مطالعه نمایند رقیمه شما رسیده کاشف مسئله جه شد آنچه اختلاف اقوال در حق آنجناب
حضرت معاویه رضی الله تعالی عنه تو شنیده حالش اینکه موافق مذهب جمهور اهل سنت و جماعت همین است که حضرت معاویه
رضی الله تعالی عنه مجتهد بودند و در منازعات و محاربات شان با حضرت امیر المومنین علی رضی الله تعالی
عنه از ایشان خطائے اجتهادی واقع شد و موافق همین است عقیده فقیر و دیگر بزرگان فقیر و برائے تحقیق
آن مطلب درکار است مختصر اینکه شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقه میفرمایند اعلم ان الذی اجمع علیه اهل السنة

Marfat.com

والجماعۃ انہ یجب علی کل احد تزکیۃ جمیع اصحابہ باثبات العدالۃ والکف عن الطعن فیہم والثناء علیہم انتہی مختصراً وقال ایضاً ان
الصحابۃ افضل من جمیع الخلائق بعدہم وہذا مذہب کافۃ العلماء ممن یعتمد علی قولہ ولم یخالف فیہ الا شذوذ من المبتدع
وقد قال امام عصرہ ابو زرعۃ الرازی وہو من اجل شیوخ مسلم اذا رایت الرجل ینتقص احداً من اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم فاعلم انہ زندیق وسئل عبد اللہ ابن المبارک وناہیک بہ جلالۃ وعلماً ایہما افضل معاویۃ او عمر ابن العزیز فقال
الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عمر ابن عبد العزیز کذا کذا مرۃ ومن اعتقاد اہل السنۃ
والجماعۃ ایضاً ان معاویۃ رضی اللہ تعالی عنہ لم یکن فی ایام علی خلیفۃ وانما کان من الملوک فغایۃ اجتہادہ انہ کان لہ اجر واحد علی اجتہادہ واما علی فکان
لہ اجران اجر علی اجتہادہ واجر علی اصابتہ بل عشرۃ اجور انتہی مختصراً وقال ایضاً فالحق ثبوت الخلافۃ وانہ بعد ذلک لمعاویۃ
حینئذ یعنی بعد تسلیم الامام الحسن رضی اللہ تعالی عنہ لہ الخلافۃ وانہ بعد ذلک خلافتہ حق وہو امام صدق کیف وقد
اخرج الترمذی وحسنہ عن عبد الرحمن ابن عمیرۃ الصحابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ہادیاً
مہدیاً واخرج احمد فی مسندہ عن العرباض ابن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہم علم معاویۃ الکتاب
والحساب وقہ العذاب واخرج ابن ابی شیبۃ فی المصنف والطبرانی عن عبد الملک ابن عمیر قال معاویۃ ما زلت
اطمع فی الخلافۃ منذ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ اذا ملکت فاحسن فتامل فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی حدیث الاول بان اللہ یجعلہ ہادیاً مہدیاً والحدیث کما علمت فہو مما یحتج بہ علی فضل معاویۃ وانہ لا ذم یلحقہ بتلک
الحروب لما علمت انہا کانت مبنیۃ علی اجتہادہ وان لم یکن لہ الا اجر واحد لان المجتہد اذا اخطاء لا ملام علیہ ولا ذم
یلحقہ بسبب ذلک لانہ معذور انتہی مختصراً فقط واللہ سبحانہ الموفق۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

مخدوم و مطاع لمواست فضائلہم۔ بس ادائے مراسم تحیت و تسلیم آنکہ رائے عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جد وجہد
سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کیلئے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کئے
اسوقت جو چیز زیر تحریر ہے وہ اُن کے فتاوے ہیں عقود الجمان میں اُن کے چند فتاوے مذکور ہیں لیکن دو جگہ
مجھکو شک پیدا ہوا اس لئے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے اصل عبارت لکھکر شبہ لکھتا ہوں قال
ابو حنیفہ یا ابا الخطاب ما تقول فی رجل غاب عن اہلہ اعواماً ونعی الیہا فنکحت امراتہ ثم قدم زوجہا
الاول وقد ولدت ولداً فنفاہ الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منہما قذفہا ام الذی انکر الولد ما الجواب فیہا اس میں
شبہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنے باقی یہ امر کہ ولدیت
کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے۔ اس پر دو سوال ہیں (۱) کیا ایسی دلالت التزامی سے قذف کا
جرم قائم ہوسکتا ہے (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں

Marfat.com

داخل ہے ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دی
دوسرا فتویٰ یہ لکھا ہے کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص پر سانپ آگرا اُس نے دوسرے پر پھینک یا
اسیطرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی آخیر میں اس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا۔ امام صاحب نے
فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو
کسی پر نہیں۔ اسپر یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اس کا اضطراری فعل تھا اس اضطراری فعل کا
وہ کیوں ماخوذ ہو فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے جواب جلد تر مرحمت ہو ورنہ میرا حرج ہوگا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ از محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ مولوی صاحب محبی و مخلصی مولوی محمد شبلی صاحب وفقہم
اللہ سبحانہ الرضا ئہ پس از سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمہ کریمہ بورود مسعود باعث مسرت و کاشف مندرجہ شد حال
الم زمینہائے بفقیر آن مخلص را معلوم است پس بقدر ضرورت جواب در رفع اشتباہ کلمہ چند نوشتم و تفصیل آن بوقت
ملاقات و حصول فرصت موقوف است۔ یہ شبہہ جو کیا کہ صورت مذکورہ میں دونوں زوجین
میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ تحقق قذف میں صراحۃً
لفظ زانیہ کہنا نہیں لازم ہے بلکہ جو لفظ ایسا ہو کہ اوس سے مقذوف پر تہمت زنا وارد ہو وہ شرعاً قذف مصطلح
ہے قال فی تفسیر روح البیان والقذف بالزنا ان یقول العاقل المحصنۃ یا زانیۃ یا ابن الزانی یا ابن الزانیۃ
یا ولد الزنا او لست لابیک یا ابن فلان انتہی وقال فی الدر المختار ویحد قاذف المسلم البالغ العاقل العفیف
بصریح الزنا ولقولہ زنات فی الجبل او لست لابیک او لست یا ابن فلان لابیہ المعروف بہ انتہی اور جب یہ
واضح ہوا کہ انکار ولدیت والد معروف سے قذف متحقق ہو جاتا ہے کما قال لست یا ابن فلان پس یہ کہنا کہ ولدیت
کے انکار سے ضمناً قذف ہوتا ہے صحیح نہوا بلکہ انکار ولدیت صراحۃً منجملہ الفاظ قذف ہے پس سوال اول
مندفع ہوا اس لئے کہ یہ دلالت التزامی نہیں ہے بلکہ موافق وضع شرعی کے دلالت مطابقی ہے اور حکم
قذف اُس سے ثابت اور وہ جو سوال ثانی میں کہا وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں جواب ان کا
یہ ہے کہ وہ عورت زانیہ نہیں ہوئی بلکہ موطورہ بالشبہ ہوئی اور موطورہ بالشبہ شرعاً زانیہ نہیں
ہوتی قال فی رد المحتار ان الزنی فی اللغۃ والشرع واحد وہو وطء الرجل المرءۃ فی القبل فی غیر الملک وشبہتہ
انتہی اور تحقق شبہہ ملک کا اس محل میں بسبب تحقق نکاح ثانی کے بعد سننے خبر انتقال شوہر اول کے
ظاہر ہے وقال فی الہدایۃ من تزوج امراۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطئہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکن یوجع
عقوبۃ اذا کان علم بذلک انتہی اور جب وہ عورت زانیہ نہوئی تو محصنہ عفیفہ ہوئی پس نفی ولدیت سے

آلہ انتہی یعنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امر الٰہی یوں ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے بلا تکلف مراد اس سے یہ ہے کہ جسطرح کوئی امر کرے کسی چیز کے ہونیکا اور وہ چیز موافق امر کے بلا کلفت ہو جائے اسیطرح جب قدرت الٰہی متعلق کسی مخلوق سے ہوتی ہے تو وہ مخلوق بلا تکلف ہو جاتی ہے اور اسیطرح ہے تفسیر روح البیان وغیرہ میں فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ قد صح الجواب محمد گوہر علی الجواب لاریب فیہ محمد عبداللہ الجواب صحیح محمد ریاست علی خان الجواب صحیح سراج الدین الباز کا محمد سلامت اللہ الجواب ہو الصواب محمد عبد الغفار عفی عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و فضلائے کرام اہل اسلام معنی کلمۂ توحید میں کہ معانی محتملہ مفصلہ ذیل میں کونسے معنی صحیح اور حق اور قابل تصدیق ہیں کہ بعض ان میں سے غلط معلوم ہوتے ہیں اور بعضی صحیح اور موافق عقیدہ مشرکین کے ہیں مخالف ان کے عقیدہ کے نہیں اور بعضے مخالف عقیدہ مشرکین اور صحیح ہیں لیکن موید توحید وجودی اور ہمہ اوست کے ہیں جسکے اکثر علماء منکر ہیں تفصیل اس کی یہ ہے لا الٰہ الا اللہ میں ایک سو پانچ احتمال ہیں اس طور پر کہ الٰہ سے مراد یا الٰہ ممکن ہوگا یا الٰہ واجب یا الٰہ مطلق اس لئے کہ الٰہ کا اطلاق ممکن اور واجب دونو پر کلام الٰہی میں آیا ہے جیسے اجعل الالھۃ الٰھا واحدا میں پس الٰہ میں تین احتمال ہیں اور الا میں دو احتمال ہیں استثنا کا ہوگا یا بمعنے غیر کے یہ سب چھ احتمال ہوئے پھر ہر تقدیر پر خبر لا کی محذوف مانیں گے یا محذوف نہ مانیں گے اور بر تقدیر محذوف ہونے کے جز عام محذوف ہوگی یا خاص اگر عام محذوف ہوگی یا تو شئی محذوف ہوگی یا موجود پس تقدیر کلمہ کی لا الٰہ شئی الا اللہ ہوگی یا لا الٰہ موجود الا اللہ ہوگی۔ یہ بارہ احتمال بر تقدیر جزئے ہوئے پھر ان صور تو نمیں مستثنیٰ منہ یا موصوف یا شئی یا موجود کو قرار دیا جائے گا یا الٰہ کو مستثنیٰ منہ یا موصوف کہیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین وآلہ واصحابہ اجمعین **امابعد** کہتا ہے بندہ گنہگار **محمد عبد الغفار** کہ جو مولوی عبد العزیز صاحب امروہی نے سوال میں ایک سو پانچ احتمال کلمہ طیبہ میں گھڑے اور جواب میں چند کو قابل تصدیق اور موید توحید وجودی قرار دیا اور سوا اس کے غیر صحیح حضرت پیر و مرشد روحی قلبی فداہ نے جواب الجواب لکھا اور اس کی تردید کی حق وہی ہے جو حضرت نے جواب الجواب میں تحریر فرمایا آخر میں یہ جملہ تحریر فرمایا اور یہی تردوات کلام سائل و مجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اس بندہ ناچیز نے ان تردوات کو واسطے فائدہ عام بیان کر دیا لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

یہ چوبیس احتمال ہوئے بر تقدیر حذف خبر کے پھر کلمۂ لانفی خبر کی اسم سے کرے گا موافق نحو کے یا نفی اسم کے خبر سے مخالف نحو کے یہ اڑتالیس احتمال عقلی ہوئے صحیح ہوں یا غلط اور چھ احتمال بر تقدیر عدم حذف خبر کے تھے اُن چھ میں سے جن تین احتمالوں میں الا بمعنے غیر لیا گیا اُن تین احتمالوں میں یا الہ موصوف بغیر اللہ منفی ہوگا یا صفت غیریت کے الہ سے منفی ہوگی تو وہ تین چھ ہوگئے پس بر تقدیر عدم حذف خبر کے نو احتمال ہوئے اور بر تقدیر حذف کے اڑتالیس جسکے کل ستاون ہوئے جن نو احتمالوں میں خبر لا محذوف نہیں اُن میں سے چھ میں نفی الہ کی کی ہے جو غیر اللہ ہے اور تین میں نفی غیریت کی الہ سے جن چھ میں نفی الہ مستثنیٰ عنہ اللہ کی یا نفی الہ غیر اللہ کے کی گئی ہے نفس الامر سے تو مراد یا الہ ممکن کی نفی ہوگی یا الہ مطلق کی یا الہ واجب کی اگر نفی الہ ممکن یا الہ مطلق کی کرینگے تو غلط ہوگا اسلئے کہ الہ ممکنہ بھی نفس الامر میں موجود ہیں اور اگر نفی الہ واجب مستثنیٰ عنہ اللہ یا الہ واجب غیر اللہ کے کرینگے تو کچھ فائدہ نہیں سلئے کہ جو غیر اللہ موجود ہو نہ نفس الامر میں منفی ہے پس منفی کی نفی بےفائدہ ہے دوسرے کلمۂ توحید رد عقیدۂ مشرکین کیلئے وارد ہوا ہے اور اس تقدیر پر اُنکے عقیدہ کا رد نہیں ہوا اُن کے نزدیک بھی الہ واجب جو غیر اللہ ہو نفس الامر میں موجود نہیں جو الہ غیر اللہ اُن کے نزدیک موجود ہیں وہ واجب نہیں ممکنہ ہیں ایسی ہی جن تین صورتوں میں نفی غیریت کی کی گئی ہے تو مراد الہ سے یا الہ ممکن لینگے یا مطلق یا واجب اگر الہ ممکن یا الہ مطلق سے نفی غیریت کی کرینگے تو نتیجہ ہر الہ کے ساتھ اللہ کی لازم آویگی جو حاصل توحید وجودی اور ہمہ اوست کا ہے اور اگر الہ واجب سے نفی غیریت کی کرینگے تو خلاف عقیدۂ مشرکین کے نہوگا اُن کے نزدیک بھی الہ واجب غیر اللہ نہیں اور اڑتالیس احتمال جنمیں خبر لا محذوف ہے اُن میں سے چھ میں نفی تنہا الا اللہ کی الہ سے کی گئی ہے اُن میں بھی الہ سے مراد اگر ممکن یا مطلق ہوگا تو معنے یہ ہونگی کہ کوئی الہ ممکن ہو یا مطلق مصداق کسی شئ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر الہ اللہ ہی کا مصداق ہے

وحی ربانی ہے کلمۂ توحید ہے فارق ہے درمیان کفر اسلام کے مصدق اور مقر اس کا مسلمان با ایمان جنتی ازلی ہے منکر اس کا کافر مشرک بے ایمان دوزخی ابدی ہے اقرار لسانی موجب حکم ہے کہ یہ مقر فرقۂ اہل اسلام سے ہے اور منکر اس کا فرقۂ اہل کفر و شرک و ضلال سے ہے تصدیق قلبی باطن کو منور کردیتی ہے اور عدم تصدیق قلبی باطن کو ظلمت سے بھر دیتی ہے قولہ تعالےٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور

والذین کفروا اولیائھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون
ترجمہ اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے جو ایمان لائے نکالتا ہے اُن کو اندھیروں کفر سے طرف نور ایمان کے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا دوست ان کے شیاطین ہیں نکالتے ہیں اُن کو نور ایمان سے

Marfat.com

تو توحید وجودی اور ہمہ اوست لازم آگیا اور اگر الٰہ واجب مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ واجب مصداق
کسی شئی کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی جو الٰہ واجب فرض کیا جاوے وہ مصداق اللہ ہی کا ہے تو مخالف عقیدہ مشرکین
کے نہوا اور جہتہ میں اون میں سے برعکس اول کے نفی الٰہ کی شئی الا اللہ سے کی ہے تو اس میں بھی الٰہ سے مراد اگر الٰہ ممکن یا
الٰہ مطلق ہو تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی شئی سوائے اللہ کے مصداق الٰہ ممکن یا الٰہ مطلق کا نہیں یعنی اللہ ہی مصداق الٰہ ممکن
یا مطلق کا ہے اور یہ کذب محض ہے اس لئے کہ اللہ ہرگز مصداق الٰہ ممکن کا نہیں جب مصداق الٰہ ممکن کا نہیں
تو مصداق الٰہ مطلق کا بھی مطلقاً نہیں اس لئے کہ مطلق ممکن کو بھی شامل ہے صرف اللہ ہی میں منحصر نہیں اور اگر مراد
الٰہ واجب ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی شئی سوا اللہ کے مصداق الٰہ واجب کا نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین

طرف اندھیریوں کفر کے یہ کافر دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ایمان عبارت ہے اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کو تصدیق کرنا اور مان لینا اور کفر انکار اس کلمہ توحید کا ہے اور نہ تصدیق کرنا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ انہم کانو
اذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون۔ ترجمہ جب وقت کہا جاتا ہے کافروں کو
کہو لا الٰہ الا اللہ یعنی ایمان لاؤ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کیا شاعر مجنون کی وجہ سے ہم اپنی خداؤں کو
یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ دیں گے ایسا نکریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی
ایمان لایا اور بعض روایات میں مستیقنا قلبہ بھی آیا ہے۔ ترجمہ جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا جنت
میں داخل ہوگا صدق دل سے کلمہ توحید کا کہنا ایمان ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ممیز مکلف ہے ساتھ ایمان لانے
اور کہنے اور اقرار کرنے کے ساتھ کلمہ توحید کے بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سب امم سابقہ ولاحقہ مکلف
ساتھ کلمہ توحید کے ہیں سارے کتب سماویہ توریت انجیل فرقان وغیرہ مشتمل کلمۂ توحید پر ہیں مدار نجات
کا یہی کلمہ توحید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ تعالیٰ کسی شخص
کو مگر بقدر وسعت اور سمجھ اس شخص کے اس بنا پر معنی کلمہ طیب کے ایسے ہونا چاہئے کہ ہر فرد بشر جن وانس
عورت مرد بوڑھے جوان چھوٹے بڑے شہری دیہاتی سب سمجھیں اور وہ معنی معین ایک ہونا چاہئیں تاکہ باہم
اختلاف نہو عام فہم ہوں ظاہر ہوں کہ سب سمجھ سکیں دقت اور دشواری سمجھنے میں واقع نہو وہ معنی یہی ہیں
جو صاف ان لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں ترجمہ زبان اردو میں لا الٰہ الا اللہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود
سوائے اللہ کے غرض شارع کے نازل کرنے اس کلمہ توحید سے یہ ہے کہ تمامی مخلوق جو مکلف ہیں ساتھ
کلمہ توحید کے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ جو خالق ومالک سارے عالم کا ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود
نہیں جو لوگ سوائے اللہ کے دوسری چیزوں کو مخلوقات میں سے معبود قرار دیتے ہیں وہ کافر ہیں مشرک ہیں

Marfat.com

ہوا اور جیسا بیان اوپر ہوا ہے نفی شئی کی الٰہ الا اللہ سے کی ہو تو ہر الٰہ سے خواہ ممکن مراد ہو یا مطلق یا واجب ہر تقدیر پر معنی یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ سوائے اللہ کے مصداق شئی کا نہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر الٰہ کیسا ہی ہو مصداق شئی کا ضرور ہے اور جیسا بیان اوپر ہوا اس کے برعکس نفی الٰہ الا اللہ کی شئی سے کی ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی مصداق کسی الٰہ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر شئی مصداق اللہ ہی کا ہے پھر ہمہ اوست ہوگیا اور جیسا بیان اوپر ہوا نفی موجود الا اللہ کی اللہ سے کی ہے پھر اگر الٰہ سے الٰہ ممکن یا الٰہ مطلق مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ ممکن ہو یا مطلق موجود نہیں سوائے اللہ کے تو یہ غلط ہے اس واسطے کہ الٰہ ممکنہ بھی موجود ہیں اگر واجب مراد ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی الٰہ واجب موجود نہیں سوائے اللہ کے یہ مخالف عقیدہ مشرکین نہیں اور جیسا بیان اوپر ہوا بر عکس اس کے نفی الٰہ کی موجود الا اللہ کی ہے تو معنے یہ ہوئے کوئی موجود سوائے اللہ کے مصداق الٰہ کا نہیں ہے اگر الٰہ سے مراد ممکن ہو یا مطلق ہو تو غلط ہے اس لئے کہ بعض موجود مصداق

عرب جنکی زبان عربی ہے بداہۃً ان الفاظ سے مراد شارع کی سمجھ لیتے ہیں مگر ہم عجم غیر عرب اُن کے واسطے ضرورت ہے کہ ترجمہ ان الفاظ کا بیان کیا جاوے اور تحقیق لفظوں کی تاکہ عجم بھی مراد شارع کو بسہولت سمجھ لیں اس کلمہ طیب میں چار لفظ زبان عربی کے ہیں پہلا لفظ لا ہے جس کے معنے نفی کے ہیں ترجمہ لا کا نہیں ہے دوسرا لفظ اِلٰہ ہے فعال کے وزن پر معنے اس کے اردو میں معبود کے ہیں جسکی پرستش کیجاتی ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے جسکی عبادت کیجاتی ہے زبان عربی میں اس کو اِلٰہ کہتے ہیں اِلٰہ بالکسر بمعنی فعال پرستیدہ شدہ یعنے مفعول ہم راج تیسرا لفظ اِلّا غیر کے معنے میں اردو میں ترجمہ اِلّا کا لفظ غیر اور سوا کے ساتھ کیا جاتا ہے چوتھا لفظ اسم اعظم اللہ ہے جب چاروں کو ملایا ترکیب دی تو جملہ ہو گیا لا الٰہ الا اللہ جملہ خبریہ ہے اردو زبان میں ترجمہ یہ ہے ہوا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ نام ہے اُس ذات معظم کا جو موصوف ہے ساتھ جمیع صفات کمالیہ کے منزہ اور پاک ہے جمیع نقصانوں سے منجملہ اُن صفات کمالیہ کے سمع ہے بصر ہے حیات ہے علم ہے قدرت ہے مشیت و ارادہ ہے منجملہ خالقیت کا ہے خلق یعنی پیدا کرنا مخلوق کا صفت مختص باری تعالیٰ کی ہے وہی خالق جمیع مخلوقات کا ہے مخلوق پر اپنی خالق کی شکر نعمت لازم ہے قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید سب سے بڑی نعمت الٰہی یہ ہے کہ ہم کو نیست سے ہست کیا ہم معدوم تھے ہم کو موجود کیا شکر عبادت ہے تعظیم منعم سے، و تعظیم شامل ہے افعال قلب عقائد کو ایمان کو اور عبادت جوارح کو جو عبادتیں جسم ظاہر سے متعلق ہیں اصل ساری عبادتوں میں ایمان ہے بغیر ایمان کے کوئی

Marfat.com

الممکنہ کے ہیں اور اگر مراد الٰہ سے واجب ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں اور جبتہ میں اُنہیں سے
نفی موجود کی الا اللہ سے کی ہے پھر اگر مراد الٰہ سے ممکن ہو یا مطلق تو غلط ہی کسواسطے کہ الٰہ ممکنہ موجود ہیں
سوائے اللہ کے اور اگر الٰہ واجب مراد ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں جیسا کہ مکرر گذرا اور جبتہ میں
اُن ہی سے برعکس اس کے نفی الٰہ الا اللہ کی موجود سے کی ہے یعنی کوئی موجود مصداق کسی الٰہ کا نہیں
سوائے اللہ کے تو پھر ہمہ اوست ہو گیا اور اگر خبر خاص محذوف کریں تو جب قرینہ عرف مستحق لاطلاق الا اللہ محذوف ہے
جیسے لافتیٰ الا علی میں مستحق لاطلاق الفتی اور لا سیف الا ذوالفقار میں مستحق لاطلاق السیف کا ہے احتمال بحسب عرف
مبالغہ ہے یعنی کوئی الٰہ سوائے اللہ کے لائق الٰہ کہنے کے نہیں اور کوئی فتی سوائے علیؓ کے لائق فتی کہنے کے
نہیں اور کوئی سیف سوائے ذوالفقار کے لائق سیف کہنے کے نہیں اس تقدیر پر بھی اگرچہ اڑتالیس احتمال

کوئی طاعت مقبول نہیں لہذا ایمان لانا سب عقلا پر لازم ہوا اسواسطے اللہ و رسولہ کا حکم ہوا جو عبادتیں حق تعالے نے
اپنے بندوں پر معین کی ہیں سب سے غایت تعظیم ظاہر ہوتی ہے اسی وجہ سے شرع میں عبادت اور پرستش اُن افعال
کا نام ہوا کہ جن سے غایت تعظیم سمجھی جاوے سو یہی مجمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ایاک
نعبد اور دوسری نصوص قطعیہ شاہد ہیں اثبات پر کہ عبادت غیر اللہ کے حرام اور کفر و شرک ہے اور اس مضمون سے قرآن شریف
بھرا ہوا ہے لہذا مستحق عبادت اور پرستش کا وہ ہے کہ جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا کافر جو سوائے حق کی عبادت اور
پرستش کرتے ہیں اُن کے رد اور منع کیواسطے کلمہ توحید نازل فرمایا اور جتلا دیا کہ کوئی مخلوق معبود اور مستحق عبادت
نہیں جنکو کافروں نے اپنے زعم فاسد کے اعتبار سے معبود قرار دیا ہے ہرگز معبود کے قابل نہیں اس لیے کہ مخلوق
ہیں اور مخلوق قابل معبودیت نہیں معبودیت صفت خالق کی ہے پس لا الٰہ سے مراد نفی معبودیت مخلوق سے کی ہے اور الا اللہ
سے مراد حصر معبودیت کا اللہ تعالیٰ میں ہے یہی معنے کلمہ توحید کے ہیں ظاہر لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں حق تعالے
نے اس معنے کی تائید و تاکید میں بہت سی آیتیں بعنوانات مختلفہ نازل فرمائی ہیں بطور نمونہ و مثال دو چار
ذکر کیجاتی ہیں قولہ تعالے انما اللہ الٰہ واحد ترجمہ فقط اللہ ہی معبود واحد ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں قولہ تعالے
والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو ترجمہ معبود تمہارا معبود واحد ہے ایک ہی نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے اللہ لا الٰہ
الا ہو الحی القیوم الایہ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے زندہ زندہ کرنیوالا ساری عالم کا قائم رکھنے والا سب
کیواسطے ہر چیز زمین اور آسمان میں سب اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے قولہ تعالے والذین یدعون من دون اللہ
لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور وہ بت اور سوا اللہ کے جن کو
کافر حاجت کے وقت پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں کسی شی کو پیدا نہیں کرسکتے مردے ہیں زندہ نہیں ہیں نہیں جانتے کہ

Marfat.com

کلمہ میں متصور ہیں اس طور پر کہ اس تقدیر پر بھی مستثنیٰ منہ یا موصوف الہ ہوگا یا مستحق پس بارہ احتمال ہوئے پھر نفی
اسم کی خبر سے کریں گے یا نفی خبر کی اسم سے پس جو چھتیس ہوئے پھر نفی مبالغۃً ہوگی یا حقیقۃً پس اڑتالیس ہوئی مگر سوائے
نحو اور عرف کے چند ہیں جنہیں نفی خبر کی اسم سے کی ہے مبالغۃً الہ مستثنیٰ منہ یا موصوف ہو پس اگر الہ ممکن ہو یا واجب یا مطلق
تو معنے یہہ ہوں گے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا نہیں مبالغۃً اگرچہ سوائے اللہ کے اور الہوں کو لغۃً الہ کہنا صحیح
ہے مگر چونکہ اور الہ مثل الہ کے کامل نہیں تو اس کے مقابلہ میں اوروں کو الہ کہنا لائق نہیں جیسے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
اور فتی کو فتی کہنا اور ذوالفقار کے مقابلہ میں اور سیف کو سیف کہنا لائق نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین نہیں انکے
نزدیک بھی کوئی الہ مثل اللہ کے نہیں اور جیسے موافق نحو کے خلاف عرف کی ہیں جن میں نفی خبر کی اسم سے حقیقۃً کی ہے
اگر یہہ مراد لیں گے تو معنے یہہ ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا لغۃً اور حقیقۃً نہیں یہ غلط ہے اس لئے کہ ہر الہ
مستحق اطلاق الہ کا ہے حقیقۃً اور لغۃً جیسا کہ ظاہر ہے اور باقی احتمالات چونکہ خلاف نحو اور عرف کے ہیں اور بھی خلل انکا
تقریرات سابقہ سے معلوم ہو سکتا ہے لہذا تفصیل اون کی بیفائدہ اور تطویل لاطائل ہے یہہ سب احتمالات ایک سو
ساپنچ ہوئے اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ
سوائے اللہ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب دیا جائیگا کہ یہ معنے ہی غلط ہیں اسلئے کہ معنے عبادت کے طلب
اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبدالدینار و عبدالدرہم اور عبدالخمیصۃ سے ظاہر ہے اور مستحق تابعداری
کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہؓ وغیرہم ہیں تو فرمائیے کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت کے

ڈالی جاویگی قولہ تعالیٰ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون ترجمہ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتی

کہ دونوں معبود قرار دیئے جاویں وقال اللہ لا تتخذوا الٰہین اثنین انما ہو الٰہ واحد وایای فارہبون
ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مت پکڑو دو معبود یعنی اللہ تعالیٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے
اوسی کو ہی معبود قرار دو اور اس کی مخلوقات میں سے بتوں کو معبود نہ مانو فقط اللہ ہی معبود واحد
اور مجھی سے ڈرو یعنی بتوں کو جو تم نے معبود قرار دیا ہے ان سے مت ڈرو وہ مردہ ہیں نہ وہ نفع
پہونچا سکتے ہیں نہ نقصان صراحۃً آیات قرآنیہ سے ثابت ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جو خالق عالم ہو حی قیوم
رب العالمین ہو مخلوق اور مردے معبود نہیں ہو سکتے صفت معبودیۃ خاص اللہ تعالیٰ کیواسطے ثابت
ہے عالم میں کوئی شئی معبود نہیں معبود وہی ہے جو ورا عالم ہے خالق و مالک سارے عالم کا ہے رب العالمین
ہے کلمہ طیبہ کے ظاہر کیلئے ہوئے ایک معنی ہیں اختصاص وحصر معبودیت کا اللہ میں اور نفی کرنا معبودیت
کا مخلوقات سے یہہ معنے کلمہ طیبہ کے اظہر من الشمس ہیں اللہ کے نزدیک یہی معنے ہیں انبیا و رسل

Marfat.com

اور تابعدار کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے اور عبادت کے معنے اگر غایت تعظیم ہیں تو یہ بھی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ عبادت
غیر اللہ شرک ہے اور شرک کسی وقت میں جائز نہیں اور غایت تعظیم یعنی سجدہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو
بامر اللہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا پس عبادت غیر اللہ بہذا المعنے شرک نہیں اور اگر
عبادت کے معنے غایۃ تعظیم مع غایۃ معظم ہونے تو لازم آتا ہے کہ مشرکین کی عبادت کو جو بتوں کی لئے تھی
عبادت نہ کہیں اور انکو مشرک نہ کہیں اس لئے کہ وہ غایت تعظیم بحیثیت غایۃ معظم نہ کرتے تھے بتوں کو غایۃ
معظم نہ جانتے تھے اون کے نزدیک بھی غایۃ معظم سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا قولہ تعالی ولئن سألتہم من خلق السموات
والارض لیقولن اللہ اس پر شاہد ہے یہ ہی تفصیل معانی محتملہ کلمہ توحید کی اب فرمادیں کہ ان معنی میں سے بھی

اولیاء ارباب ظاہر ارباب باطن جن وانس ملک سب کا ایمان یہی ہے یہ معنی متفق علیہ سارے عالم کے مؤمنین
کے ہیں اس معنے کو چھوڑ کر فلاسفہ ملاحدہ کی اصطلاحات لیکر نئے احتمالات رکیکہ پیدا کرنا لوگوں کو شبہہ
تردد میں ڈالنا کام عاقل فضلاء عن العالم کا نہیں ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں خیال کیا
لاتجتمع امتی علی الضلالۃ اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار علاوہ برین اگر ایسے ہی احتمالات غیر صحیحہ غیر معتبرہ
نکالے جاویں تو ایک سو پانچ میں حصر نہیں مثلاً الہ ممکن لیا جاوے تو موجود ممکن جوہر ہوگا یا عرض جوہر مقولہ واحد
ہے اور عرض کے نو مقولہ ہیں مجموعہ دس ہوئے دس میں جو احتمالات بر تقدیر الہ ممکن یا الہ مطلق کے نکالے
ہیں وہ دس گونہ ہو جاوینگے اور بر تقدیر جوہر لینے کے وہ الہ ممکنہ مجردات سے ہو دینگے یا مادیات
سے اور انواع مادیات کے لاتعد اور لاتحصی ہیں مثلاً جمادات سے ہو دینگے یا نباتات سے
یا حیوانات سے ہر ایک کی انواع کثیر ہیں تو حصر احتمالات ہو ہی نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ ممکن کا لینا
سب کیواسطے کافی ہے تو ہم کہینگے مطلق لینا کافی تھا شامل تھا واجب اور ممکن کو کیوں اس پر
اکتفا نہیں کیا دوسرے ہم کہتے ہیں کافی نہیں اسلئے کہ مجیب نے جتنے احتمالات اختیار کئے اون کو
قابل تصدیق اور صحیح کہنا تو دوسرے کو غیر قابل تصدیق اور صحیح کہنا جائز ہے کہ عموم کے اعتبار سے
تنی معتبر ہو اور خصوصیت شخصیہ کے اعتبار سے معتبر ہو جبتک ساری احتمالات بالتفصیل باطل نہ کئے جاویں
مدعا ثابت نہیں ہوسکتا جب احتمالات لاتعد ولاتحصی ہیں اگر کا ابطال نہ ہوا تو مدعا بھی ثابت نہوا مقصود قائل
کا ان احتمالات لاطائل سے توحید وجودی ثابت کرنا ہی یہاں صوفیہ کے دو اصطلاحیں ہیں ایک توحید
وجودی دوسری توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ جتنی اشیاء عالم میں موجود ہیں سب مظہر ایک ذات باکمال
کے ہیں ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار ٭ اور توحید وجودی یہ ہے

Marfat.com

کرنی چاہئے یا کوئی اور معنے ہیں جنکی تصدیق کریں بینوا توجروا ۔

الجواب

ان معانی میں سے اُن معانی کی تصدیق چاہئے جو مؤید توحید وجودی کی ہیں اور مخالف عقیدہ مشرکین اور موافق نحو کے اور وہ چند احتمال ہیں دو تو یہ ہیں کہ اله سے مراد الممکن ہو یا المطلق اور الا بمعنے غیر لیا جاوے اور خبر محذوف نہ مانی جاوے بلکہ الا الله بمعنے غیر الله کے خبر گردانی جاوے جیسے لا اله غیرک میں غیر خبر ہے اور نفی غیریت کی مراله سے کیجاوے پس حاصل دونوں تقدیر دن کا یہ ہی کہ کوئی اله غیر الله نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں اس لئے کہ موافق نحو ہیں انمیں حاجت تقدیر اور تاویل کی کچھ نہیں اور چار یہ ہیں کہ اله سے الممکن مراد لیا جائے یا المطلق الا بمعنی استثنا یا بمعنے غیر لیا جاوے اور نفی خبر محذوف کو مستثنی منہ یا موصوف قرار دیا جاوے اور نفی خبر کی اسم سے کیجاوے پس حاصل چاروں تقدیر دن کا ہوگا کہ کوئی اله مصداق کسی شئی کا اشیاء سے نہیں سوائے الله کے یہ معنے اگرچہ محتاج تقدیر ہیں مگر صحیح اور موافق نحو اور مخالف عقیدہ مشرکین

کہ جب طالب میدان طلب میں قدم رکھتا ہے اور اپنے مقصود کیطرف متوجہ ہوتا ہے طالب صادق کو بہ برکت پیران طریقت بعض طرق میں ایک حال وارد ہوتا ہے کہ سارے مخلوقات کا وجود ظلی اسکی نظر سے محو ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی ہستی بھی اس کی نظر اور علم سے گم جاتی ہے اس کا علم ساتھ وجود حق کے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت میں اس کا معلوم وجود حق ہوتا ہے مولینا روم فرماتے ہیں ؎ علم حق در علم صوفی گم شود ٭ این سخن کے باور مردم شود ٭ شیخ منصور جو غلبہ حال میں فرماتے انا الحق اس کے معنے یہ نہ تھے کہ میں جو بندہ منصور ہون وہ حق ہے بلکہ یہ مراد تھی کہ سب اشیاء کا وجود علم سے منتفی ہو گیا کوئی شے علم سے باقی نہ رہی تو انا تعبیر حق سے ہے حال کمال ہے تلفظ صرف ضلال ہے غور کا مقام ہے مجیب نے ایک نہ پانچ احتمالون سے چند احتمال قابل تصدیق قرار دیے پہلے دو احتمال یہ ہین کہ اله سے مراد الممکن ہو یا مطلق پس حاصل دونوں تقدیر ون کا یہ ہوگا کہ کوئی اله غیر الله نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں جب الممکن غیر الله نہیں عین الله ہین تو بت پرستون نے جو بتوں کی پرستش کی وہ چونکہ غیر اله نہیں تو پرستش الله کی ہوئی اُن سے مواخذہ کیا اُن کو کیوں مشرک کہتے ہیں سب عبادت الله کی کرتے ہین جب الله حسب زعم قائل عین سب بتوں کا ہے کوئی بت اُس کا غیر نہیں تو شرک کی بنیاد عالم سے اُٹھ گئی شرک باقی نہ رہا کوئی مشرک نہ رہا سب موحد ہو گئے کوئی عالم میں مسلمان بھی باقی نہ رہا تمام عالم کے مسلمان بتوں کی عباد

اور موید توحید وجودی ہیں اس لئے لائق اذعان و تصدیق ہیں باقی احتمالات میں سے کوئی بھی قابل تصدیق نہیں
اور صحیح نہیں جیسا کہ سائل نے کہا اور توحید وجودی سے انکار کرنا اکثر علماء کا غفلت نا ہل اور عدم تدبر
سے ہے افسوس کہ تمام علوم درسیہ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ کلمہ توحید
کس طرف ملتا ہے آیا توحید وجودی اس سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور ہم جو کلمۂ توحید کے
معنے سمجھے ہوئے ہیں وہ موافق نحو کے ہیں یا نہیں یہ معنے عقیدہ مشرکین کو رد بھی کرتے ہیں یا نہیں
اگر سوچتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ توحید وجودی حق ہے اور معنے جو ہم سمجھتے ہیں نہ موافق نحو کے
ہیں نہ مخالف عقیدہ مشرکین کے اس لئے کہ معنے کلمۂ توحید کے یہ ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے
اللہ کے ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی الٰہ واجب تھا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہے ایک
یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں دوسرے
یہ کہ کوئی شخص مصداق الٰہ واجب کا نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے بھی نفس الامر میں صحیح نہیں ہیں اس لئے
کہ اس میں نفی اسم کی یعنی الٰہ کی خبر سے یعنی غیر سے کی ہے اور یہ خلاف نحو کے ہے اور مخالف عقیدہ مشرکین
کے بھی نہیں ان کے نزدیک بھی کوئی شی مصداق واجب کا نہیں جیسا کہ سائل نے بیان کیا ہے اور توحید
وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے تفصیل کے لئے تو دفتر چاہئے مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک
نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وجود
عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس
غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ الٰہ عین اللہ
ہے ہر موجود عین اللہ ہے اس لئے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہے اس لئے کہ الٰہ کہتے ہیں معبود کو
اور معبود کہتے ہیں اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو
اسی واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں
عبدالدینار اور عبدالدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہوتا ہے ۱

کو نزرک کہتے ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اور بت جو مندروں میں رکھے ہیں دو خدا ہیں ابھی معنے کلمہ
توحید کے گھڑے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور مشرک موحد ہو گئے سارے احکام شرع
درہم برہم کر دیئے بریں عقل و دانش بباید گریست و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی
خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

اُس کو معبود اور الہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ الٰہہ ہواہ ہوا کو الہ کہا بالجملہ اطلاق الہ کا ہر اوس شئی پر آتا ہے جس کا وہ تابعدار ہو اور کوئی موجودات میں ایسا نہیں جس کا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر موجود مصداق الہ کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق الہ کا ہے عین اللہ ہے پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہے اگر اعتراض کریں کہ شرع میں غیر اللہ کو الہ اور معبود گردانی سے ممانعت آئی ہے تو جواب دیا جاوے گا کہ ہاں غیر اللہ کو غیر اللہ سمجھکر الہ اور معبود گردانا منع ہے اور شرک اور شرع میں اسکی ممانعت آئی ہے۔ جگہ آیتوں میں شرک کی ممانعت ہے لفظ دون اللہ موجود ہے یعنی غیر اللہ کو معبود اور موجود مت سمجھو عالم میں جہاں جسکا معبود ہے وہی معبود ہے۔ ہو الذی فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ یعنی آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود کسی جگہ کوئی معبود غیر اوس کا نہیں اور کیسے ہو کہ معبود ہونا تو فرع ہے موجود ہونیکی اور جب بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ غیروں کا موجود ہی نہیں تو معبود کیسے ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم و احکم۔ العبد المجیب فقیر محمد عبد العزیز ساکن امروہہ محلہ چلہ ملایان ضلع مراد آباد ؎

جواب الجواب از حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اولاً سمجھنا چاہیے کہ حصر کرنا سائل کا الہ کو ممکن یا واجب یا مطلق میں بحسب واقع کے ہے یا موافق غرض قائل کلمہ توحید کے جو شارع ہے اور اُس نے موافق لسان مستعمل عرب کے تکلم اور خطاب فرمایا ہے اگر موافق واقع کہا جائے تو حصر مسلم ہے لیکن قائل کلمہ کی غرض ہونا غیر مسلم ہے اسواسطے کہ اصطلاح واجب اور ممکن اور مطلق دونوں سے استعمال اہل لسان نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاح اہل حکمت ہے شارع اور لسان شناسان عرب کو جو مخاطبین شارع ہیں ان اصطلاحات کی کچھ غرض نہیں پس ممکن ہے کہ مراد الہ سے کلمہ طیبہ میں الٰہ حق یعنی معبود برحق لیا جاوے اور الہ بمعنی معبود محتمل ہے معبود بحق اور معبود باطل ہونیکا۔

اور ہر چند واجب بحق جو مراد لیا اگرچہ فی الواقع واجب ہی ہے لیکن قائل کو نہ اُس سے غرض نہ اُس کی طرف التفات پس معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود بحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اس تقدیر پر خبر لا کی الا اللہ کو گردانیں یا محذوف مانیں اگر الا اللہ کو خبر کہیں اور لا کے معنے غیر لیویں تو حاصل معنے یہ ہوں گے نہیں کوئی معبود بحق غیر اللہ پس لا محالہ معبود بحق عین اللہ ہوگا اور اگر خبر محذوف کہیں اور امر عام مثل شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت کے معنے یہ ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود بحق مصداق شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت کا ایسا موجود یا ثابت

Marfat.com

جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے اور جب کوئی معبود حق مصداق شی یا ثابت کا ایسی شی یا ثابت جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے نہوا تو بالضرورہ وہ مصداق ایسی شی یا ثابت کا ہوگا جو موصوف ہی ساتھ عین اللہ کے اب کلمہ توحید سے نہ توحید وجودی مستفاد ہوئی اور نہ اُس کے معنے میں موافقت عقیدہ مشرکین لازم آئی اور اللہ تعالیٰ کا معبود بحق ہونا مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہوا بدون لزوم کسی قباحت کے اور تعداد شقوق بہیج تفصیل و شمول کے شقوق صحیحہ اور باطلہ کو تطویل بلا طائل کر خلاف طول الکلام بذکرہ اور مسئلہ توحید وجودی ہر چند موافق ذوق اہل معرفت کی صحیح اور براہین کشفیہ عارفانہ اور استنباطات حنیفہ کتاب و سنت سے ثابت اور مبرہن ہو لیکن مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہونا اس کا ظاہر نہیں پس وہ جو سائل نے الہ میں تین احتمال ممکن یا واجب یا مطلق قائم کر کے پھر الا کو بمعنی غیر یا برائے استثنا مع حذف یا ذکر خبر کے لیکر ایک سو پانچ احتمال نکالے اور اُن میں سے ہر تقدیر احتمالات کی توجیہ وجودی مفہوم کلمہ طیبہ سے مستفاد کی تقادیر مذکورہ پر یہ سب احتمالات رائگاں ساقط ہو گئے اور استفادہ توحید وجودی کا کلمہ طیبہ سے نہوا اور وہ جو سوال میں کہا اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادہ محذوف ہو سکتا ہے اور معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب میں کہا جاوے گا کہ یہ معنی بھی غلط ہیں اس لئے کہ معنے عبادت کے طلب اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبد اللہ اور عبد الدرہم سے ظاہر ہے اور مستحق طلب اور تابعداری کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت اور تابعداری کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے انتہی اقول یہ امر ہے کہ معنی عبادت کے مطلق طلب اور تابعداری کے نہیں ہیں اور عبد الدینار اور عبد الدرہم سے یہ امر اصلاً ظاہر نہیں اس لئے کہ معنے شرعی عبادت کے نہایت تعظیم کے ہیں کما قال فی التفسیر الکبیر وغیرہ وظاہر ان العبادۃ نہایۃ التعظیم انتہی پس مطلق طلب اور تابعداری کو جب تک کہ اوسمیں نہایت تعظیم نہو شرعاً عبادت نہ کہیں گے اسیوجہ سے مطلق طالب اور صاحب دنیا کو عبد الدینار نہیں کہتے جب تک کہ رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح نہ دی جب رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح دی تو نہایت تعظیم دنیا متحقق ہوئی اسلئے کہ رضائے مولیٰ پر اُس کو اختیار کیا اس سے زیادہ نہایت تعظیم کیا ہوگی روی البخاری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط الحدیث قال فی المرقات قولہ عبد الدینار ای الذی اختارہ علی رضا معبودہ الجبار بان یاخذہ من غیر حلہ او لا یصرفہ فی محلہ وکذا قولہ عبد الدرہم وعبد الخمیصۃ وہی ثوب خز او صوف معلم خصت بالذکر لان الغالب فی لبسہا الخیلاء والرعونۃ والریاء والسمعۃ ومن کمال میل النفس الیہا وعدم الطاقۃ لفراقہما کانہا جعلہ عبدا لہما ادعاء علی من استعبدہ محبۃ الدینار واسترقہ الہوی واعرض عن عبودیۃ المولیٰ ولم یقل صاحبہما ایذانا بان الذم متعلق بمن یکون اسیرا لجمع المال بحیث لا یودی حق الملک المتعال انتہی مختصر پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو مستحق الطاعت ہیں اول تو خود مستحق اطاعت نہیں بلکہ بحکم اللہ تعالیٰ کے ہیں پس اطاعت اونکی فی الحقیقت اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے کما قال اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ثانیاً یہ کہ اطاعت اون کی بطور نہایت تعظیم اونکی کی نہیں ہے بلکہ اطاعت

Marfat.com

اُنکی ہیچ ادا کرنے اون امور کے ہی جنہیں نہایت تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہوگی یہان تک کہ اطاعت اُن کی مخالفت امر الٰہی میں ممنوع ہی کما ورد فی الحدیث الصحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق انتہی پس کوئی شی مستحق عبادت یعنی نہایت تعظیم کے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہی تو جس کسی نے معنے لا الٰہ الا اللہ میں الٰہ سے مراد مستحق عبادت حسب قرینہ حالیہ لیا ہی یہ معنی بھی صحیح ہین اور اعتراض مذکور فی السوال اوس سے مدفوع ہی اور وہ جو مجیب نے اثنا جواب میں لکھا کہ یہ علما معنی کلمۂ توحید کے یہ کہتے ہین کہ کوئی الحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے تو ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الحق یعنی واجب لیا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہی ایک تو یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہین مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں انتہی حال اسکا یہ ہی کہ جس کسی نے الٰہ سے مراد الحق لیا ہی تو اس کو واجب ہونے اور ممکن ہونے الٰہ کے کچھ غرض نہیں بلکہ الٰہ یعنی معبود حق بمعنے مستحق عبادت عام اس سے کہ واجب ہو یا ممکن کیا اس تقدیر پر یہ کہنا مجیب کا کہ الحق یعنی واجب لیا غلط ہوا اور اسپر یہ تفریع کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنی صحیح ہین گو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں بنا الفاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ جب الٰہ سے مراد معبود برحق ہی یعنی مستحق عبادت لیا تو معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہوئے کہ کوئی معبود مستحق عبادت اعم من ان یکون واجبا او ممکنا غیر اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ عین اللہ تعالیٰ ہی پس یہ معنے سراسر مخالف ہین عقیدہ مشرکین سے کہ وہ غیر اللہ تعالیٰ کو مستحق عبادت سمجھکر عبادت اوسکی کرتے ہین اگرچہ واجب نہ سمجھیں ورنہ بلاشبہ اونکے نزدیک کوئی شی مصداق الواجب کا تو نہیں لیکن الحق یعنی معبود مستحق عبادت کے کروڑوں مصداق ہیں کما لا یخفی اور وہ جو جواب میں کہا کہ توحید وجودی کی حقیقت با دلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی دلیل عقلی یہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہوسکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہوچکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہوسکتا پس غیر واجب بمعنے غیر اللہ موجود نہیں ہوسکتا انتہی اسمیں کہا جائے گا کہ وجود کو جو حکمت میں عین واجب ثابت کیا ہی وجود سے معنی مصدری مراد ہین یا مابہ الموجودیۃ اگر معنے مصدری مراد ہین تو وہ معنی انتزاعی ہین پس عینیت اس کی ساتھ واجب تعالیٰ کے بایں معنے ہوگی کہ منشا انتزاع اس وجود مصدری انتزاعی کا ذات واجب ہی کوئی شی آخر ذات میں سوائے ذات کے منشا انتزاع نہیں اور جب وجود مصدری بایں معنے عین ذات واجب ہوا تو یہ وجود منتزع ذات واجب سے وجود مصدری مطلق نہوگا بلکہ ایک حصہ ہوگا وجود مصدری مطلق کا اس لئے کہ منتزع ہی ذات خاص واجب تعالیٰ سے پس اضافت سے طرف ذات کے ایک حصہ وجود مطلق کا ہو جائے گا اور معنی عینیت کا مرجع یہ ہوگا کہ حصہ وجود مصدری کا عین ذات واجب ہی یعنی منتزع ہے نفس ذات واجب سے نہ امر زائد سے اب عدم اُس وجود کا عدم خاص ہوگا پس معنے اس مقدمہ کے کہ وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر وجود خاص نہیں مگر عدم خاص یعنی عدم وجود مصدری واجبی پس غیر واجب کے موجود ہونیکو منافات صادق اس عدم کی نہیں اس لئے کہ کہا جائیگا کہ ممکن موجود ہی اور اسپر صادق ہے یہ امر کہ یہ ممکن موجود عدم خاص واجب ہی جیسے وجود نہ

Marfat.com

عادم وجود خاص عمرو بکر ہے اور منافات اس عادم خاص کی وجود خاص آخر سے نہیں پس اس تقدیر پر وجود منحصر حق تعالےٰ
اور منفی ممکنات سے نہو اور اگر مراد وجود سے مابہ الموجودیۃ ہو تو یہ امر بہت واضح ہی کہ مابہ الموجودیۃ ہر شی کا مخصوص
ہوگا ساتھ اُس شی کے مطلق نہوگا ورنہ مابہ الموجودیۃ اوس شی کا کیونکر قرار پائے گا اور جب یہ مابہ الموجودیۃ واجب کا عین
واجب ہوا تو یہ منافی اُسکے نہیں کہ ممکن بھی موجود ہو اور مابہ الموجودیۃ اوس ممکن کا عین ممکن ہو جیسے کہ محققین نے اختیار کیا ہے
یا غیر ممکن ہو جیسا کہ غیر محققین نے کہا ہی اس لئے کہ اس تقدیر پر معنی مقدمہ مذکورہ اعنی غیر وجود نہیں مگر عادم یہ ہوئی کہ غیر مابہ
الموجودیۃ واجب نہیں مگر عدم اس مابہ الموجودیۃ کا پس بر تقدیر موجود ہونے ممکن کی ممکن پر یہ عدم مابہ الموجودیۃ واجب کا صادق
ہے پس یہ کہنا کہ عادم موجود نہیں ہو سکتا غلط ہوا بلکہ یہ عدم خاص ہی اور صادق آتا ہے اور یہ وجود غیر کے اور منافات
نہیں رکھتا وجود غیر سے پس اس کلام سے اثبات توحید وجودی اصلا نہوا اور دلیل نقلی جو کلمہ توحید سے قائم کی تھی وہ
تو بر تقدیر معنی مجوزہ مجیب قائم ہوئی تھی اور جب کلام سابق سے عدم صحت اوس معنے کی واضح ہو گئی تو دلیل نقلی بھی مثل
دلیل عقلی کے مفید مثبت توحید وجودی نہوئی معہذا ہر شی کو بزعم معبود اور مطاع ہونیکے الٰہ قرار دینا اور معنی الٰہ کے مطلقا
معبود اور مطاع لینا اور معنی عبد کے مطلقاً فرمانبردار اور تابعدار قرار دینا منافی ہی اصطلاحات شرعیہ اور محاورات عرب کے
اور سوا اس کلام کے جو لکھا ہی اور بھی تردوات کلام سائل اور مجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اور لحصول
غرض لغرض اختیار اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب فقط

الجواب صواب ارشاد حسین عفی عنہ محمد عبد الغفار عفی عنہ الجواب ہو الصواب قد صح الجواب محمد امداد حسین عفی عنہ

سوال ۔ اول چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین درمعنے این حدیث شریف من رانی فقد رای الحق فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معنے حدیث مذکورہ این است کہ ہر کہ مرا بخواب دید پس آن بدیدہ حق را یعنی امر ثابت واقعی را دید و آن من ہستم یعنی شیطان
تمرفی در تخیلہ بیننده صورت من کردن نمیتواند پس ہر کہ مرا بخواب دید در حقیقت مرا دید و احتمال این نیست کہ شیطان بصورت
مرئیہ متمثل شدہ باشد و موید این معنے است حدیث دیگر صحیح بخاری مروی از ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی انتہی قال السید فی شرح المشکوٰۃ
تحت الحدیث المذکور رای الامر الثابت الحق الذی ہو اثابۃ یرجع الی معنی قولہ فقد رانی انتہی وقال الامام النووی
فی شرح صحیح مسلم فقد رای الحق ای الرویۃ الصحیحۃ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم سوال دویم دیگر اینکہ حضرت
کہ بمعراج تشریف بردہ بودند خدای عزوجل را دیدہ اند یا نہ اگر دیدہ اند بچشم ظاہر دیدہ اند یا از دیدہ دل۔

الجواب وہو الملہم للصواب

جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج جناب باری عز اسمہ را بقول صحیح بچشم سر دیدہ اند ہر چند کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم را دریں مسئلہ خلاف مشہور است اما مذہب جمہور مؤید برہان منصور ہمیں قول مذکور است قال السید جمال الدین فی شرح المشکوٰۃ الشریف المنقول عن عائشۃ وابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علیٰ انہ رآہ فقیل بفوادہ دون عینہ وقیل بعینہ وہو الصواب انتہی وقال فی روح البیان وفی کشف الاسرار قال بعضہم رآہ بقلبہ دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رأی ربہ بعین راسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ لقد رأی محمد ربہ لیلۃ المعراج وحکی امام احمد انہ قال انا اقول بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعینہ رآہ رآہ حتی انقطع نفس الامام احمد انتہی مختصرا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح ثبوت الرؤیۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن عمر ابن الخطاب فاخبرہ انہ رآہ انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فی کل باب۔ المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح　　ذلک الکتاب لا ریب فیہ　　قد صح الجواب محمد امداد حسین　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ　　محمد عنایت اللہ　　الجواب صواب　　الجواب حق الصواب

قد اصاب من اجاب محمد امجاد حسین　　محمد عبد القادر خان　　محمد علاء الدین احمد　　عبید القادر

سوال۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد آنکہ مردم میگویند کہ برائے شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی نبوت دستگاہی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ وظل چنانچہ جملہ اجسام واجرام کثیفہ ولطیفہ را می باشد نبود وگاہی از ابتدائی خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر لقائے رب العالمین تعالیٰ شانہ ہمچنان بود کہ بے سایہ وظل گذرانیدند فقیر می گوید کہ این معجزہ در کتابی کہ لائق اعتماد باشد واہل سند اسناد آنرا بسند صحیح بیان کردہ باشند ندیدہ ام در کتاب صحاح وسنن کہ مروج اند از کسی نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ اند وآنچہ اہل سیر ومغازی بیان می کنند اعتماد آن چنانچہ اہل حدیث را ہست معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آن از روی سند صحیح از کتاب صحیح وحسن باشد بیان فرماید اجر آن از فقیر از خداوند تعالیٰ معمول ومرام فقط۔ بینوا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت نبودن سایہ وظل جسم اطہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خصوصیت و اعجاز در کتب معتبرہ سیر واحوال آں حضرت صلعم کہ بجز تفصیل این کتب متکفل آنست منقول ومروی است قال فی سبل الہدیٰ والرشاد

Marfat.com

في سيرة خير العباد وقال ذكوان لم ير لرسول الله صلى الله عليه وسلم ظل في شمس ولا قمر رواه الحكيم الترمذي وقال معناه لئلا يطأ عليه كافر فيكون مذلة له وقال ابن سبع في خصائصه ان ظله صلعم كان لا يقع على الارض وانه كان نورا وكان اذا مشى في الشمس او القمر لا يظهر له ظل انتهى وقال العلامة القسطلاني في المواهب اللدنية ولم يكن له صلى الله عليه وسلم ظل في الشمس ولا قمر رواه الترمذي الحكيم عن ذكوان وقال ابن سبع كان صلى الله عليه وسلم نورا فكان اذا مشى في الشمس والقمر لا يظهر له ظل قال غيره ويشهد له قوله صلى الله عليه وسلم في دعائه اللهم اجعلني نورا انتهى وقال في انسان العيون في سيرة الامين المامون المعروفة بالسيرة الحلبية انه اذا مشى في الشمس او في القمر لا يكون له صلى الله عليه وسلم ظل لانه كان نورا انتهى وقال في سيرة النبوية والآثار المحمدية ولم يكن له صلعم ظل في شمس ولا قمر لانه كان نورا رواه الترمذي الحكيم عن ذكوان وروى ابن المبارك وابن الجوزي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما لم يكن للنبي صلى الله عليه وسلم ظل ولم يقم مع الشمس قط الا غلب ضوءه ضوء الشمس ولم يقم مع سراج قط الا غلب ضوءه ضوء السراج قال ابن سبع كان صلعم نورا وكان اذا مشى في الشمس والقمر لا يظهر له ظل لان النور لا ظل له ويشهد له قوله صلى الله عليه وسلم في دعائه واجعلني نورا انتهى وقال في روضة الاحباب فضيلت ششم آنكه جسم مبارك وى آنحضرت نورانى بود كه هرگاه در آفتاب يا مهتاب رفتى سايه آنحضرت صلى الله عليه وسلم ظاهر نبودے زيرا كه در بعض احاديث وارد شده كه آن سرور در دعا براى اعضا وجهات خود نور از خدا تعالى طلبيده ودر آخر فرموده اللهم اجعلني نورا يعنى مرا نور گردان انتهى ومثل اين در معارج النبوة وغيره مرقوم است وقال الشيخ عبد الحق الدهلوي في مدارج النبوة نمى افتاد آنحضرت صلعم را سايه بر زمين كه محل كثافت است وبجا است وديده نشد او را سايه در آفتاب انتهى پس اينهمه كتب لائق اعتماد واستناد است وكتب حديث متكفل جميع احاديث نيست ونه ثبوت امرى موقوف بر روايات آنها است كما لا يخفى على الماهرين معهذا در فضائل اعمال ومناقب تشدد در اسانيد وتفحص احوال رواة نزد ائمه حديث ضرورى نيست قال ابن الاثير في مقدمة جامع الاصول وقال احمد ابن حنبل اذا روينا عن النبي صلى الله عليه وسلم في الحلال والحرام والسنن والاحكام تشددنا في الاسانيد واذا روينا عنه في فضائل الاعمال وما لا يضع حكما ولا يرفعه تساهلنا في الاسانيد انتهى وفي هذا القدر كفاية لاولي الالباب والله سبحانه الهادي الى طريق الصواب وهو اعلم وعلمه اتم في كل باب فقط۔

العبد المجيب محمد ارشاد حسين عفي عنه　　　الجواب صحيح محمد عبد الغفار خان عفي عنه

سوال۔ چه ميفرمايند علمای دين ومفتيان شرع متين مصطفوى على صاحبها الف صلوة وسلام درين مسئله كه آنچه بر زبان عام وخاص جاريست از حديث قدسى لولاك لما خلقت الافلاك وغيره آيا مضمون اين حديث صحيح ثابت است يا نه اگر ثابت باشد سندش بحواله كتاب ونقل عبارت آن تحرير فرمايند واگر سندش اجماع امت مرحومه باشد همچنان تحرير فرمايند حسبة لله از تحرير جواب آن دريغ نفرمايند وجواب صاف مزين بدستخط ونقل عبارت كتب معتبر عنقريب اطلاع داشته شود كه تا لعنت مفتريه وزعم فقط۔ بينوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ہرچند حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را بعض محدثین از موضوعات شمردہ اند کما فی تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر لولاک لما خلقت الافلاک قال الصنعانی موضوع انتہی وہکذا فی تمیز الخبیث للعلی القاری لیکن مضمون حدیث مذکور از کثیر احادیث صحیحہ ثابت است قال فی السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ روی ابو الشیخ والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اوحی اللہ تعالےٰ الی عیسیٰ علیہ السلام آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ومر امتک ان یومنوا بہ ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم وروی الدیلمی مرفوعا اتانی جبرئیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی وروی ابن عساکر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی وہکذا فی المواہب اللدنیہ وسوائے ایں بسیار احادیث معتبرہ مؤید مضمون حدیث قدسی مذکور درکتب سیر مسطور است واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان متین اس مسئلہ میں کہ اللہ صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں ظاہر کیا یا یہ کہ قدرت کاملہ سے بنا کر ظاہر کیا از روئے کتاب معتبرہ کے اُمیدوار جواب کا ہوں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نور منور حضرت سرور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا بمقتضائے واللہ خلقکم وما تعملون واللہ خالق کل شیٔ نہ یہ کہ اپنی ذات پاک سے کوئی جزء جدا کر کے نور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اس لئے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ذی البعض اور اجزا نہیں قال فی عقائد النسفیۃ ولا متبعض ولا متجزی ولا مرکب منہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسلام حضرات ابوین الشریفین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں احادیث شریف جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ابوین الشریفین زندہ کئے گئے اور انہوں نے ایمان لایا موضوع ہے یا نہیں بعض لوگ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں **سوال دوم** اور در بارہ سماع موتیٰ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کیا

اتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم ثم طرحت علیہ ثم طرح فی النار انتہی اور جب کافر قابل لینے حسنات کے بروز قیامت نہیں ہے تو لامحالہ سیئات اوس کی سر ظالم پر پڑیں گی اور کوئی احتمال بچنے کا نہ ہوگا جواب سوال ششم سادس لکل یوم لیلۃ وللجمعہ لیلتان حدیث نہیں ہے غلط ہے اور مومن فقط ایک شب جمعہ کو جو قبل از جمعہ ہے عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور اسیطرح تمام روز جمعہ میں نہ اس شب میں جو بعد الجمعہ ہے قال فی رد المحتار وہو خیر ایام الاسبوع ومن مات فیہ او فی لیلتہ امن من فتنۃ القبر وعذابہ انتہی مختصرا۔ جواب سوال سابع روز جمعہ بعد نماز عصر اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے تو یہہ فعل اُس کا موجب ثواب نہیں بلکہ اگر اس کو ثواب سمجھکر عمل میں لاوے تو بدعت سیئہ ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص مسمی زید جس کی خلقت میں گانے بجانے کا گویا خمیر ملا ہے اپنے تمام اعمال بد نادم ہوکر بعض علمائے گرامی کے روبرو تائب ہوا چند روز کے بعد پھر اپنی توبہ سے منحرف ہوکر ہر قسم کے کار بد کو علانیہ رائج کیا اور بعض عورات کو ورغلا کر بھگا لے گیا اس میں اہل اسلام کو غیرت آئی اسکو برادری سے نکال کر حقہ پانی بند کردیا اور اپنے پاس تک بیٹھنے کو بھی منع کیا اس معاملہ میں بعض اہل اسلام ذی علم وذی وقار بھی شریک تھے اُن کی شان میں اُسنے کلمات ناشایستہ کہے لیکن بعد چند روز کے پھر تائب ہوا مسلمان اس کے ساتھ مثل سابق کے برتاؤ کرنے لگے ابھی توبہ کئے ہوئے کچھ دن نہ گذرے تھے جو مسلمانوں نے اسکو ایک کافر عیاش کے پاس رنگی پیچوا لگاتے دیکھا اور طرہ یہہ ہے کہ جب اُن اہل اسلام نے اپنی برادری میں آکر اس کا تذکرہ کیا تو اور چند مسلمانوں نے اس قول کی تائید کی یعنی یہہ بیان کیا کہ تم نے اس کو آج دیکھا ہے ہم اس کو متواتر مدت سے ایسے ہی دیکھتے ہیں اور ہر قسم کے ناچنے گانے والوں کی تعریف خواہ عورت ہو یا مرد یا لڑکا حد سے زیادہ کرتا ہے اور ان کی تعریف کو اپنا فخر سمجھتا ہے داڑھی منڈاتا ہے نماز بھی کم پڑھتا ہے اور وہ شخص جواب میلاد شریف پڑھا کرتا ہے اس وجہ سے عوام کے عقیدے بدل گئے اور اغلب کہ اور زیادہ بدل جاویں اب اس صورت میں یہہ شخص زید اپنے ساتھ میلاد شریف پڑھوانیکے قابل ہے یا نہیں اور اہل اسلام اس کی توبہ کا کس طرح یقین کریں چونکہ بارہا توبہ سے منحرف ہوگیا ہے پھر کیا صورت ہے جو اسکی

Marfat.com

توبہ کا یقین کامل ہو اور ایسی توبہ کا کیا نام ہے در صورت توبہ کرنے یا نہ کرنے کے اس کو اپنی ساتھ میلاد کر نبؐ ہو ایا جاوے یا نہیں اور ایسے شخص کا سلام لینا یا اسپر السلام علیک کرنا چاہیئے یا نہیں اور جو شخص نامحرم کے ساتھ خواہ عورت ہو یا مرد تخلیہ میں ہنسی نداق کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے لہذا کل امورات کا جواب مفصلا موافق شرع شریف کے ارشاد فرمائے بینوا توجروا وما علینا الا البلاغ فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شخص مذکور نے السوال فاسق معلن ہے اور اس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں جب تلک علامات صالحین اس میں ظاہر نہوں پس ایسے شخص سے سلام علیک کرنا اور مولد شریف پڑھنے میں اس کو شریک کرنا اور اس سے اختلاط اور مودت کرنا ممنوع ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان المراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیہود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنے انہ لا ینبغی ان یتحقق ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال وقال فی کشف الاسرار اخبر ان الایمان یفسد بموادۃ الکفار وکذا بموادۃ من فی حکمہم وعن سہل ابن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یوانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء انتہی بقدر الحاجۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس صورت میں کہ سود لینا کافرون سے دار الحرب میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

دار الحرب میں کافرون سے سود لینا جائز ہے اور حقیقت میں وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ ال کافروں کا واسطے اہل اسلام کے مباح ہے سوائے غدر کے جس طور سے لیا جاوے جائز ہے قال فی الدر المختار لا ربا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہم مباح فیحل برضاہم مطلقا بلا غدر انتہی وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک طیبا لہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

الجواب صحیح محمد عبد القادر — الجواب صحیح محی الدین عبد القادر — قد صح الجواب محمد امداد حسین مجددی — الجواب صحیح حمید علی خان عفی عنہ

Marfat.com

سوال چہ میفرمایند علمائے دین اندرین کہ بلاد ہندوستان مثل مرادآباد و بریلی و فرخ آباد و رامپور
وغیرہ دار الحرب است یا دار الاسلام موافق قول مفتی بہ و روایت قویہ مذہب حنفی بیان نمایند فقط بینوا توجروا

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

بلاد مذکورہ ہندوستان وغیرہ آن ہمہ از بلاد اسلام است دار الحرب نیست چہ دار حرب اصلی است یا غیر اصلی
اصلی آنکہ گاہے حکومت اسلام در آنجا نشدہ و ہندوستان بدین معنے اصلا دار حرب نیست و غیر اصلی آنکہ در آنجا
حکومت اسلام گردید پس ازاں کفار بر آن غالب شدند پس نزد امام ابی حنیفہ بمجرد غلبہ کفار برائے دار حرب بودنش
کفایت نمیکند سہ شرط دیگر باید اول اینکہ اجرائے احکام شرک علی الاشتہار در آنجا باشد و حکمی از احکام اسلام جاری
نماند ثانیا اینکہ متصل شدہ باشد بدار حرب اصلی ثالثا اینکہ باشندگان آنجا از مسلمین و کافرین کہ بامان سابق بودند
بدان عہد امان نمانند بلکہ عہد جدید از کافران نمودہ سکونت ورزند قال فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب
الا بامور ثلثۃ باجراء احکام اہل الشرک قال فی الہندیۃ ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام
ظاہر انہ لو اجریت احکام اہل الشرک لا تکون دار حرب انتہی وباتصالہا بدار الحرب
وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول انتہی در مختار وفی جامع الرموز واما صیرورتہا دار الحرب نعوذ باللہ
منہا فعندہ بشروط احدہا اجراء احکام الکفر اشتہارا بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاۃ المسلمین کما فی الحرۃ
الثانی الاتصال بدار الحرب بحیث لا یکون بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام یلحق الخ ومنہا الثالث زوال الامان ای
لم یبق مسلم او ذمی فیہا آمنا بامان الکفار ولم یبق الامان الذی للمسلم بالاسلام وللذمی بعقد الذمۃ قبل استیلاء
الکفار وعندہما لا یشترط الا الشرط الاول قال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام
ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادیۃ وغیرہ فالاغنیاء ان تجعل ہذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین
فی الظاہر لکن لا للشیاطین کما فی المستصفی وغیرہ و مراد از احکام اسلام مثل جمعہ و اعیاد است کما فی الدر المختار
پس ظاہر است کہ بلاد ہندوستان بر مذہب امام بدین معنی ہم دار حرب نخواہد شد زیرا کہ شرط ثانی و ثالثہ در بلاد ہندوستان
اصلا موجود نیست و لشرط ما تحقق و گر شرائط جمعہ و اعیاد وغیرہ در آن صحیح خواہد شد. و کسانیکہ خلاف این
فتوی دادہ اند از راہ حق دور افتادند والحق احق بالاتباع فقط واللہ سبحانہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال
وعلمہ اتم بوجہ الکمال» العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ما قول العلماء الحنفیۃ فی ان مسلما ارسل وکیلہ الی دار الحرب لیقرض الحربی من جانب موکلہ ویحصل
فیہ الربا برضا الحربی ہل یجوز التوکیل ویطیب للموکل ہذا الربا ام لا بینوا توجروا فقط

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

يجوز التوكيل ويطيب للموكل ما يحصل من الربا اما جواز التوكيل فلما في الكنز وغيره من معتبرات الفقه انه اقامة الغير مقام نفسه في التصرف الجائز ممن يملكه، والاقراض للحربي تصرف يملكه الموكل فيصح به التوكيل قال في البحر ناقلا عن البزازية صح التوكيل بالاقراض لا بالاستقراض انتهى واما اخذ الربا من الحربي في دار الحرب فلانه يجوز اخذ اموالهم في دار الحرب باى طريق كان سوى الغدر لعدم ان يكون برضاهم قال في الدر المختار ولا ربا بين مسلم وحربي مستامن ولو بعقد فاسد وقمار ثمة لان ماله ثمة مباح فيحل برضاه مطلقا بلا غدر انتهى وقال في فتح القدير ان مالهم مباح وانما يحرم على المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم ياخذ غدرا فباى طريق ياخذه حل بعد كونه برضا انتهى واما انه يطيب للموكل فلان الوكيل لما اضاف العقد الى الموكل وقبض الربا نيابة عنه دخل الربا في ملكه ابتداء لقبض نائبه وهو الوكيل فلما وصل الى الموكل وصل ماله الذي ملكه بيد نائبه فلا يكون الموكل ضمنا آخذ الربا في دار السلام بل في دار الحرب بيد نائبه ومما دل عليه دلالة واضحة ما قال العلامة محمد عابدين في حاشية على الدر المختار في جواز اخذ مال السوكرة نعم قد يكون للتاجر شريك حربي في بلاد الحرب فيعقد شريكه هذا العقد مع صاحب سوكرة في بلادهم وياخذ منه بدل الهالك ويرسله الى التاجر فالظاهر ان هذا يحل للتاجر اخذه لان العقد الفاسد جرى بين حربيين في بلاد الحرب وقد وصل اليه مالهم برضاهم فلا مانع من اخذه انتهى ووجه الدلالة ان الشريك الحربي نائب ووكيل للتاجر بحكم الشركة فاذا قبض مال السوكرة الذي هو ربا وارسل الى التاجر وصل اليه ما ملكه بيد نائبه فان قلت اطبق الحنفية على ان كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ويلزم من مفهوم المخالف ان ما لم يجز للانسان ان يعقده لم يجز ان يوكل به غيره والمسلم الذي في دار الاسلام لم يجز له ان يعقد عقد الربا مع الحربي فلم يجز له ان يوكل به غيره قلت اولا ان المراد من جواز العقد المذكور في كلام الفقهاء الجواز في الجملة لا انه يصح من الانسان ان يفعله باى وجه كان لانه يجوز منه بكل وجه كما سيظهر من كلام المحقق ابن الهمام وغيره واخذ الربا من الحربي في دار الحرب جائز للمسلم فعلى هذا يصح به التوكيل، ثانيا ان هذا ضابطة لا حد ولا يصح ابطال الضوابط بابطال العكس بل انما يكون ابطاله بابطال الطرد قال العلامة ابن الهمام في فتح القدير على قول الهداية كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره هذا ضابطة لا حد فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي به لان ابطال القواعد بابطال الطرد لا العكس ولا يرد على طرده عدم توكيل الذمي مسلما ببيع خمره وهو يملكه لانه يملك التوصل به الذمي فصدق الضابطة لانه لم يقل كل عقد يملكه يملك توكيل احد به بل التوصل به في الجملة انتهى وفي البحر كل ما يعقده بنفسه بيان الضابط للموكل فيه وليس حدا فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي انتهى وفي الزيلعي لا يرد جواز توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر ونحوه لانه عكس والنقض لا يكون الا في الطرد انتهى وما قيل ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

Marfat.com

التصرف واذ قد كان الموكل في دار الاسلام لا يملك اخذ الربا فلا يصح توكيله فجوابه اولاً ان المراد بملك التصرف ان يملكه في الجملة الا انه يملكه بكل وجه وفي كل مكان ومدعي العموم مطالب بالبيان ولما كان المسلم يملك اخذ الربا في بلاد الحرب صدق عليه انه يملك التصرف فصح منه التوكيل وثانياً انه اراد بالتصرف اصل التصرف لا التصرف فيما وكل به قال في جوهرة النيرة وليس المعتبر ان يكون الموكل مالكاً للتصرف فيما وكل به انما المعتبر ان يكون ممن يصح منه التصرف في الجملة لانهم قالوا لا يجوز بيع الآبق ويجوز ان يوكل ببيعه انتهى وقال في الدر المختار ممن يملكه اي التصرف نظراً الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء بعارض النهي انتهى فان قيل سلمنا صحة التوكيل لكن لا يصح اخذ الربا بالموكل اذ الاغراض من العقود التي ترجع حقوقها الى الموكل ابتداء والوكيل فيها سفير محض واذا كان كذلك فكان الموكل باشر بنفسه اخذ الربا في دار الاسلام قلنا ولا اذا كان الحقوق في الاغراض ترجع الى الموكل والوكيل سفير محض فالعقد الذي جرى بين الوكيل والحربي كانما جرى بين مسلم وحربي في دار الحرب ودخل الربا في ملكه هناك فلا مانع من صحة اخذه وثانياً ان عدم جواز اخذ الربا بالمباشر في دار الاسلام حقيقة مسلم ومصرح في كلام الفقهاء واما عدم جوازه للمباشر حكماً ومشابهة فغير مسلم ولا مصرح بل نقول لما ارسل الموكل وكيله الى دار الحرب واخذ الربا هناك فالموكل ملك الربا هناك على يد نائبه ووصل اليه بالملك بيد نائبه فيجوز اخذه ومن الله سبحانه التوفيق ومنه الوصول الى التحقيق وهو سبحانه اعلم وعلمه اتم كتبه العبد المجيب محمد ارشاد حسين احمدي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الهادي الى سواء السبيل وهو حسبي ونعم الوكيل والصلوة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وصحبه والمقتفين آثارهم من العلماء العاملين اما بعد فان هذا الجواب مشحون بتحقيق وتدقيق مسلم المضمون وهو بالقبول حقيق نعم ما ثبت في كتب المذهب النعماني صحة ما ذكر من العقود وحل الانتفاع بالارباح الحاصلة بها وكلام العلماء وان كان ناظراً الى الصحة اولاً وبالذات يفيد الحل ثانياً وبالتبع كما لا يخفى على الفقيه النبيه قال صاحب الدر المختار والحاصل ان الربا حرام الا في مسائل منها ان يكون بين مسلم مستأمن وبين حربي في دار الحرب ونص السير الكبير واذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا بأس بان يأخذ منهم اموالهم بطيب انفسهم باي وجه كان لانه انما اخذ المباح على وجه عري عن الغدر فيكون ذلك طيباً له والاسير والمستأمن في ذلك سواء حتى لو باعهم درهماً بدرهمين او باعهم ميتة بدراهم او اخذ مالاً منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له انتهى كلام السير الكبير للامام محمد بن الحسن الشيباني ترجمان المذهب النعماني وذلك لان مالهم مباح ثمه خلافاً لابي يوسف في المسلم المستأمن دون الاسير فبهذا علم ان هذا الجواز عند الامام الاعظم والامام محمد ومسئلة القرض من المسائل التي لا بد فيها من الاضافة الى الموكل ولو معنى كما في الدر المختار وحواشيه فالوكيل فيها سفير محض فلا يتعلق به شئ من حقوق العقد كما هو مصرح به في كتب المذهب وقال ابن كمال باشا اعلم ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف لان الوكيل يستفيد ولاية التصرف منه وقيل هذا على قولهما فاما على قوله يعني الامام فالشرط ان يكون
التوكيل حاصلا بما يملكه الوكيل فاما كون الموكل مالكا للتصرف فليس بشرط حتى يجوز عنده توكيل المسلم الذمي بشراء
الخمر وقيل المراد به ان يكون مالكا للتصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى
وهذا جواب اهل القول الاول فقد افاد مفتي الثقلين ان الكلام في هذا التصرف لا في كل تصرف وكلام العلماء يشهد
بهذا وقال السيد الطحطاوي اي من حيث انه لا يعارضه غيره فيه من غير نظر الى حكم شرعي فدخل فيه توكيل
المسلم ذميا ببيع خمر وخنزير والمحرم حلالا ببيع صيد انتهى والاحسن ان يقال ان الاصل في كلام العلماء يطلق على
ما هو الغالب وعلى ما كان سابقا لكن هذا يبتني على القول بان الاصل في الاشياء الاباحة وبه صرح المحقق
الكمال في التحرير الاصولي حيث قال ان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية انتهى
وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه في الهداية من فصل الحداد وفي الخانية نسبه الى اكثر الحنفية لا سيما
العراقيين قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد بالقتل على اكل الميتة او شرب الخمر فلم يفعل حتى قتل بقوله خفت
ان يكون آثما لان اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي عنها فجعل الاباحة اصلا والحرمة لعارض النهي
انتهى وممن نقل انه قول اكثر اصحابنا واصحاب الشافعي الشيخ اكمل الدين في شرح اصول البزدوي فمن قال هو راي
المعتزلة فقد سهى وهذا نافع فيما سكت عنه الشارع فانه يبقى على اباحته الاصلية وقد نص في التحرير على ان المباح
يطلق على متعلق الاباحة الاصلية كما يطلق على متعلق الاباحة الشرعية وما ذكرناه هو المتعين في الجواب ولا يصح
ما قاله الكمال والشيخ زين والزيلعي في عبارة تنوير الابصار ونحوها وهي التوكيل صحيح وهو اقامة غيره مقامه في تصرف جائز
ممن يملكه فان فقد الشروط لا سبيل اليها والشرط ما يلزم من عدمه العدم ولا يلزم من وجوده وجود ولا عدم لذاته
وايضا مفهوم المخالفة معتبر عندنا فيما عدى النصوص سواء كان مفهوم صفة او غيرها كما هو مصرح به في كتب
الاصول وكتب الفروع نعم ما اشار اليه من ان شرط التعريف ان يكون مطردا منعكسا بخلاف الضابطة والقاعدة نحو كل فاعل
مرفوع فلا يقال المبتدأ مرفوع ايضا لكن هذا الكلام في هذا المقام مما تنفر عنه الطباع وتمجه الاسماع فلهذا لم يعرج عليه العلامي
ولا محشو كتابه وايضاح قضية السؤال ان التوكيل صادر في دار الاسلام لشخص لعقد الربا في دار الحرب فظرف التوكيل دار الاسلام
واما دار الحرب فهو ظرف عقد الربا واخذه وهو يجوز للموكل اذا كان في دار الحرب ولا وجه لاعتبار كون هذا العقد في
دار الاسلام باعتبار الموكل وهو لا يقول به عاقل فضلا عن عالم لان صدوره حقيقة في دار الحرب وهذا هو ما يسره الله تعالى
على عجلة مع شغل البال وتكدر الفهم السقيم ومن الله صلاح الحال وفوق كل ذي علم عليم وهو الاقرب الى
الصواب لا يعتريه شائبة الارتياب امر برقمه شيخ العلماء والمدرسين بمدينة سيدالمرسلين الشيخ يوسف الغزي الحنفي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

لك الحمد يا من نحت العلماء كرائم عرائس المعاني على منصة البيان وسخت بهما على الفقهاء لتشييد اساس الدين فكانت
زلتنه في ميادين البيان ولك الشكر ان ميزت اهل العلم بمزيته انما يخشى الله من عباده العلماء وطلعت في غرهم
شموس العلماء ورثة الانبياء ومن جدواك اتم الصلوة وازكى السلام على من خص بحقائق المثاني وسواطع البرهان
فاعجز لفصاحته كل منطيق له في حلبة الفضل ميدان دان وعلى آله الذين هم خلاصة الوجود وانسان عين كل انسان
وعلى اصحابه الذين هم كالنجوم فمن اقتدى بهم اهتدى وفاز بالامن والرضوان وعلى الائمة المجتهدين وسائر ائمة الدين
خصوصا الامام الاعظم ابا حنيفة النعمان وانظمنا اللهم في سلكهم تفضلا منك يا جواد يا كريم يا رحمن اما بعد فقد اطلعنا
على ما حرر من الجوابين السادرين عن الحبرين اللوذعيين فوجدنا كل واحد منهما بعد التامل ثابت المضمون لا يتطرق شمس
صحته افول ولا تخالطه الظنون ببيدائه بحر تتقاذف موجه بالدرر او نهر فائق يستخرج منه كنوز دقائق الغرر مشتمل
على ما عليه الاعتماد من النقول معززة لكل طراز شم من الائمة الفحول موشحة بما عليه الفتوى من المذهب جديرة
بان تنتظم زواهر جواهرها في سلك من ذهب وليد يده ما في المجتبى من العبارة التي لا غبار عليها في هذا المقام مستامن
من اهل دارنا مسلما كان او ذميا في دارهم او من اسلم هناك باشر معهم من العقود التي لا تجوز فيما بيننا كالربويات
وبيع الميتة جاز عندهما خلافا لابي يوسف وهذا هو الصحيح اه ومنها ما اذا باع منهم خمرا او خنزيرا او قامرهم واخذ المال
كما في منح الغفار وما وقع من سهو لصاحب البحر في نقله عن المجتبى فقد نبه عليه صاحب رد المحتار واما كون المال
يطيب للموكل كما ذكر في معتبرات الفقه قاطبة تشير اليه فلا حاجة الى الاطالة بذكره لعدما سطر في الجوابين من البسط
مع التطويل ناع عن ذلك كثرة النقل وجمع الاقاويل واما قول المتون التوكيل صحيح لنفسه بكل ما يباشره الموكل بنفسه
لمجرد ضابطة وليس في عبارته ما يفيد الحصر كما نبه عليه غير واحد وبالجملة فما حرره هو الصواب الجدير بالاتباع وعليه
التعويل بلا شبهة ولا نزاع هذا ونسئله تعالى ان يسلك بنا سواء السبيل موفقين لحسن الحال كيف لا وان الفقه امانة
معلقة في اعناق الرجال ولنتبرك بذكر حديث ورد عن صاحب الشريعة مما يناسب ذلك فنقول اخرج الامام البخاري
في صحيحه والامام النووي في رياض الصالحين عن ابي موسى رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان
مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث اصاب ارضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت
الكلاء والعشب وكان منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب طائفة
منها اخرى انما هي قيعان لا تمسك الماء ولا تنبت الكلاء فذلك مثل من فقه في دين الله تعالى ونفعه
بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي ارسلت به انتهى وفي هذا القدر
كفاية من التصديق مقنع لمن كان بمرأى من الحق والله سبحانه وتعالى هو الهادي وعليه معولي

Marfat.com

واعتقادی نقطا مر بر قمہ الفقیر الیہ عز شانہ محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ المنورۃ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خص من شاء بما شاء والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وہو خیر من اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلی جمیع اخوانہ وآلہ والاصحاب اما بعد فما حررہ مولینا المجیب قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق فصحیح مقبول و بالاعتماد علیہ حقیق والاجمال مغن عن التفصیل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل رقمہ خادم الطلبا بالمدینۃ المنورۃ محمد مظہر احقر البریہ کان اللہ لہ

محمد مظہر احمدی

الجواب صحیح علی مذہب الامام رضی اللہ عنہ الملک العلام

واللہ الغنی وانتم الفقراء

سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جاوے بقصد تعظیم و خوشنودی غیر اللہ تعالی اگرچہ ذابح نے وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گوشت اسکا حلال ہے یا حرام سوال دوم کسی شخص نے ایک جانور ماکول اللحم بقصد تعظیم و تقرب غیر اللہ پرورش کیا جیسا کہ مروج جہلائے ہند ہے یعنی ایک بکرا کسی نے پرورش کیا بنیت تقرب کسی ولی یا غیر ولی کے جیسا شیخ سدو کا بکرا یا گائے میاں کبیر کی یا مرغا شیخ مدار کا بجوف حضر یا بامید نفع بدیں عقیدہ کہ اگر کوئی شخص عوض اس بکرے کے دوسرا ایک بکرا یا دو بکری اس سے بہتر یا بعوض اس کے گوشت سبد لا دیا جاوے تو بکر بکا یا لتے والا بخوف شیخ سدو وغیرہ کی راضی نہیں ہوتا ہے یہ سمجھکر کہ سوائے بکرہ مذکورہ کے دوسرا قبول نہوگا اور وہ شخص اسی عقیدہ پر قائم رہا یہانتک کہ بسم اللہ کہکر وہ بکرا ذبح ہوا اس گوشت اسکا حرام ہے یا حلال سوال سوم شیخ سدو کا بکرا ہو یا کسی ولی کا بکرا ہو بہ عقیدہ مذکورہ سوال دوم حکم دونوں کا واحد ہے یا نہیں یعنی دونوں حلال ہیں یا حرام یا دونوں میں کچھ فرق ہے پس بندہ مقلد بطریق حنفیہ ہے موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ ہے کہ جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جائے واسطے تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالی کے اسکے دو حال ہیں ایک یہ کہ تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالی ساتھ نفس فعل ذبح کے یعنی اراقہ دم کے منظور ہو دوسرے یہ کہ ساتھ گوشت ذبیحہ کے مقصود ہو نہ ساتھ اراقہ دم کے یعنی یوں قصد کیا کہ یہ جانور واسطے نذر غیر اللہ تعالی کے معین کیا باینطور کہ گوشت اسکا بعد ذبح کے کسی کو دیں گے یا کھلاوینگے بنام اس غیر اللہ تعالی کے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور عظمت اس کی ظاہر ہو پھر اس کے دو حال ہیں ایک یہ کہ کھانا

یا دینا گوشت ذبیحہ کا فقط واسطے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالےٰ کے ہو بدون قصد تقرب حق تعالیٰ کے
دوسرے یہ کہ اُسمیں تقرب حق تعالیٰ مقصود ہو اور بعد اُسکے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ بھی ہو خواہ بایصال ثواب
یا بدون اسکی شق اول میں ذبیحہ مردار اور حرام ہے کما قال فی الدر المختار وغیرہ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء
یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ انتہی اور صورت ثانیہ میں اگر وقت ذبح کی نام اللہ تعالیٰ کا بطور معہود آیا
تو ذبیحہ مذکّا اور طاہر ہے لیکن کھانا اُسکا حرام ہے اسواسطے کہ اُس گوشت میں تقرب غیر اللہ مقصود ہے اور جس چیز میں تقرب
غیر اللہ تعالیٰ کا منظور ہو وہ حرام کما قال فی العالمگیری مایوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا
الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وکذا فی الدر المختار وقال علیہ فی رد المختار قولہ مالم یقصد الخ
ای بان تکون صفۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ وذکر الشیخ مرادا بہ فقرائہ کما مر انتہی اور صورت ثالثہ میں ذبیحہ بھی
مذکّا ہے اور گوشت بھی حلال ہے کما قال فی الدر المختار ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام
الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی رد المختار واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح فلا یلزم انہ لو قدم
للضیف غیرہا ان لاتحل لانہ حین الذبح لم یقصد تعظیمہ بل اکرامہ بالاکل منہا وان قدم الیہ غیرہا ویظہر ذلک ایضا
فیما لو ضافہ امیر فذبح عند قدومہ فان قصد التعظیم لاتحل وان اضافہ بہا وان قصد الاکرام تحل وان اطعمہ غیرہا
تامل انتہی جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو بکرا وغیرہ واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے پرورش کیا اُسمیں بھی تین احتمال ہیں جو جواب
سوال اول میں مذکور ہوئے بر تقدیر احتمال اول اور ثانی کی حرمت میں کچھ تامل نہیں اور بر تقدیر احتمال ثالث کی
حلت ذبیحہ کی ظاہر ہے اور جب مقصود اس احتمال ثالث کا یہ ہوا کہ اراقت دم اور گوشت ذبیحہ میں تقرب للہ تعالیٰ
کا مقصود ہے اگرچہ بعد اسکے تقرب یا تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے بایصال وغیرہ بھی ملحوظ ہو پس امید دفع مضرت یا
جلب منفعت مانع حلت نہیں ہو سکتی اسیطرح نہ بدلنا پالنے والے کا اُس جانور کو بخوف اس بات کے کہ
سوا اس جانور منذورہ کے اور مقبول نہ ہوگا منافی حلت نہیں اس واسطے کہ شرائط حلت ذبیحہ
سب متحقق ہوئے اس خیال سے گو یہ فاسد ہے حرمت ذبیحہ لازم نہیں آتی کما لایخفی علی الماہر
اور جواب سوال سوم یہ ہے کہ شیخ سدو یا بھوانی وغیرہ کی بکری میں اور اولیاء اللہ تعالےٰ
کی بکری میں فرق ہے وہ یہ کہ شیخ سدو وغیرہ بتہائے مفروضہ مشرکین ہیں اُن کا قصد
تعظیم واکرام ساتھ تقرب الٰہی جلشانہ کے نہیں جمع ہوتا اسلئے ان کی تعظیم کرنے والا مشرک
ہے پس نیت تقرب اللہ تعالےٰ کے ان کے نام کی بکری میں معتبر نہیں ہو سکتی پس ذبیحہ
ان کے نام کا حرام ہے اور بکرا بنام اولیا کے موافق احتمال ثالث جواب اول کے ساتھ

تقرب الٰہی کے جمع ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اکرام اولیا داخل اکرام الٰہی جلشانہ ہے پس ذبیحہ مس الویرکا بنام اولیاء کرام کے حلال ہے کما قال فی التفسیرات الاحمدیہ من ہہنا علم ان البقرۃ المنذورہ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لہ انتہی وقال فی المنحیۃ واما لجیب الندار فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء ماولہ بان النذر للہ وثوابہا لہم انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کچھ کہ از قسم طعام پختہ و خام و میوہ وغیرہ بتوں کی یا مندر کے نام ہنود مقرر کرتے ہیں یعنی مندر میں چڑھاتے ہیں یا تو انکو بھوگ لگاتے ہیں مسلمان کو ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور چڑھاوہ مندر اور بتوں کا کسی کے ملک شرع میں ہوتا ہے یا نہیں اور خرید کر کھانا بھی اس چڑھاوہ کا درست ہے یا نہیں اور بیع اسکی قیم مندر کر سکتا ہے یا مثل چڑھاوہ مسجد ہی کہ بوریا وغیرہ مسجد کا قیم مجاز بیع نہیں کتب معتبرہ فقہ سے جواب ارقام فرما دیں فقط اور اکثر ہنود سے پوچھا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مطعومات تو مندر میں ہم واسطے محتاجین ساکنہ مندر و آیندگان مندر کے لیے چڑھاتے ہیں اور سونے چاندی کی چیزیں زینت مندر کے لیے کسی کو مالک نہیں کرتے ہیں ہاں پوجاری کسی محتاج کو مطعومات سے کچھ دیدے تو اجازت ہے نقدین سے دینے کا مجاز نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو کچھ طعام وغیرہ ہنود مندر میں چڑھاتے ہیں وہ بلا تامل بہ نیت تقرب بتوں کے چڑھاتے ہیں اور جس چیز میں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کی کیجائے وہ حرام ہے قال فی الدر المختار ما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام انتہی مختصرا قال علیہ فی رد المحتار باطل وحرام بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر انتہی اور چڑھاوہ مندر وغیرہ کا ظاہر املک مالک چڑھاوہ ہے اسواسطے کہ جبتک کوئی تصرف شرعی مزیل ملک جانب مالک سے واقع نہوگا تو مال مالک اسکی ملک سے خارج نہوگا اور مندر پر چڑھانا کوئی تصرف شرعی مزیل و مفید ملک نہیں ہے اور جب وہ اشیاء حرام قرار پائیں تو خرید کر کھانا اسکا بھی جائز نہوگا قال فی الدر المختار حظر الاشباہ الحرمۃ تتعدی مع العلم بہا الا فی حق الوارث وقیدہ فی الظہیریۃ بان لا یعلم ارباب الاموال انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

Marfat.com

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے ایک شے حلال ماکول اللحم ایک بت کے نام سے تشہیر کی اور پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو اس چیز کو کھانا حرام ہے یا حلال دوم نفس نیت یا نفس شے حرام ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ شے ماکول اللحم جو زید نے بت کے نام سے تشہیر کی یعنی مثلاً یہ مشہور کیا کہ یہ بکرا بھوانی کا ہے تو منشا در اس تشہیر سے یہی ہے کہ اسکو تقرب طرف اس بت کے ساتھ معین کرنے بکرے کے بنام اسکے منظور ہے ورنہ بت کے نام پر کیوں مشہور کرتا پھر اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ظاہر یہ ہے کہ فعل ذبح اور اراقت دم میں تقرب اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے پس یہاں دو امر جمع ہوئے تقرب طرف بت کے ساتھ نفس بکرے کے اس وجہ سے کھانا اس کا اور یہ نیت دونوں حرام ہیں فاما کہتا ہے یہ بندہ حقیر مؤلف کہ معنی روایت کے یہ ہیں کہ تقرب ڈھونڈھنا اور طلب کرنا رضاء اولیاء کرام سے دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کھانا بالقصد مزارات پر لیجاتے ہیں اس نیت سے کہ مزارات پر محتاجین مساکین مجاورین ہوتے ہیں انکو خیرات کرنا مقصود ہے خالصاً لوجہ اللہ اور ثواب پہونچانا اولیاء کرام کو تاکہ ان اولیاء کرام سے تقرب حاصل ہو اور ان کی رضامندی اس صورت کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء دوسری صورت یہ ہے کہ تقرب مطلوب ہو ساتھ عین ان اشیاء کے نہ خیرات کرنا خالصاً لوجہ اللہ اس صورت کو بیان کیا ہے اس قول میں ما ینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم انتہی قول المؤلف قال فی العالمگیری ما یوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وقال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ وہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیء الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ انتہی قال فی رد المحتار علی قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وہذا بعید عن حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا والقبول عندہ باظہار المحبۃ فداعنہ لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم یکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا انتہی اور امر ثانی یہ کہ یہاں پر ذبح واقع ہوا ساتھ نام مبارک اللہ تعالیٰ کے اور اراقت دم اور فعل ذبح میں تقرب طرف بت کے مقصود نہ تھا بلکہ اس میں فقط الی اللہ تعالیٰ کے تقرب منظور رہے بخلاف اذبح لقدوم الامیر کے کہ اس نفس ذبح میں تقرب الی الامیر منظور رہتا ہے اور اسی وجہ سے گویا تسمیہ الی اللہ تعالیٰ کا مجرد نہ تھا

Marfat.com

کما مرعن رد المحتار پس اسوجہ سے وہ ذبیحہ مزکی ہے میتہ نہیں لیکن بوجہ سابق کھانا اُس کا بچاہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکری کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا اور گوشت اُس کا پکاکر لوگوں کو کھلادیا وہ گوشت پست حرام ہے یا حلال اور اُس کا کھانا کیسا صورت دیگر یوں ہے کہ اگر اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا اور بعد چندے اُسکو وقت ذبح شیخ سدو کہکر چھری پھیری اور ذبح کیا پس یہ صورت موافق صورت اولی ہے یا نہیں اور یہ ذبیحہ کیسا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ ان دونوں صورتوں پر حکم کرتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا اُس میں قصد تقرب کا الی غیر اللہ تعالی ہوا پس کھانا اُس کا حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفہا لفقراء الانام انتہی قال فی رد المحتار قولہ مالم یقصد والخ ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالی للتقرب الیہ ویذکر الشیخ مرادا بہ فقرائہ کما مر انتہی اور جب اُسکو بنام اللہ تعالے کے ذبح کیا تو فعل ذبح اور اراقت دم بنام اللہ تعالے کے ہوا پس وہ بکرا مذکی اور پاک ہوگیا ہر چند کھانا اُس کا حرام ہے بسبب قصد تقرب کے بجہت تحقق شرط ذکوۃ کے جو وہ تسمیہ اللہ تعالی کا ہے عند الذبح قال فی العالمگیری واما شرائط الذکات فانواع منہا التسمیۃ حالۃ الذکاۃ عندنا انتہی اور اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو کے ذبح کیا تو مزکی نہوا بجہت نہ ذکر کرنے نام اللہ تعالے کے عند الذبح کہ وہ شرط ذکاۃ تھا۔ پس وہ نجس بھی ہے اور حرام بھی ہے تو یہ صورت موافق صورت اولی کے نہیں اور حکم اس کا آیہ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ سے ظاہر مستفاد ہے اسواسطے کہ معنے آیۃ کریمہ کے یہ ہیں کہ حرام کیا گیا تم پر میتہ اور دم مسفوح اور لحم خنزیر اور وہ چیز پکاری جائے بنام غیر اللہ تعالی کے وقت ذبح کے پس جبکہ وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا وہ اس میں داخل ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین معنی کہ سانڈہ در ملک ہندوستان قوم ہنود بنام آباؤ اجداد بنام بتاں میگذارند وانتفاع ازوی نمی گیرند پس درین صورت خوردن گوشت او مسلمانان را جائز ست یا نہ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

گاؤ سانڈ کہ مروج کفار ہند است در حکم بحیرہ ووصیلہ است کہ کفار عرب در زعم فاسد خود آنرا حرام میساختند

وحکم تحریمش بجناب باری منسوب میکردند پس حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بر آنان فرمود لقولہ ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ومقصود آیۃ علی ما فسرہ صاحب احمدی والکشاف وغیرہ آنست کہ مشروع نساخت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ این اشیاء را ونہ امر کرد باینہا لکن کافرین افترا کردند بر حضرت حق سبحانہ پس نہ تصدیق آنان کنید ونہ عمل بمفتریات آنان یعنی این چیزہا حرام نیست قال صاحب الکشاف فی تفسیرہ ما شرع اللہ ذلک ولا امر بالتبحیر والتسییب وغیر ذلک ولکنہم بتحریمہم ما حرموا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون پس ازین تقریر واضح شد کہ سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اما چونکہ مالکش مباح الاکل والبیع برائے کسی نہ نمود ملکش در آن مانع انتفاع ازان است ہمچو مال غصب وگذاشتن مالک آنرا وعدم تعرض بدان دلیل اباحۃ نیست زیرا کہ از سانڈہ کردن ملک مالک زائل نیشود قال فی الدر المختار ولا یخرج باعتاقہ یعنی جانورانہ آزاد کردن از ملک مالک نمیرود قال محشیہ العلامۃ الشامی فاذا وجد بعضہ فی ید غیرہ لہ اخذہ الا اذا کان قال من اخذہا فہی لہ انتہی الحاصل سانڈہ فی نفسہ حرام نہ چنانچہ بر واقفین تفسیر وناظرین آیۃ کریمہ مذکورہ بالا ظاہر است البتہ بجہت ملک غیر درین حرمت پیدا گردید ہمچو مال غصب واگر مالک اجازت دہد خوردن او جائز است واگر محرمین آن دعوی حرمت باد خال آن تحت ما اہل بہ لغیر اللہ نمایند پس این معنی از واقفین لباستبعد است چہ جمہور مفسرین را اجماع است بران کہ مراد ازان رفع صوت بنام غیر اللہ وقت ذبح است واگر گویند کہ حرمتش بجہت تقرب بدان الی غیر اللہ است چنانچہ در ذبیحہ کہ برای تقدم امیر وغیرہ میکنند گوئیم کہ مراد از تقرب الی غیر اللہ تقرب بفعل ذبح است کما صرح بہ الفقہاء والمفسرون ودرگاو سانڈہ وغیرہ ہرگز مالکش بر ذبح راضی نیست وتا ذبح آن حرام می انگارد پس بقاعدہ تقرب الی غیر اللہ چگونہ حرام گردد بالجملہ گوشت سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اگر حرمت است بجہت ملک غیر وعوارض دیگر است واگر عوارض دیگر نباشد در حلت گوشت آن تاملی نیست

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو جانور بنا بر تقرب ماسوی اللہ ذبح کیے جاتے ہیں یا جن زندہ جانور پر نام غیر خدا پکار دیا جاتا ہے مثلاً یہ بکرا بھوانی کا یا شیخ سدو کا یا اور کسی بت کا ہے یا جو جانور کسی جن یا ستارہ کے نام پر آزاد بطور وقف چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر یہ سب وقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کئے جائیں تو ان کا گوشت حلال ہے یا حرام بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو جانور بنا بر تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جائے کھانا اُس کا حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیا جاوے قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ یحرم لانہ اہل لغیر اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہیٰ اور جس جانور پر نام غیر اللہ تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے مثلاً بھوانی یا شیخ سدو وغیرہ کا اس کا بھی یہی حال ہے یعنی بجہت تقرب ماسوا اللہ تعالیٰ کے کھانا اُس کا حرام ہے گو وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیں اگر زندہ جانور پر کسی ولی یا نبی کا نام پکارا جیسے یہ مرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین کا تو وہ حرام ہوگا اسواسطے کہ اس صورت میں ذبح اُس جانور کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہی اور مقصود نام لینے اُن بزرگ سے ایصال ثواب ہے روح اُن بزرگ کو قال فی التفسیر الاحمدی ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیہا وقت الذبح انتہی وقال فی المتنبیۃ والحجب النذار فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر الاولیاء مأول بان النذر للہ تعالیٰ والثواب لہم انتہیٰ اور یہی حال اُن جانوروں کا جنکو بنام جن یا کسی ستارہ وغیرہ کے بطور وقف چھوڑتے ہیں کہ اسمیں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے پس کھانا اُس کا حرام ہوگا۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ما قولکم ایہا العلماء الحنفیۃ الکرام فی ہذہ المسئلۃ۔ شہر کلکتہ و دیگر بعض بلاد بنگال میں کہ نان پاؤ و بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی کا جو منجملہ اشربہ مسکرہ ہے بوجہ فتوے حلت دینے بعضے اعیان کے شائع ہے اور اُسکی حلت پر اسقدر اعتماد ہے کہ مانع نہیں کھانیوالا مطعون رہتا ہے اور متعصب سمجھا جاتا ہے گر مستفتی گو کہ مقلد حنفی المذہب ہے حلت میں اُس کی کلام ہے بدینوجہ کہ ہرگاہ تاڑی بوجہ مسکر ہونے کے بقول امام محمدؒ جو مفتیٰ بہ عند الحنفیہ ہے تحت کلیہ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام داخل ہو کر مصداق خمر و حرام و نجس ہوئی پھر جو آٹا اُس میں خمیر ہو کر پکایا جاویگا اُس روٹی کا کھانا عند الحنفیہ کیونکر جائز و حلال ہوگا کہ حسب تصریح معتبرات حنفیہ کھانا اُس روٹی کا جو آرد مخمر بخمیر خمر سے پکائی جاوے حرام و ممنوع ہے مثل اُس روٹی کے جو آرد مخمر بخمیر پیشاب سے پکی ہو کہ تصریح اس امر کی کتاب الاشربہ ہدایہ وکفایہ وغایۃ البیان وفتاوی عالمگیری میں موجود ہے کما لایخفی علی ناظرہا لہذا بحضور علماء دین عرض ہے کہ یہ تقریر مستفتی کی حسب قواعد حنفیہ کرام اقول راجح ومفتیٰ بہ صحیح اور واجب القبول ہے یا برعکس اور کھانا نانپاؤ و بسکٹ مذکور کا حلال ہے یا حرام اور بتقدیر ثانی مفتیان حلت خاطی اور آثم ہوئے یا نہیں بہ تفصیل شافی وبسط کافی مدلل ارقام فرمایا۔

Marfat.com

تاباعث رفع خلاف والزام وہدایت کافۂ انام ہووے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

یہ تقریر مستفتی کی درباب حرمت نان پاؤ وبسکٹ کی جس میں تاڑی مسکر پڑتی ہے صحیح اور مقبول ہے اور موافق مذہب حنفیہ مذہب مفتی بہ کے اس کی حرمت میں تامل نہیں ویؤیدہ ما فی الدر المختار وقال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا وبہ یفتی انتہی قال فی رد المحتار اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہا المسکر وبہ صرح ابن حجر فی التحفۃ وغیرہ وہو مفہوم من کلام ائمتنا لانہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا ویدل علیہ ایضا قولہ فی غرر الافکار وہذہ الاشربۃ عند محمد رحمہ اللہ وموافقیہ کخمر بلا تفاوت فی الاحکام ولہذا الفتی فی زماننا وظاہر قولہ بلا تفاوت ان نجاستہا غلیظۃ انتہی پس مفتیان حلت مذہب حنفی میں خاطی ہیں کہ خلاف مفتی بہ فتوی دیا ہے لیکن علی الاطلاق آثم نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہ

سوال ایک شخص روزگار ولایتی پانی کا کرتا ہے یعنی سوڈہ واٹر بناتا ہے اور ایک من پانی میں دو چمچہ شراب اسپریٹ وہیں ڈالی جاتی ہے تو یہ بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں اور تیل لیمو کا جو ولایت سے آتا ہے اس میں بھی شراب کی لاگ ہوتی ہے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بنانا پانی مذکور کا جس میں شراب پڑتی ہے جائز نہیں اور بیچنا اس پانی کا جائز ہے اور اسیطرح استعمال تیل لیمو کا درست نہیں قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او فی حکمہ نجسۃ وان استہلک فیہ وصار ماء واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

عبد
کہتا ہے مؤلف اور صحیح کرنے والا اس فتوے کا کہ یہ حکم مختص ہے ساتھ ان نان پاؤں اور بسکٹوں کے کہ جہاں تاڑی ہوتی ہے اور تاڑی مسکر پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ بسکٹ وہی ہیں جنمیں تاڑی مسکر پڑی ہے ورنہ حصر خمیر کا تاڑی مسکر میں نہیں ہے سوڈا ایک اور ان چیز ہے اس سے بھی خمیر ہو جاتا ہے تو مطلقا جو نان پاؤ اور بسکٹ بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں ان کی حرمت کا حکم نہیں دے سکتے۔ اور یہ قول امام محمد کا بنی اوپر احتیاط اور تقوی کے ہے ورنہ قول امام اعظم تو یہی ہے کہ غیر خمر میں بقدر اسکار حرام ہے کما ہو مصرح فی کتب الفقہ قولہ علی الاطلاق آثم نہیں اسی کی طرف اشارہ ہے علاوہ بریں روایت صابون کو تیل نجس سے بنا ہو طاہر ہے وہاں تغیر اور تبدل حقیقت اور بلوی عام دلیل حلت کی ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں جو انگریزی پانی انگریزی کل سے انگریزوں کے واسطے بنتا ہے ایک من میں یعنی چالیس سیر میں دو چمچہ بھر شراب پڑتا ہے مسلمانوں کو اُس پانی کا بنانا اور بنوانا اور فروخت کرنا کیسا خرید نا مسلمانوں کو اور پینا اُس پانی کا مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں اور جملہ ادویہ جو انگریزوں کی ولایت سے آتی ہیں معتمد آدمی کہتے ہیں کہ اُس میں شراب ملی ہے اُس ادویہ کی خرید وفروخت روا ہے یا نہیں اور مسلمان جو شراب بناتے ہیں یا بنواتے ہیں و بیع وشرا اُس کی کرتے ہیں اور اُس شراب خانہ کے کاروبار میں کسی قسم کی نوکری کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور شراب بجمیع اقسام حرام یا کچھ فرق مفتی بہ مسئلہ و محتاط کو نسا ہے فقط بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ پانی جس میں شراب بحساب فی من دو چمچہ بھر ڈالی جاتی ہے نجس اور حرام ہے قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او مافی حکمہ تنجسہ وان استہلک فیہ وصار ماء انتہی وقال فی الدر المختار وحرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب اولطین او نظر للتلہی او فی دواء او دہن او طعام او غیر ذلک انتہی پس مسلمانوں کو بنانا اور بنوانا اُس کا حرام ہے اور خرید وفروخت کرنا اُس پانی کا جائز ہے اسواسطے کہ جواز بیع مبنی ہے اوپر منتفع بہ ہونیکے اور جب وہ پانی باستعمال کفار منتفع بہ ہے تو بیع وشرا اس کی صحیح ہے جیسی بیع سرگین کی اور مسلمانوں کو پینا اُس کا جائز نہیں اور یہی حال ہے جملہ ادویہ انگریزی کا جن میں شراب پڑتی ہے اور جو لوگ شراب بنانے کا کارخانہ کرتے ہیں اُس کے کام میں نوکری کرنا اور مدد اُس کام کی کرنا موافق قول مفتی بہ کے حرام ہے قال فی الدر المختار وجاز حمل خمر ذمی باجر لا عصرہا لقیام المعصیۃ بعینہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار وہذا عندہ وقالا ہو مکروہ زاد فی النہایۃ قولہ قیاس وقولہما استحسان انتہی اور شراب بجمیع اقسام حرام ہے بلا تفاوت قال فی الدر المختار وحرمہا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہما مطلقا وبہ یفتی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین دریں باب کہ زعفران آیا حرام است یا حلال ونجس است یا طاہر بینوا توجروا فقط

کہتا ہے مؤلف کہ اسپرٹ شراب نہیں ہے کہ جس کے پینے سے سکر ہو اس کا استعمال واسطے سکر کے کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ ایک تیزاب ہے کہ واسطے حل کرنے ادویہ سخت کے استعمال کرتے ہیں اور پانی میں بھی تیزی پیدا کرنیکے لئے ڈالتے ہیں اسکو اثر مسکرہ سے قرار دینا فقط مشہور ہے اور حکم حرمت کا اوپر تقدیر شراب کہ ہونیکے دیا گیا ہے حسب سوال سائل کے اور بعد التحقیق یہ محقق ہوا کہ یہ تیزاب ہے اگر کوئی شخص ایک دو چمچہ بھر پی لے تو خوف مرجانیکا ہے فقط

Marfat.com

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

زعفران موافق تحقیق اکابر حنفیہ مطلقاً حرام نیست بلکہ قدر مسکرش حرام است وطاہر است مطلقاً قدر مسکر باشد یا کمتر از ان قال فی الدر المختار وکذا تحرم جوزة الطیب انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا العنبر والزعفران کما فی الزواجر لابن حجر المکی قال فہذہ کلہا مسکرة ومرادہم بالاسکار ہہنا تغطیة العقل لا مع الشدة المطربة لانہا من خصوصیات المسکر المائع فلا ینافی انہا تسمی مخدرة اقول ومثلہ زہرة القطن فانہ قوی التفریح یبلغ الاسکار کما فی التذکرة فہذا کلہ ونظائرہ یحرم استعمال القدر المسکر دون القلیل کما قدمنا انتہی وقال ایضاً علی قول الدر وقال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربة المائعة دون الجامدة کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہ المسکر وبہ صرح فی التحفة وغیرہ وہو مفہوم من کلام المتنا لانہم عددوہا من الادویة المباحة وان حرم السکر منہا بالاتفاق ولم نر احدا قال بنجاستہا ولا بنجاسة نحو الزعفران مع ان کثیرہ مسکر ولم یحرموا اکل قلیلہ ایضاً والحاصل انہ لا یلزم من حرمة الکثیر المسکر حرمة قلیلہ ولا نجاستہ مطلقاً الا فی المائعات لمعنی خاص بہا اما الجامدات فلا یحرم ہہنا الا الکثیر المسکر ولا یلزم من حرمة نجاستہ کالسم القاتل فانہ حرام مع انہ طاہر انتہی مختصرا وکسانیکہ بتحریم آن مطلقاً حکم نمودہ اند مستندات آنان چند است اول حدیث کل مسکر خمر ثانی ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ثالث ما اسکر الجرة منہ فالجرعة منہ حرام رابع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن قلیل ما اسکر کثیرہ خامس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام سادس کل مسکر حرام وما اسکر الفرق فملأ الکف منہ حرام سابع قیاس ہر مسکر بر خمر پس چنانکہ قلیل وکثیر خمر حرام است ہمچنین در ہر مسکر قلیل وکثیر حرام خواہد بود وجواب این مستندات از جانب حنفیہ بوجوہ متعددہ است تفصیل آن بتطویل می کشد مختصر اینکہ حدیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام صحیح وثابت نیست قال فی الہدایہ الحدیث الاول طعن فیہ یحیی بن معین انتہی قال فی العینی اراد بہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر روی عن یحیی بن معین الاحادیث الثلثة لیس بثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد لا نکاح الا بولی وشاہدی عدل والثانی من مس ذکرہ فلیتوضأ والثالث کل مسکر خمر حرام انتہی مختصرا وحدیث ثانی وثالث ورابع وخامس وسادس معارض است بحدیث حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل شراب وبحدیث زید بن علی قال حدثنی ابی عن جدی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ابتلاکم بہذا النبیذ واحل منہ الذی لا یسکر وحرم منہ المسکر وبحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب تسعة اقداح فلم یسکر فلا باس وَاذا شرب العاشر فسکر فذلک حرام کذا فی العینی وقیاس دیگر اشربۂ مسکرہ بر خمر مع الفارق است چہ خمر بسبب رقت ولطافت قلیل آن داعی طرف شرب کثیر است ودیگر اشربہ نہ چنانست پس قیاس دیگر اشربہ بر خمر

صحیح نیت واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اکثر رواج ہے کہ شکار مچھلی کا کھیلتے ہیں کیچوا اور مینڈک سے اس طرح کا شکار کھیلنا جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ للموفق للصواب

کیچوے اور مینڈک زندہ سے شکار کھیلنا مچھلی کا نہ چاہیے مکروہ ہے اور مرے ہوئے سے شکار کھیلنے کا مضائقہ نہیں قال فی الفتاوی العالمگیری یکرہ تعلیم البازی بالطیر الحی یاخذہ و یعذبہ ولا باس ان یعلم بالمذبوح فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔   العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب ہو الصواب حامد حسین۔   الجواب صحیح محمد گوہر علی   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

قد صح الجواب ابو الاذکار سراج الدین محمد سلامت اللہ

سوال چہ مے فرمایند علمائے دین وارہ مفتیان تقوی شعار دریں مسئلہ کہ مسمی زید موی لب را بہ انگشت از بیخ دیں باسترہ صاف ودر نماید ومیگوید این سنت است وعمرو موئی چند قدر از سر لب باسترہ و در کتابان و بہ قینچی مانند بال پلک باریک مے کناند ومیگوید این مسنون است دریں مباحثہ مقولہ زید ہست کہ بیک اوزار درست است و باوزار دوم بدعت خواہد شد چہ معنی کہ بیک اوزار درست گردد و باوزار دوم بدعت شود دریں بارہ بر مسئلہ کدام کس عمل کردہ شود بیان فرمایند لبسند الکتاب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صاف کنانیدن موے لب بہ استرہ بلا شبہ سنت وافضل است از باریک کنانیدن او قال فی العالمگیریہ ویاخذ من شاربہ حتی یصیر مثل الحاجب کذا فی الغیاثیہ ذکر الطحاوی فی شرح الآثار ان قص الشارب حسن وتقصیرہ ان یوخذ حتی ینقص من الاطار وہو الطرف الاعلی من الشفۃ العلیا قال والحلق سنۃ وہو احسن

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

ف کہتا ہے مؤلف کہ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صاف ظاہر ہے کہ مائعات میں بھی بقدر اسکار حرام ہے من حیث الدلیل راجح قول امام اعظم صاحب کا ہے اور فتوی اوپر قول امام محمد کے بنی اوپر تقوے اور احتیاط کے ہے اس زمانہ کی حکومت کفار میں جواز شرعی پر بھی دشوار ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ جن امور میں رواج اور تعامل عام وخاص کا ہو گیا ہے اُسمیں روایت ضعیف بھی جواز کے واسطے کافی ہے تاکہ مسلمان حرمت سے بچیں الدین یسر ویحب الیسر کے اوپر عمل کرنا چاہیے۔ فقط

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نوکری چنگی کی کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر درست نہیں ہے تو کیسی ہے مکروہ تنزیہی ہے یا مکروہ تحریمی یا حرام ہے۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں چنگی کا لینا شرع میں حرام ہے قال فی الدر المختار من السحت ما یاخذہ علی المباحات انتہی اور نوکری چنگی کی کرنا معاونت ہے اور پر حرام کے سو معاونت علی الحرام حرام ہے قال اللہ سبحانہ و تعالے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں (نعوذ باللہ عن قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا انکو مثل تبرے سننے کے ہے یا نہیں اور جو اہل سنت اس کلمہ کو سنے وہ اپنے مقدور بھر اس کے روکنے میں کوشش نکرے تو وہ گنہگار ہوگا یا نہیں اور جو اس کے روکنے میں کوشش بلیغ و مدد کرے اُس کے لیے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور اُس کا سننا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرا ہی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت والجماعۃ اس کلمہ سے رفضہ کو نہ روکیں تو گنہگار ہونگے اور در صورت روکنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استعمال تمباکو کا ساتھ کھانے کے یا ناس بنا کر سونگھنے کے یا حقہ میں پینے کے جائز ہے یا نہیں اور دھبا لگ جانا اُسکا کپڑے پر مثل دھبے شراب اور بھنگ کے ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

استعمال تمباکو کا ہر طور پر جائز ہے اور دھبا اُس کا مثل دھبے آب طاہر کے پاک ہے البتہ اگر استعمال اُسکا حقہ میں اسطور پر کیا جاوے کہ نشہ کرے تو باعث نشہ کے حرام ہے اور اگر اس طور پر کیا جاوے کہ منہ میں تعفن آجاوے تو باعث بدبوے دہن کے مثل کچی پیاز اور لہسن کے مکروہ ہے اور اگر یہ دونوں امر نہوں تو بلا کراہت جائز ہے قال العلامۃ الشامی فی حاشیۃ علی الدر المختار اقول قد اضطربت آراء العلماء

Marfat.com

فیہ فبعضهم قال بکراهته وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحته وافردوه بالتالیف وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لاشک انه یفطر وفی شرح العلامة الشیخ اسماعیل النابلسی والد سیدنا عبد الغنی النابلسی علی شرح الدرر بعد نقله ان للزوج منع الزوجة من اکل الثوم والبصل وکل ما ینتن الفم قال ومقتضاه المنع من شربها المنتن لانه ینتن الفم خصوصا اذا کان الزوج لا یشربه اعاذنا الله تعالی منه وقد افتی بالمنع من شربه شیخ مشائخنا المسیری وغیره اه وللعلامة الشیخ علی الاجهوری المالکی رسالة فی حله نقل فیها انه افتی بحله من یعتمد علیه من ائمة المذاهب الاربعة قلت والف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة مسماة الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان وتعرض له فی کثیر من تالیفه الحسان واقام الطامة الکبری علی القائل بالحرمة والکراهة فانهما حکمان شرعیان لابد لهما من دلیل علی ذلک فانه لم یثبت اسکاره ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فی الاشیاء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا یلزم منه تحریمه علی کل واحد فان العسل یضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالی باثبات الحرمة والکراهة الذین لابد لهما من دلیل بل القول بالاباحة التی هی الاصل وقد توقف النبی صلی الله علیه وسلم مع انه هو المشرع فی تحریم الخمرام الخبائث حتی نزل علیه النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنه ان یقول هو مباح لکن رحیته تستکرهها الطباع فهو مکروه طبعا لا شرعا انتہی اور بہت ظاہر ہے کہ حسب موافق قول ان محققین کے یہ مباح ٹھیرا پس طہارت میں اسکی کچھ کلام نہیں تو وہیا اسکا بلا شبہ کے طاہر ہوگا فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ما قولکم ایها العلماء المکرمون فی المسئلة الآتیة اسئلکم بحکم الله فاسئلوا اهل الذکر الآیة فاجیبوا رحمکم الله فی الدارین جس شخص کی زوجہ ووالدہ وجدہ وخواہرہ وغیرہ پابند صوم وصلوۃ ومتبع احکام شرعیہ ہوں اور افعال بدعات اور شرک میں مبتلا رہیں اور جملہ مذکورین اکل وشرب وسکنی میں باہم شریک ہوں اور یہ شخص اُن سب کا کفیل نان نفقہ ہو اور وہ سب جملہ امور میں مطیع اور فرمانبردار اُس کے ہوں الا امور موافق طبع میں طوعًا اور اعمال ناملائم مزاج میں کرہًا اطاعت کریں تو اُن سبھوں کے ساتھ شخص مذکور کو کس طرح معاشرت چاہیے اور کس قدر تاکید زوجہ پر اور کسقدر والدہ پر اور جدہ اور خواہرہ پر کرنا چاہیے تاکہ وعید یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا اور کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته سے خلاص پاوے اور مواخذہ عقبی سے بچے اور کتنی تہاون میں بہ نسبت زوجہ کے اور تسہل میں بہ نسبت والدہ وجدہ

وخواہرہ کے گرفتار مواخذہ یوم الحساب ہوگا جواب اسکا مفصلاً عام فہم بزبان اردو مع سند قرآن وحدیث ومعتبرات فقہ درکار ہے قالوا بالجواب مستند بالکتاب جزاکم اللہ رب الارباب سوال دوم اگر ارباب قرابت نسبیہ وصہریہ یا دوسرے اشخاص برادری یا اہل محلہ یا احباب کے یہاں تقریب شادی یا غمی بانضمام منکرات ورسوم ممنوعہ ہو تو شخص مسلم واقف احکام شرعیہ اور دینداران کو وہاں جانا اور شریک ہونا یا اپنی زوجہ یا دوسرے متعلقین مذکورین بضمن سوال اول کو جو بقبضۂ قدرت واختیار اُس کے ہوں جانے دینا شرعاً جائز ہے یا ممنوع وگناہ اور بر تقدیر ثانی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور آیا تقریبات مذکورہ میں مطلقاً جانا منع ہے اور جانے دینا اپنی زوجہ اور دیگر زنان متعلقات کو باعث معصیت ہے یا بصورت شرکت کے امر ممنوع ومجلس لہو وسرود میں معصیت ہوگی اور اگر ایک ہی صحن ہے کہ وہاں سرود ولہو امور ممنوع بھی ہیں اور اصل کس جس کے یہاں تقریب ہے وہ بھی ہے پس وہ شخص مذکور اگر خود وہاں بنظر رفع شکایت وادائے رسم برادری جاوے اور قدرے بیٹھ کر چلا آوے یا اپنی زوجہ ووالدہ وغیرہ کو اسی طور سے بتاکید عدم شرکت وارتکاب امر ممنوع وہ ایک ساعت یا دو ایک روز کے لیے جانے دے تو اس تقدیر پر بھی نظر بغرض حضوری کے ایسے مقام میں اور ایسی تقریب میں مورد الزام شرعی اور خطاکار ہوگا یا نہیں اور نہیں جانے میں اپنے یا نہ جانے دینے متعلقین میں اگر بوجہ جہالت شخص قرابت مند کے اندیشہ قطع رحم اور ترک برادری ورنجش باخود ہا کا ہو تو یہ عذر شرعاً کافی واسطے جواز شرکت ایسی تقریبات کے ہو سکتا ہے یا نہیں جواب جملہ شقوق کا تفصیلاً بعبارات اردو عام فہم بسند کتاب وحدیث ومعتبرات فقہ واصول درکار ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مذکورہ میں جب زوجہ اور والدہ وغیرہ شخص مذکور کی مطیع ہیں اگرچہ امور ناموافق طبع میں کرتا ہوں تو شخص مذکور کو چاہیئے کہ مسائل ضروریہ عقائد کے اور فروع کے اُن کو تعلیم کرے اور موافق اُس کے اُن سے عمل کرائے اگرچہ وہ کرہاً عمل کریں اور مقتضائے آیہ کریمہ یاایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا بھی ہے کہ اپنے نفس اور اہل وعیال کی تفہیم اور امر بالمعروف میں جہد بلیغ کرے قال فی التفسیر الکبیر قوا انفسکم ای بالانتہاء عما نہاکم اللہ سبحانہ عنہ وقال مقاتل ان یودب المسلم نفسہ واہلہ فیامرہم بالخیر وینہاہم عن الشر انتہی اور جب شخص مذکور نے تعلیم وتادیب بلکہ عمل کرانے میں موافق اُسکے سعی بلیغ کی تو اب یہ شخص عہدہ اپنے سے بری الذمہ ہوا پھر چھوڑ دینا اُن اشخاص مذکورہ کو بباعث بے رغبتی اُنکی کے امور دین میں شرعاً لازم نہیں ہے چنانچہ بفحوائے آیہ کریمہ ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امراۃ نوح وامراۃ لوط

الآیۃ بعد تعلیم و تعریف کے چھوڑ دینا زوجہ کا اگرچہ وہ ارتکاب معصیت پر مقر رہے لازم نہیں ہے اسیطرح حلت نکاح مسلم کے ساتھ کتابیہ کافرہ کی جو ثابت ہے آیۂ کریمہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم الآیۃ سے اس عدم ہجران پر دال ہے البتہ بقاعدہ حب فی اللہ والبغض فی اللہ کے تا بمقدور تعلیم و تادیب کے بعد مطیع سے بقدر اُس کی طاعت کے واسطے اللہ تعالیٰ کے محبت وانس چاہیے اور عاصی سے بقدر عصیان کے رنج وملالت چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ویعلم زوجتہ احکام الصلوۃ وما یقضی منہا فی الحیض ومالا یقضی فانہ امر بان یقیہا النار بقولہ قوا انفسکم واہلیکم نارا فعلیہ ان یلقنہا اعتقاد اہل السنۃ ویزیل عن قلبہا کل بدعۃ ان استمعت الیہا ویخوفہا فی اللہ ان تساہلت فی امر الدین ویعلمہا من احکام الحیض والاستحاضۃ ما تحتاج الیہ انتہی وقال ایضا الذی یفسق فی شرب خمر او ترک واجب او مفارقۃ محظور یخصہ فالامر فیہ اخف ولکنہ فی وقت مباشرۃ ان صودف یجب منعہ بما یمتنع بہ منہ ولو بالضرب والاستخفاف فان النہی عن المنکر واجب انتہی لیکن مراتب امر بالمعروف والنہی عن المنکر کی بنسبت والدہ اور جدہ کے علیحدہ ہیں اور بہ نسبت زوجہ کے اور اولاد اور اخت وغیرہ کے اور ہیں یعنی والدہ اور جدہ کو تعلیم و تعریف چاہیے اور سوا اُن سکے اوروں پر عنف اور سختی بطور مناسب مناسب ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء فان قیل افتثبت ولایۃ الحسبۃ للولد علی الوالد والعبد علی المولی والزوجۃ علی الزوج والتلمیذ علی الاستاذ والرعیۃ علی الوالی مطلقا کما تثبت للوالد علی الولد والسید علی العبد والزوج علی الزوجۃ والاستاذ علی التلمیذ والسلطان علی الرعیۃ او بینہما فرق فاعلم ان الذی نراہ انہ تثبت اصل الولایۃ ولکن بینہما فرق فی التفصیل و لنفرض ذلک فی الولد مع الوالد فنقول قد رتبنا للحسبۃ خمسۃ مراتب وللولد الحسبۃ بالمرتبتین ولیس لہ الحسبۃ بالسب والتعنیف والتہدید ولا بمباشرۃ الضرب انتہی اور جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو تقریب شادی یا غم بانضمام منکرات و رسوم ممنوعہ خواہ اہل قرابت نسبیہ یا صہریہ میں ہو یا اغیار میں اور قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا آجائے تو اُس تقریب میں نہ خود جانا چاہیے اور نہ اپنے متعلقین کو جو اُس کے اختیار میں ہیں چھوڑنا چاہیے اور اگر با وصف معلوم ہونے ارتکاب منکرات کے خود اُس تقریب میں جائیگا یا اپنے متعلقین کو جانے دیگا تو یہ شخص گنہگار ہوگا لیکن ظاہر یہ ہے کہ گناہ صغیرہ ہو اور عجب نہیں کہ بعض صورتوں میں مفضی الی الکبیرہ ہو جاوے اور اگر قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا نہیں آیا تھا اور یہ شخص اُس میں جا پہنچا تو پھر اگر شخص مقتدی بہ ہے تو اُسکو بر تقدیر عدم قدرت علی المنع کے وہاں سے چلا آنا چاہیے اور مقتدی بہ نہیں ہے اور وہ فعل منکر محل جلوس میں ہے جب بھی چلا آئے اور اگر محل [illegible] ہے علیحدہ ہے تو بقدر کھانا کھانے کے اُسمیں شریک ہو اور زیادہ نہ ٹھہرے اور اس حکم میں

مسلمان خود اور اُس کے متعلقین جو اُس کے اختیار میں ہیں سب برابر ہیں اور برعایت صلہ رحم نہ ارتکاب ان امور کی اجازت نہیں معلوم ہوتی البتہ اگر ارتکاب منکرات مکان علیحدہ میں ہو اور مکان جلوس اس شخص کا علیحدہ ہو تو رعایت صلہ رحم کا مضائقہ نہیں معلوم ہوتا قال فی الدر المختار دعی لولیمۃ وثمہ لعب وغناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا لقولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین فان قدر علی المنع فعل وان لم یقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ وان کان مقتدی بہ ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین والمحکی عن الامام کان قبل ان یصیر مقتدی وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ او لا انتہی اور جو چیز انسان کو ممنوع ہے پس اُسکو اپنے متعلقین کا بھی اُس سے بچانا چاہیے موافق حدیث کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ انتہی اور باقی تفصیل ادلہ کا یہ پرچہ متحمل نہ تھا لہذا اسیقدر پر اکتفا کی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں　　　اسید المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کتے یا خنزیر نے رس میں منھ ڈالا پھر اُس رس کی راب یا گڑ بنایا آیا راب اور گڑ پاک ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اس صورت میں راب یا گڑ پاک ہے اسواسطے کہ رس کو راب یا گڑ بنانے سے قلب عین ہو گیا اور قلب عین مطہر ہے قال فی الدر المختار وقد انہیت فی الخزائن المطہرات الی نیف وثلاثین وغیوت نظم ابن وہبان فقلت وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر وقال فی موضع آخر لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ولا ملح کان حمارا او خنزیرا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین بہ یفتی انتہی وقال محقق الشامی قولہ لانقلاب العین علۃ للکل وہذا قول محمد وذکر معہ فی المحیط والذخیرۃ ابا حنیفۃ حلیۃ قال فی الفتح وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل انتہی مختصرا وایضا قال ہذا الحبر فی الشرح قول الشارح ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی الخ وعبارۃ المجتبیٰ جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ الخ وعبارۃ المجتبیٰ جعل الدہن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی الخ ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر

الانقلاب حقیقة و کان فیہ بلوی عامۃ فیقال کذالک فی الدبس المطبوخ اذا کان زبیبہ متنجسا ولاسیما ان الفار یدخلہ فیبول و یبعر فیہ وقد یموت فیہ انتہی بقدر الحاجۃ فقط

حررہ العبد المفتاق الی رحمۃ رب المشرقین محمد ظہور الحسین عفی عنہ قد صح الجواب محمد ارشاد حسین احمدی۔

الجواب صواب محمد حسن الجواب صحیح محمد عبد المجید اصاب من اجاب محمد عبد اللہ الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد امداد حسین عفی عنہ ہذا ہو الحق والصواب محمد سلامت اللہ ذلک کذلک ومن قال سوی ذلک قد قال محالا ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اس لیے کہ ناپاک رس کی راب یا گڑ بنانے سے ماہیت نہیں بدلجاتی اس لیے کہ رنگت اور شیرینی رس کی ہنوز باقی ہے اور بقاء صفات نشانی ہے ذات کی اور بہت مسائل طہارت و نجاست پانی کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور صورت سوال کو قیاس کرنا مسئلہ پر جو کہ نمک میں گر کے نمک بنجاوے عقل مندلیبی بعید ہے اور مسئلہ صابون وغیرہ ایجاد بعض متاخرین منظور فیہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ محمد امام الدین بیشک حکم بالا غلط ہے اور جو کچھ حضرت مولانا امام الدین صاحب نے لکھا حق ہے۔ عبد الکریم حمید شاہ حامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ راب یا گڑ متخذ عصیر حرام سے ہے پس نظر کرنا چاہیے مسئلہ طبیق کو کہ بنایا گیا ہووے عصیر حرام سے تا حرمت متنجسین مذکورین سوال واضح ہووے اور وہ مسئلہ مذکور عالمگیری میں مصرح ہے۔

محمد حسین خاں نقول وباللہ التوفیق ناپاک رس کی راب یا گڑ ناپاک ہے اور رس کی راب یا گڑ ہوجانے سے انقلاب عین جیسا کہ علمائے رامپور نے سمجھا ہے ممنوع ہے چنانچہ خود شامی میں تصریح اس کی موجود ہے فلیراجعوا خادم شرع محمد نور الحق عفی عنہ خادم شرع شریف عبد الحمید عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جواب غلط ہے کیونکہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقۃ اور عموم بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی نہ انقلاب حقیقۃ اس لیے کہ پتلی چیز گاڑھی ہوگئی فقط اور پتلی چیز کی گاڑھی ہونے سے یا گاڑھی کے پتلی ہوجانے سے انقلاب لازم نہیں آتا انقلاب جب لازم آتا ہے کہ نہ عین باقی رہے نہ اثر جیسے کہ کان نمک میں انسان یا اور کوئی مردار پڑکر نمک ہوجائے تو یہاں انقلاب عین واثر کا ہے وہ پاک ہوجائے گا اور جو ذرہ بھی کچھ اثر باقی رہے گا

Marfat.com

تو ناپاک ہے جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات پنجاہ و سوم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں
انسان القی فی معدن الملح حتی صار شیئا فشیئا متصفا باحکام الملح الی ان صار کلہ ملحا ما بقی منہ عین
و لا اثر فلا حرم مبیع فتلہ و قطعہ و حل اکلہ و بیعہ و شراءہ و لو بقی منہ مین او اثر لما جاز ذلک بس گڑ میں انقلاب
کب ہوا ہے ہاں اگر جل کے راکھ ہو جاتا جب انقلاب ہوتا اور پاک ہو جاتا باقی رہا عموم بلوی تو وہ
یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا گڑ ہاؤ کچھ تالاؤ نہیں ہے بلکہ کنوٗ نکا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام
الناس سے اُسکا احتیاط نہو سکے اور جو صرف پک جانے سے انقلاب ہوجایا کرے تو دنیا میں
کوئی چیز ناپاک نہ رہے گی سرکہ کی ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنالی یا دودھ کو کتے نے پیا اُس کی ربڑی
یا کھیر پکالی ایسی ہی بہاج یا دہی کی کڑہی پک گئی شعر لکاتبہٖ شیرے کہ سگش خورد بنز شیر بر بخش
بیرنج خورش نام دگر گشت حلال است + مخلوق سود اور رشوت خواری اور انواع و اقسام خباثات
و خیانات میں مبتلا ہیں جب اس طرح کے فتوے تغیر نام سے تطہیر پائیں گے تو کلب و خنزیر کی طرح
نجاست خور بھی ہوجائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المفہوم فقط محمد حسین عفی عنہ

حکم بالا فاضلان رامپور کا غلط ہے اور یہ جو کہ جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب نے لکھا ہے صحیح
ہے۔ حررہ العبد الضعیف عبد الکریم عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
و بہ التوفیق

رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا کہ جس رس میں سور موتھ ڈالدے اُس کی راب یا گڑ پاک و حلال ہے
اُنھوں نے اس حکم کی کوئی روایت کسی کتاب سے نہیں لکھی اپنی رائے سے اُسکو حلال بتایا حلت حرام
کی رائے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایسے حکم پر وعید شدید ہے کہ من افتی بغیر علم تلعنہ ملائکۃ السماء
والارض حیث نسب الی اللہ تعالیٰ انہ حکمہ و ہو کاذب ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسیر شرح
جامع صغیر منشا اس غلطی کا یہ ہوا کہ اُنھوں نے سمجھا کہ ناپاک رس کی پکانے اور گاڑہے ہوجانے سے
حقیقت بدل گئی اور یہ بداہۃً خطا اور بیجا ہے کیونکہ تبدل حقیقۃ کے یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور
بالکل نابود ہوجاوے چنانچہ گوبر جلکر راکھ ہو گئی یا مردہ کان نمک میں پڑکر نمک بن گیا گوشت پوست
ہڈی چمڑا کچھ باقی نہ رہا اور یہ معنے ان صاحبوں نے خود حاشیۂ شامی سے نقل کیے کہ تنتفی الحقیقۃ بانتفاء
بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم لیکن یہ نہ سمجھے کہ راب میں تبدل حقیقۃ کا نہیں
ہوا کیونکہ رس منتفی اور نابود نہیں ہوا اگر تبدل حقیقۃ کا ہوتا تو راب یا گڑ نہیں بنتا حقیقت راب یا گڑ کی

ہر عصیر جمد بالطبخ ہے یعنی راب اور گڑ وہی رس ہے کہ طبخ سے منجمد ہو گیا اور افسوس پر افسوس کرتے ہیں ان بھائیوں کی سمجھ اور غفلت پر کہ روایت انہوں نے حاشیہ شامی سے لکھی ہے اُس کی دو سطر کے بعد لکھا ہے کہ رس میں تبدل حقیقۃ کا نہیں ہوتا بلکہ وہی رس پکانے سے منجمد ہو گیا ہے عبارت اُس کی یہ ہے لکن قد یقال ان الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لانہ عصیر جمد بالطبخ ففیہ تغیر وصف فقط لا تغیر حقیقۃ کاللبن صار جبنا والبر صار طحینا والطحین صار خبزا سو راب کو اس نمک پر قیاس کرنا خطاء فاحش ہے باقی رہا مسئلہ صابون جو ناپاک تیل سے بنایا گیا پس حاشیہ شامی میں لکھا ہے قولہ لطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا ہذہ المسئلۃ قد فرعوہا علی قول محمد بالطہارۃ بانقلاب العین واختارہ اکثر المشائخ خلافا لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کما فی شرح المنیۃ والفتح وغیرہما پس اس تیل ناپاک کا پاک ہو جانا قطع نظر اس سے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے خلاف اُسکا مروی ہے سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے کہ انقلاب حقیقۃ سے شئے پاک ہو جاتی ہے لیکن اسپر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعند محمد لا یطہر الدہن بوجہ پس جبکہ نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ناپاک تیل کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا تو تفریع بعض متاخرین کی باوجود اس تصریح کے صحیح نہوگی اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پاک ہو گیا لیکن قیاس راب کا اس صابون پر بھی درست نہیں کیونکہ راب اور گڑ میں رس منجمد ہے اور صابون غیر تیل بلکہ تیل مستہلک اور منتفی ہو گیا کیونکہ صابون بنایا جاتا ہے چونہ اور سجی اور شورہ سے انمیں تھوڑا تیل بھی ڈالتے ہیں اور یہ سب چیزیں طاہر ہیں اور معلوم ہے کہ چونہ مفنی تیل ہے پس تیل لامحالہ مستہلک اور منتفی ہو گیا یہی تبدل حقیقۃ ہے اور قطع نظر اس سے صابون کو ان چیزوں میں بہت سا پانی ڈالکر اور پانی میں پکانا مطہر شئے نجس ہے کما ہو المذکور فی الکتب اور شرط نہیں تثلیث طبخ فی الماء یعنی تین بار پکانا چنانچہ شامی میں ہے قال فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر کلام الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث وہو مبنی علی ان غلبۃ الظن مجزیۃ عن التثلیث الغرض اس تیل میں اسباب تطہیر استہلاک اور انقلاب حقیقۃ اور طبخ فی الماء ہے اور راب میں اسمیں سے ایک بھی نہیں تو قیاس راب کا صابون پر بھی درست نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ راب شرعاً یقیناً ناپاک ہے حلال جاننا اُسکو سخت جہالت ہے فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر المستجیر الی اللہ القدیر عبد الکریم ابن احمد خاں عفی اللہ لہما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب علمائے رامپور صحیح اور ادفق ہے ساتھ فقہ کے اور اس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے

قول پر فتوے ہے اور اسکی مؤید ہیں روایات فقہا جو معتمد اور مفتی بہ ہیں قال العلامۃ ابن الہمام فی
فتح القدیر و آخر مختلف فیہ بین ابی یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالی و ہو بانقلاب العین فی غیر الخمر کالخنزیر
والمیتۃ یقع فی الملاحۃ فیصیر ملحا و کثیر من المشایخ اختار وا قول محمد و ہو المختار لان الشرع رتب وصف
النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ و تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل علی قول محمد فرعوا الحکم بطہارۃ صابون
صنع من زیت نجس و فرع بعضہم علیہ ان التراب والماء النجسین اذا اختلطا و حصل الطین کان الطین طاہر
لانہ صار شیئا آخر و ہذا بعید فقد اختلف فیما لو کان احدہما طاہرا فقیل العبرۃ للماء و قیل للتراب و قیل
للغالب والاکثر علی ان ایہما کان طاہرا فالطین طاہر و فی الخلاصۃ العبرۃ للنجس منہما ایہما کان نجسا فالطین
نجس و بہ اخذ الفقیہ ابو اللیث و کذا روی عن ابی یوسف و قال محمد ابن سلام ایہما کان طاہرا فالطین
طاہر ہذا قول محمد حیث صار شیئا آخر انتہی و قال المحقق الحلبی فی شرح المنیۃ و ہو اختیار ابی نصر محمد ابن
سلام قال البزازی ہو قول محمد رحمۃ اللہ علیہ و قد ذکر ان الفتوی علیہ انتہی و وجہہ فی الخلاصۃ بصیرورتہ
شیئا آخر انتہی اور یہ جو شارح منیہ نے اسپر اعتراض کیا ہے و ہو توجیہ ضعیف اذ یقتضی ان جمیع الاطعمۃ
اذا کان ماؤہا نجسا او دہنہا او نحو ذلک ان یکون الطعام طاہرا لصیرورتہ شیئا آخر و علی ہذا سائر المرکبات
اذا کان بعض مفرداتہ نجسا و لا یخفی فسادہ انتہی اسکا حال یہ ہے کہ اہل ترجیح اور افتا نے جو قول امام محمد
رحمۃ اللہ تعالی پر فتوے دیا ہے تو مطلقا نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے ساتھ ضرورت اور عموم بلوی کے
کما قال فی المجتبی جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر مطہر عند محمد و یفتی بہ
للبلوی انتہی و قال فی الدر المختار و یطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی انتہی پس جن اطعمہ وغیرہ میں
مثلا پانی وغیرہ نجس پڑا ہے اگر ضرورت اور عموم بلوی ہے یعنی عامہ سلمین انہیں مبتلا ہیں اور بچنا اس
دشوار ہے تو موافق قول مذکور کے بلاشبہ وہ پاک ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان بلاد میں اطعمہ وغیرہ میں عموم
بلوی اور ضرورت نہیں ہے پس لزوم طہارت بھی نہوگا اور ثانیا یہ کہ جس قول پر ارباب ترجیح و افتا نے
فتوے دیا تو کسی کو مقلدین میں سے خلاف اسکا جائز نہیں کما قال فی الدر المختار اما نحن فعلینا اتباع
ما رجحوہ و ما صححوہ انتہی پس شارح منیہ جو کسی قسم کی اہل ترجیح و افتا میں سے نہیں ہیں انکی اعتراض سے
قول مفتی بہ کیونکر متروک ہو سکے اور یہ کہنا کہ یکا کہ یہ مذہب متقدمین فقہا نہیں ہے بلکہ متاخرین نے امام محمد
کے قول پر قیاس کر کے صابون کو طاہر کہا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قائل اس کلام کا فقہ سے ناآشنا ہے
یہاں قیاس کہاں ہے یہ تفریع ہے کلیہ قول امام محمد پر و کم من فرق بین القیاس والتفریع اور تفریع
کرنے والے بھی فقط متاخرین نہیں ہیں بلکہ متقدمین میں ارباب ترجیح بھی ہیں جیسے ابو نصر محمد ابن سلام جو

مماثل اور ہم پلہ ہیں ابو حفص کبیر کی کہ وہ تلمیذ خاص ہیں امام محمدؒ کے قال نے الفوائد البھیۃ محمد ابن سلام ابو نصر البلخی
وہو صاحب الطبقۃ العالیۃ حتے انہم عدوہ من اقران ابی حفص الکبیر قال الجامع ذکر الفقیہ ابو اللیث فی اٰخر کتاب
النوازل ان وفاتہ کان خمس وثلاثماۃ انتہی اسیطرح اور اہل ترجیح وافتا اسمیں شریک ہیں کما من البزازی وغیرہ
اور یہ جو معترض نے لکھا ہے کہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقت اور عموم
بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی اسلیئے کہ پتلی چیز گاڑھی ہوگئی فقط اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے یا
گاڑھی کے پتلی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا انتہی اسمیں اولاً یہ ہے کہ مجیب نے علت تطہیر کی دو چیزیں ہرگز
نقل نہیں کیں فقط انقلاب عین شامی سے نقل کیا ہے البتہ یہ امر شامی میں مذکور ہے کہ انقلاب عین سے حصول
تطہیر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالےٰ کا ہے اور اس قول پر بجہت عموم بلوی کے فتوی دیا گیا ہے کما قال ثم اعلم ان
العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر انتہی وقال نے موضع اٰخر علی قول
صاحب الدر المختار لایکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار انتہی ای وان لانقل انہ لایکون
نجسا وظاہرہ ان العلۃ الضرورۃ وصرح الدر وغیرہا ان العلۃ انقلاب العین کما یاتی لکن قدمنا من المجتبیٰ ان
العلۃ نہوہ وان الفتوی علی ہذا القول للبلوی فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطہارۃ المعللۃ بانقلاب
العین فتدبر انتہی ثانیاً یہ ہے کہ مجیب نے یہ کہاں دعوی کیا ہے کہ پتلی چیز کے گاڑھی یا گاڑھی چیز کے پتلی ہونے
کو انقلاب عین لازم ہے کہ معترض یہ لکھتا ہے کہ اس سے انقلاب لازم نہیں آتا مجیب نے تو وقوع انقلاب
کا صورت مخصوصہ میں قول کیا ہے اور لزوم انقلاب میں اور وقوع انقلاب میں عاقل بصیر کے نزدیک فرق بین ہے
اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے وقوع انقلاب میں قطعاً متحقق ہے جیسے خون گاڑھا ہوکر مشک ہوگیا اور نطفہ
گاڑھا ہوکر مضغہ ہوگیا قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر والمسک طاہر حلال لانہ وان کان دما فقد تغیر فیصیر
طاہر کرماد العذرۃ خانیہ والمراد بالتغیر الاستحالۃ الی الطیبۃ انتہی وقال ایضاً ونظیرہ فی الشرع النطفۃ
نجسۃ وتصیر علقۃ وہی نجسۃ وتصیر مضغۃ فتطہر انتہی پس یہ کہنا کہ پتلی چیز گاڑھی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا بیجا ومہمل
ہے اور یہ جو معترض نے عبارت مکتوب پنجاہ و سوم مجلد ثالث مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کی ہے اور مجلد ثالث کو مجلد ثانی تعبیر کیا ہے۔ حال اسکا یہ ہے کہ یہ کلام امام ربانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیچ باب حصول فنا و بقا ہے اور عدم انقلاب عین وارثہ معنے انقلاب یہ ممکن نہ بصفات واجب اور
انقلاب عین نہ مفاد ہے اس کلام کا نہ مراد ورنہ نعوذ باللہ تعالےٰ ممکن منقلب واجب ہو جائے نظیر عین الالحاد والزندقہ
چنانچہ بعد کلام منقول کے مکتوب موصوف میں تصریح عدم انقلاب کی صورت مذکورہ میں موجود ہے بلکہ انقلاب
احدہما کا م سے ساتھ صفات وحکام آخر کے وہو ہذا فان قلت الکسوۃ کسوۃ فی الحقیقۃ شاملا سائل ان

Marfat.com

زوال العين والاثر انما يكون شهوديا لا وجوديا لاستلزامه الالحاد والزندقة ورفع الاثنينية الثانية بين العبودية
والربوبية فما معنى زوال العين والاثر في الوجود منهما قلت انصباغ الشي بحيث يصير احدهما متخليا عن احكامه و
منصبغا باحكام الآخر لا يوجب رفع الاثنينية عنهما حتى يكون الحادا وزندقة فان الانسان الملقى في معدن الملح ما اتحد مع الملح
وما زال اثنينيته بل حصل له من جوار الملح وسلطانه فناء عن نفسه وعن صفاته وبقاء بالملح واحكامه مع بقاء الاثنينية
انتهى بقدر الحاجة اب ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے انقلاب عین ہے لیکن اس کلام میں حصر انقلاب
عین کا بیچ اسی صورۃ مذکورہ کے کہاں ہے پس ممکن ہے کہ جیسے اس محل مذکور میں انقلاب عین ہو گیا اسیطرح
بعض مواقع میں سوا اس نہج کے بھی انقلاب عین ہو جائے قولہ باقی رہا عموم بلوی سو وہ یہاں خود مفقود ہے
کیونکہ رس کا کڑہاؤ کچھ تلاؤ نہیں ہے بلکہ کنوئیں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہو سکے
انتہے اقول یہ کلام اس قائل کا اول دلیل اور اوضح برہان ہے اوپر رسائی فہم اور فقہ شناسی معترض کے بھلا
ذرا غور تو کرو تالاؤ ہونے یا نہونے کو عموم بلوی اور عدم عموم میں کیا مداخلت عموم بلوی تو عند الفقہا عبارت اس
سے ہے کہ کسی امر میں ابتلا عام ہو اور بچنا اس سے دشوار ہو پس رس کا کڑہاؤ اگر تالاب ہوتا اور بچنا سہل
ہوتا تو باوصف تالاب ہونے کے بھی عموم بلوی متحقق نہوتا اور اگر رس کا کڑہاؤ تالاب نہیں لیکن اس میں باوصف
اختلاط نجاست کے عامہ مسلمین کو ابتلا ہے اور بچنا اس سے دشوار ہے کما سیظہر تفصیلہ تو باوجود تالاب
نہونے کے عموم بلوی موجود ہے قال في الاشباه والنظائر اعلم ان اسباب التخفيف في العبادات وغيرها سبعة
الاول السفر الثاني المرض الثالث الاكراه الرابع النسيان الخامس الجهل السادس العسر وعموم البلوى الخ اب محل غور ہے
کہ فقہا نے جو تغیرات اور انقلاب عین سے حکم طہارت نجاست کا فرمایا تو یہ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کے ہے اور یہ سبب ابتلائے عام اور عسر احتراز کے اسی قول پر فتوی دیا ہے کما مر اور یہ بھی مصرح فرما دیا
ہے کہ یہ حکم مخصوص ساتھ تغیر اور انقلاب معین کے نہیں ہے بلکہ جسجگہ تغیر اور انقلاب متحقق ہو اور عموم بلوی
پایا جاوے تو اس جگہ حکم طہارت کا موافق قول مذکور مفتی بہ کیا جاوے گا قال في رد المحتار ثم اعلم ان العلة عند محمد
هي التغير وانقلاب الحقيقة وانه يفتى به للبلوى كما علم مما مر ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل فيه
كل ما كان فيه تغير وانقلاب حقيقة وكان فيه بلوى عامة فيقال كذلك في الدبس المطبوخ الخ اور وہ جو علامہ شامی نے
اسپر استدراک کیا ہے اور کہا لكن قد يقال ان الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لانه عصير جمد بالطبخ وكذا السمسم اذا درس
واختلط دهنه باجزائه ففيه تغير وصف فقط كلبن صار جبنا وبر صار طحينا وطحين صار خبزا بخلاف نحو خمر صار خلا وحمار وقع
في مملحة فصار ملحا وكذا دردي الخمر صار طرطيرا وعذرة صارت رمادا وحمأة فان ذلك كله انقلاب حقيقة الى حقيقة
اخرى لا مجرد انقلاب وصف كما سياتي انتهى اسکا جواب اول یہ ہے کہ یہ استدراک ایک بعض متاخرین کی ہے مقابل قول مفتی بہ اور

تفریع فقہائے متقدمین کو رفع نہیں ہو سکتا قال فی الدر المختار رد المحتار اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم انتہیٰ ثانیاً یہ ہے کہ قول امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ میں جو مفتی بہ ہے تغیر اور انقلاب حقیقۃ دو امر مذکور ہیں اور ظاہراً عطف واسطے مغایرت کے ہوتا ہے پس صورت مذکورہ میں اگر عدم انقلاب عین تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا مضر ہے تغیر تو قطعاً ہے تو تغیر بھی موافق اس قول مفتی بہ کے منجملہ مطہرات ہے چنانچہ تصریح اس امر کی مطلق تغیر بدون انقلاب حقیقۃ کے موجب تطہیر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کلام علامہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر سے بیشتر نقل ہو چکی مادہ طین میں جس کا احد الاجزا نجس ہو علت اختیار اس قول کی جو عموم بلوی اور عسر احتراز ہے وہ ہونا چاہیئے انقلاب عین لازم نہیں اور یہ کہنا کہ اس تقدیر پر کوئی چیز دنیا میں ناپاک نہ رہیگی سرکہ کے ظرف میں جو ہم اسکنجبین بنائی یا دودھ کتے نے پیا اسکی ربڑی یا کھیر پکالی ایسی ہی چاچ یا دہی کی کڑھی پک گئی الخ ساقط ہے اسلئے کہ ان صورتوں میں عموم بلوی اور عسر احتراز کہاں ہے اگر عموم بلوی اور عسر احتراز ان صورتوں میں متحقق ہوتا تو بلا شبہ حکم مذکور یہاں بھی کیا جاتا ثالثاً یہ ہے کہ انقلاب عین کے لئے کوئی ایسے معنے کہ جس سے دبس وغیرہ خارج رہے کلام فقہا میں پائی نہیں جاتی کلام فقہا سے تو صاف ظاہر ہے کہ دبس وغیرہ میں انقلاب متحقق ہے اسواسطے کہ مفہوم شے میں سے اگر بعض اجزا مفہوم بدل جائیں تو انقلاب عین ہو جائیگا کل کا بدلنا لازم نہیں ہے قال فی فتح القدیر وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا انتہیٰ اور بہت ظاہر ہے کہ مفہوم رس میں بحسب عرف اور زد کے سیلان اور رقت معتبر اور جزو مفہوم ہے اور راب اور گڑ اور قند وشکر میں وہ منتفی ہے اور اسیطرح حال ہے دبس اور جبن وغیرہ میں لیکن انہیں سے جہاں کہیں عموم بلوی اور عسر احتراز متحقق ہوگا تو وہاں پر فتویٰ طہارت پر دیا جائیگا اور کلیہ امام محمد میں اسکو داخل کیا جائیگا جیسی راب اور گڑ کہ اسمیں عموم بلوی اور عسر احتراز بلا تامل واقع ہے اور مشاہد ہے کہ لوگ رس کے اور کڑہا گڑ کے اور کونڈئیں رس کی اور چاک گڑ کے بیشتر صحرا قریب وجوار دیہات میں قائم ہوتے ہیں اور کتے وغیرہ دیہات کے شب کو اکثر انکو چاٹتے ہیں اور ان سے احتراز بہت دشوار ہے اور تمام ملک ہندوستان میں لاکہا بلکہ کروڑ در جگہ راب اور گڑ وغیرہ بنتا ہے اور راب سے جمیع اقسام کی شیرینی میں مفرد اور مرکب مثل شکر اور قند اور مصری اور بیڑا برفی جلیبی امرتی وغیرہ بنتی ہیں اور استعمال کیجاتی ہیں پس اگر بمقتضائے عموم بلوے موافق قول امام محمد رح کی جو مفتی بہ ہے اگر اس رس اور راب اور گڑ وغیرہ پر حکم طہارت نہ کیا جائے تو مسلمانان ہندوستان بلکہ تمامی عرب اور عجم جو استعمال کسی قسم کا شیرینیوں میں سے کرتے ہیں سب نجاست ہی کھاتے ہونگے اور معترض نے بھی اگر کبھی ان قسم کی شیرینیوں کا استعمال کیا ہوگا تو موافق زعم اپنے کے نجاست ہی کھائی ہوگی وہو مما لا یتفوہ عاقل فضلا عن عالم اور وہ جو معترض ثانی نے لکھا ہے کہ رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا الخ جواب اسکا کسی پر مخفی نہیں اسواسطے کہ مجیب مصیب نے روایت مصرحہ رد المحتار سے اسباب میں نقل کی ہے جسمیں روایت ہے

کلیتہ یہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہو اور بلوائے عام پایا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ
قول امام محمد میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اور بکمال دانائی
اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے الخ
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء معتمدین کے چنانچہ مجیب مصیب نے
اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی
جز مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی نہ یہ کہ اگر کل بدلجائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو
کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ نیشکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس
نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود
نہیں ہوا ہمارے نے قابل اصغا نہیں اور افسوس پر ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ رس کے
بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ ظاہر
اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اٹھانا قول مفتی بہ کا نہیں
ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی بہ رفع
نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ
اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور نہ متاخرین نے فقط تفریع کی
بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہو لیکن فتوی انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وہ جو
معترض نے کہا کہ ارتجھا ... بہکر شیئا جیسا ... سعید محمد بما یطہر الدہن کو جسپر ... تصحیح بعض متاخرین کی با وجود تصریح
تصحیح دیگر جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام امام محمد کا علی التسلیم محمول ہے صورت غیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل کو پاک کرتے
ہیں کما قال فی رد المحتار والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشیء ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمہ
خلافا لمحمد وہو اوسع وعلیہ الفتوی انتہی پس احتمال تدافع کلام امام محمد رحمہ میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس ابن الہمام صابون
پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلا گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کو مفتی بہ کے
امام محمد جس طرح صابون ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسیطرح راب اور گڑ وغیرہ ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرقۃ بینہما
فی مسئلۃ نصا وانہ الموفق۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر

ہذا آخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیہ

آخر ... المجرب القاد ... صدف ... اسماء الحسنی ... ذاب اولاد ... یہ

Marfat.com

کلیتہ یہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہو اور بلوائے عام پایا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ قول امام محمدؒ میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اوپر کمال دانائی اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے الخ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء متقدمین کے چنانچہ مجیب مصیب نے اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی جزء مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی پس اگر کل بدل جائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود نہیں ہوا ہمنے ہے قابل اصغا نہیں اور افسوس یہ ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ رس شکر بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ ظاہر اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اٹھانا قول مفتی بہ کا نہیں ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور اُن سے قول مفتی بہ رفع نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور نہ متاخرین نے فقط تفریع کی بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہو لیکن فتوی اُنکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وہ جو معترض نے کہا کہ طہارت صابن پر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعفو عنہ لا یطہر الدہن تو جیسے پس بعض متاخرین کی ہے وہ ہیں نص صریح تبیحہ نکل جائے سکا یہ ہے کہ یہ کلام امام محمدؒ کا علی التسلیم محمول ہے صورت غیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل کو پاک کرتے ہیں کما قال فی رد المحتار الدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشئ ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمہ خلافا لمحمدؒ وہو اوسع وعلیہ الفتوی انتہی پس احتمال تدافع کلام امام محمدؒ میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس راب کا صابون پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلا گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کو جو مفتی بہ ہے پس جس طرح صابون ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسیطرح راب اور گڑ وغیرہ ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرقۃ بینہما فی مسئلۃ نصارانہ الموفق۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر

ھذا آخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیۃ

اخری لا مجرد القالب صدف بد اسماعیل انتہی اسکا جواب اولا یہ ہے ہو یہ

Marfat.com

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ
حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرھاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ

رابطہ کیلئے: مدینہ بک اسٹال جامع مسجد اقصیٰ

ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی فون: 7229832

ہمارے یہاں نئی اور پرانی کتابوں کی خرید و فروخت

اور نایاب کتابیں چھپوانے کیلئے رجوع کریں۔

Marfat.com

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ
حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرھاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ

رابطہ کیلئے : مدینہ بک اسٹال جامع مسجد اقصیٰ

ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی فون : 7229832

ہمارے یہاں نئی اور پرانی کتابوں کی خرید و فروخت

اور نایاب کتابیں چھپوانے کیلئے رجوع کریں۔

Marfat.com